

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَلَهُ مَجْدٌ أَكْبَرُ مِنْ أَكْبَرِ الْأَنْبِيَاءِ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى آلِهِ وَاصْحَابِهِ
 الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ رَضَوْنَا اللَّهَ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ هـ

نزد پیچیدان محمد شاہ خان خلف حاجی محمد انور شاہ خان جنفی ساکن ریاست رامپور
 میں ارباب ایتقان و اصحاب ایمان بصد نیاز عرض پر دار ہے کہ محکو عرصہ دراز
 تب اسلامی دیکھنے کا ارحشوق تھا اور خاص کر کتب سیر کے مطالعہ سے کمال
 لیتی۔ اس دوران میں سیرۃ نبویہ کے متعدد رسالے نگاہ سے گزرے مگر اپنی
 ادر اہل ہند کے عام مذاق کے موافق نہ پائے۔ کسی میں عربی کا لفظی ترجمہ کیا
 جس کے پڑھنے سے جی الجھاتا ہے۔ کسی میں بحث و مباحثہ و تعصب۔ کسی کی اردو

[illegible][illegible][illegible]

۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

خوبی میں مجبوجہے گئے اور شایقین نے زور دیا کہ اس کا سلسلہ خلفا پر ہی ختم نہ کیا جائے بلکہ زمانہ موجودہ تک پہنچایا جائے چنانچہ مجبور ہو کر میں نے اس کا دوسرا حصہ خاندان نبی اُمیہ کے حالات میں اور لکھ کر شائع کیا مگر پھر زمانہ کے تغیرات اور کچھ اپنی علالت نے اس کا سلسلہ منقطع کر دیا یہ تمام جلدیں ختم ہو گئیں مگر فرمائشوں کا آنا بند نہ ہوا اس لئے پھر دوبارہ شائع کیا مگر پھر بھی ملک کو اس مفید سوانح عمری کی ضرورت باقی رہی فرمائشوں کا تار برابر لگا رہا اور اس تیسری مرتبہ پھر شائع کرنے پر مجبور ہوا اور اس کے چند اسباب ہوئے۔ (۱) سابق کی اشاعت سے اس وقت تک فرصت کے زمانہ میں اور جس قدر مفید اور ضروری مضامین مجبو ملنے گئے اُس کو میں جمع کر گیا اور اسکے شائع کرنے کا شوق دامگیر ہوا (۲) اور بہت کچھ تائید غیبی بھی شامل حال ہوئی۔ چنانچہ اس تیسری مرتبہ صد ہا مفید مضامین مع مزید نقشہ جات عمارتی و ملکی اور افتادہ کردہ لکھی ہیں جس سے کتاب کی خوبی چار چند بڑھ گئی ہے اب میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ سوانح عمری جو رسول اعظم اور صحابہ اکرم کی مستند اور مکمل تاریخ ہے اپنا آپ ہی جواب ہے جس میں تمام واقعات بے رور رعایت ایسی خوبی و خوش اسلوبی سے دکھائے گئے ہیں جو دل میں سرور و آنکھوں میں نور پیدا کرتے ہیں اور اسلامی جذبات کو از سر نو تازہ کر دیتے ہیں مجبوقوی امید ہے کہ ناظرین اسکو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور محنت کی داد دیں گے اور دعا سے خیر سے یاد کریں گے۔ ع کے قبول اقتدر ہے عز و شرف۔ میں نے حتی الامکان بہت کوشش کی ہے کہ کوئی ضروری واقعہ آپ کے متعلق قلم بند ہونے سے نہ رہ جائے اور آپ صلعم اور ہر ہا پ خلفاء کے کارنامے نہایت صحیح اوسی شان سے دکھائے جائیں جیسی کہ آپ کی شان ہے مگر احیاً بقتضائے بشریت الانسان مرکب من الخطا والنسیان سہو یا غلطی پائیں از روئے ہمدردی اسلام اصلاح کو کام فرمائیں۔

تجربہ ایجنسی

[illegible][illegible]

۲۰۰۰

گئے ہیں جن سے عرب کی سرزمین کے پورے حالات معلوم ہوتے ہیں اور ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شہر کو دوسرے شہر سے کیا تعلق ہے۔

اس کی ابتدائی حالت اس طرح بیان کی گئی ہے کہ بعد طوفان نوح کے سام بن نوح کی اولاد سے آباد ہوا سام کی چوتھی پشت میں قحطان نام ایک شخص پیدا ہوا۔ اُس کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام عرب تھا جس نے یمن کو بسایا اور دوسرے کا نام ہرجام تھا جس نے حجاز آباد کیا بعض مورخ قحطان کے دو بیٹوں کا نام جرہم اور یعرب لکھتے ہیں کہ یعرب کے نام پر عرب مشہور ہوا اور جرہم کو حجاز کی حکومت ملی اور یعرب کو یمن کی بنی یعرب کی حکومت تین ہزار برس تک یمن میں رہی یعرب کے دو پر پوے حمیر اور خلان تھے انھیں دونوں کی حکومت ہر پچھ کر رسول خدا کی ولادت سے ستر برس قبل تک قائم رہی مگر شاہی خاندان حمیر کے نام سے موسوم رہا۔

قوم عاد اور ثمود جو سام بن نوح کی اولاد تھے جب برباد اور تباہ کئے گئے تو بعض ان میں سے پہاڑوں پر جا بسے جو بدو اور اعرابی کے نام سے مشہور ہوئے اور بعض شہروں میں آباد ہوئے قدیم عربوں میں جن قبیلوں کا پتہ مورخین نے تلاش کیا۔ اُن کے نام یہ ہیں عاد۔ ثمود۔ تنخم۔ جاوس۔ جرہم۔ سالیق۔ عمالقه اہل عرب اگرچہ قدیم زمانہ سے سفر کرتے چلے آئے ہیں اور ادھون نے ایسے دور دراز سفر کئے جہاں سے اہل یورپ قطعی ناواقف تھے مثلاً چین۔ روس۔ اور افریقہ مگر انہوں نے کوئی جغرافیہ مرتب نہیں کیا بطلمیوس جس کا زمانہ ۱۲۷ء ہے وہ کسی قدر واقف تھا وہ لکھتا ہے کہ عرب میں ایک خطہ یمن ہے جس میں ایک سو ستر دیہات اور پانچ بڑے شہر ہیں۔ سب سے بڑا جغرافیہ عرب کا نصر نے ۴۷۷ء میں لکھا جو محض بدوؤں کے واسطے تھا

اورپسی کا تیار کیا ہوا دنیا کا نقشہ

یہ نقشہ ۱۱۶۰ء ہجری میں تیار کیا گیا ہے جبکہ اس سے پیشتر کوئی نقشہ موجود نہ تھا۔



گویا کی شدت سے غیر آباد جگہ

یہ نقشہ موجودہ دنیا کی کئی زمانہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتا لیکن اگر زمانہ قدیم کی بے سرو سامانی کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے اور دنیا کے سفر کا خیال کیا جائے تو یہی نقشہ ایک قابل قدر تحفہ بن جاتا ہے چونکہ اس سے قبل کوئی نقشہ دنیا کا موجود نہ تھا اس لئے اس کی نقلیں تمام ممالک یورپ میں ہو گئیں اور دنیا کی معلومات میں بہت کچھ اضافہ ہو گیا۔

اب نقشہ میں عرب اور اوسمیں مکہ کا مقام ملاحظہ کیجئے تو مکہ تمام دنیا کا صاف صاف مرکز نظر آئے گا۔

بگڑ جانا بخوبی ذہن نشین ہوتا ہے اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر تمام دنیا کی ہدایت کے لئے ایک واحد مرکز انتخاب کیا جائے تو سوائے عرب کے اور کوئی دوسری جگہ موزوں قرار نہیں پاتی خصوصاً اوس زمانہ پر نظر ڈال کر کے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب ایشیا یورپ اور افریقہ کی تین بڑی سلطنتوں کا تعلق عرب سے تھا تو عرب کی آوازاں ممالک میں بہت جلد پہنچ سکتی تھی۔ اسی لئے رب العالمین نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب میں پیدا کیا اور تمام ملک اور قوم کی ہدایت کا کام سپرد کیا۔ عرب کو پہلے سے بھی شرف حاصل ہے۔ اسی سرزمین عرب میں حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے خوف سے بھاگ کر پناہ لی تھی اور جب دوبارہ بنی اسرائیل کو نجات دلا کر لائے تو یہیں چالیس سال پورے کئے۔ حضرت داؤدؑ بھی جب شاہ سمویئیل کے خوف سے بھاگے تو یہیں پناہ لی یہودیوں کو جب یونانیوں اور سریانیوں نے اپنے علاقہ سے نکالا تو انہوں نے بھی یہیں پناہ لی اور نبوا سمعیل نے اپنی ان چچا زاد بھائیوں کا خیر مقدم کیا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تو اس جگہ وحدانیت کی بنیاد ہی ڈالی عرب کا طول عدن سے لے کر بیروت تک ۱۶۰۰ اور عرض عمان سے ساحل بحر احمر تک ۱۱۰۰ میل ہے وہ فرانس کے دو گنے رقبہ سے بھی زیادہ ہے۔ عرب کی مردم شماری تحقیق نہیں ہو سکی مگر اندازہ ایک کروڑ کا کیا گیا تھا۔ مگر حال کی تحقیقات سے اوس کا نصیب بے تیس میں دس لاکھ بدو ہیں۔

عرب میں یورپ کا سیاح صدیوں تک نہیں گیا۔ فاتحان رقبہ کئی جنموں نے کل اقوام عالم کو زیر کر لیا تھا مگر عرب کے خانہ بدوش بدوؤں کو جن کی حفاظت کے قلعے ریگستان اور ملک کی گرم و خشک آب و ہوا تھی ہرگز فتح نہ کر سکے۔

عرب کے مختلف حصے اپنی اپنی خاص خصوصیتوں کی وجہ سے ممتاز ہیں۔ یمن کی وادی

عرب کی خاص پیداوار کھجور اور قہوہ ہے جو ان کی خاص غذا ہے۔ عرب کے شاداب خطوں میں تمام میوہ جات مثل یورپ پیدا ہوتے ہیں اور غلہ بھی ہر قسم کا ہوتا ہے پالتو اور باربر داری کے جانور بھی موجود ہیں۔ جن میں اونٹ بھینٹ گھوڑا خاص خاص ہیں اور گھوڑا تو خاص اور صاف کا ہوتا ہے۔ جس کا دنیا میں جواب نہیں۔ اس وقت عرب کے بدو گھوڑوں کی پانچ نسلوں کو بہت مانتے ہیں جو آنحضرت صلعم کے پانچ گھوڑوں کی اولاد ہیں جب کوئی عمدہ نسل کا بچہ پیدا ہوتا ہے تو چند اشخاص گواہی کے لئے جمع ہوتے ہیں اور شجرہ پرگو اہوں کی مہریں ہوتی ہیں اور یہ پرچہ تانبے کی ڈبیاں بند کر کے بچے کی گردن میں ڈال دیا جاتا ہے۔

عرب کی تقسیم قدیم زمانہ میں اس طرح کی گئی تھی۔

اول نجازیہ ایک پہاڑی اور رگیستانی خطہ ہے اور سواحل بحر احمر کے حصہ وسطی میں واقع ہے دوم یمن۔ حجاز کے جنوب میں بحر احمر کے کنارے واقع ہے اس میں بالفعل عرب کا جنوبی حصہ مکہ سے عدن تک اور یورپ میں خلیج فارس تک شامل ہے اس میں اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں یعنی حضرموت اور نجران وغیرہ وغیرہ صناعا اس صوبہ کا دارالسلطنت سوم حضرموت۔ چہارم۔ مہرہ۔ پنجم عمان۔ ششم احساء خلیج عدن سے خلیج فارس تک واقع ہیں۔

ہفتم۔ نجد یعنی عرب کا حصہ وسطی جو بہت ہی زرخیز ہے اور جس میں بڑے بڑے شہر اور قصبہ جات واقع ہیں لیکن چاروں طرف رگیستان سے گھرا ہوا ہے یہاں وہابی امیر کا دخل ہے یہ تقسیم جو قدیم الایام چلی آتی ہے عربستان کی ملکی تقسیموں سے مطابقت نہیں رکھتی کیونکہ ایام جاہلیت میں سارا ملک چھوٹے چھوٹے قبائل عرب کے تحت حکومت تھا اور بعد اسلام کے یہ کل قبائل ایک قوم بن گئے تھے۔

(۵) بزرگوار و عزیز است که در این راه کشته شود و بهشت را بدست آورد.

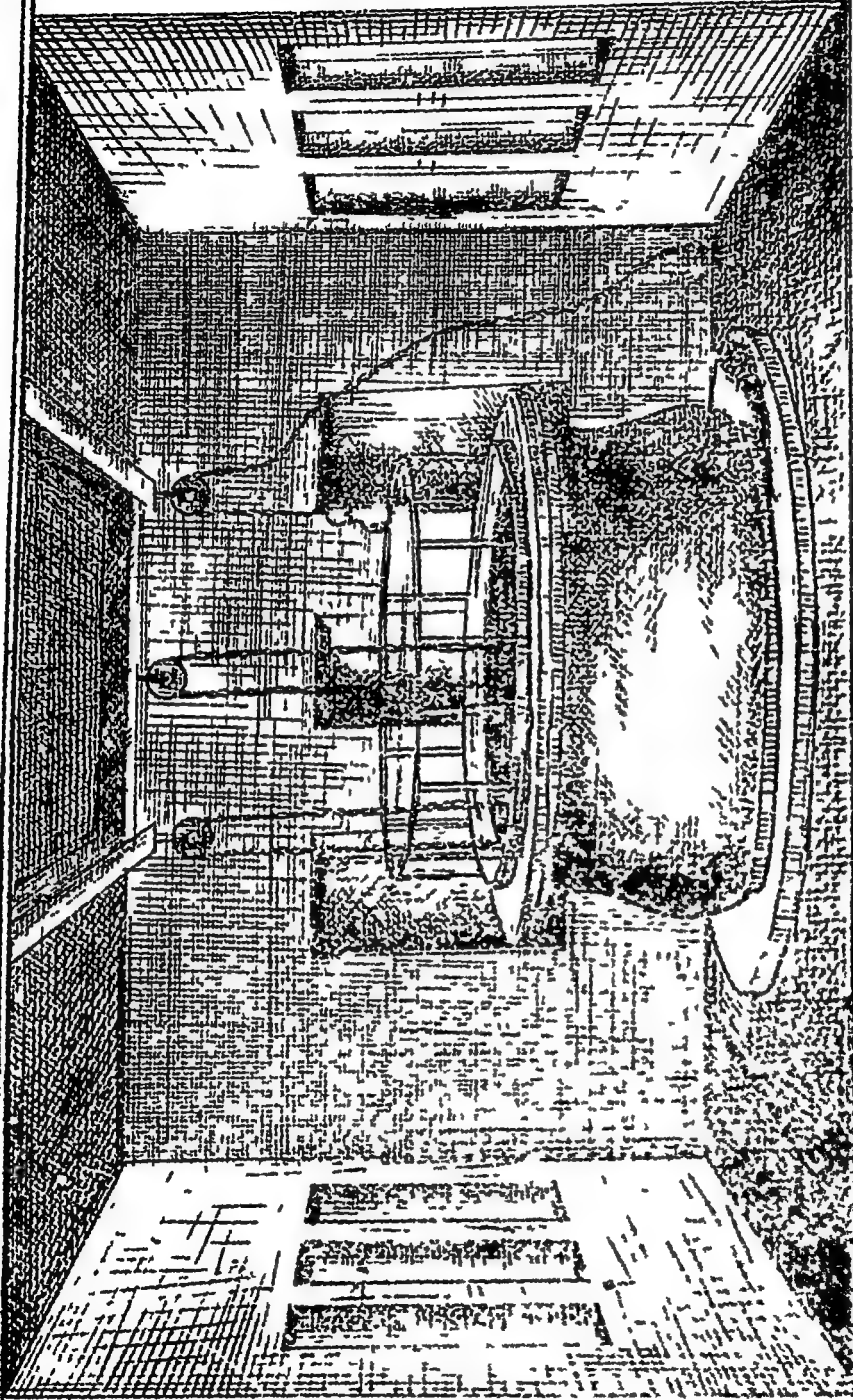
[illegible]

قصی اور قریش نے اس کی تجدید کی تھی۔ مرمت عمارت کی ضرورت کسی ارضی یا سماوی آفات سے پیدا ہو جاتی تھی کسی غیر قوم کے قبضہ کر کے گرا دینے یا منہدم کرنے کا واقعہ اس عمارت کعبہ کے ساتھ پانچ ہزار سال سے کبھی پیدا نہیں ہوا اور یہ ایسا شرف ہے کہ دنیا میں کسی عباد خانہ کو حاصل نہیں ہوا۔ اس کی آبادی شمال اور جنوب کی طرف دو میل اور مشرق اور مغرب کی طرف یعنی کوہ اجیاد سے کوہ کائراخان تک ایک میل ہے یہ بالکل ریگستانی ملک ہے اس کے قرب و جوار میں کو سوں تک سرسبزی کا پتہ نہیں ہے البتہ مکہ سے ستر میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام طائف ہے جس میں کامل طور سے سبزہ زار ہے مکہ کے خرچ کو بقولات طائف سے جاتے ہیں اور دوسرے ضروری سامان یمن اور مصر اور شام وغیرہ سے آتے ہیں مکہ سے تین میل پر ایک قطعہ قابل زراعت تھا جو شریف مکہ کے مکان اور خانہ باغ میں صرف ہو گیا۔ مکہ کی پہاڑیوں میں دو پہاڑیاں صفا اور مروہ باعتبار ارکان حج کے زیادہ مشہور ہیں پشتر عرب کنوئیں یا بارش کا پانی پیتے تھے جب حضرت ابراہیم اپنی بی بی حاجرہ اور اپنے بیٹے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو قارآن کے پہاڑ پر چھوڑ گئے اور جب پیاس سے ان کی زبان سوکھنے لگی اور حالت غیر ہوئی تو قدرت الہی سے چاہہ رزم نمودار ہوا جسکی

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰) ایک دفعہ حضرت عمر فاروق اعظم نے لوگوں کے سنانے کے لئے حجر اسود کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ تو ایک پتھر ہے نہ کسی کو لقمہ اور نہ کسی ضرورے سکتا ہے (صحیح بخاری باب ماذکر فی الحجج الاسود) حضرت ابراہیم اور اذن کی اولاد کا دستور تھا کہ میدان میں جس جگہ عبادت گاہ مقرر کرتے وہاں ایک لمبا پتھر ستون کی طرح کھڑا کر لیتے جیسا کہ اب بھی اہل اسلام کا قاعدہ ہے کہ گھل جگہ میں جب نماز پڑھتے ہیں تو کوئی کڑی وغیرہ کڑی کر دیتے ہیں۔ جسے سترہ کہتے ہیں۔

۱۔ چاہہ رزم کی مفصل کیفیت ہر کتب معتبرہ سے اس طرح ملی ہے کہ آپ رزم حضرت ابراہیم (بقیہ نوٹ بر صفحہ آئندہ)

یہ چارہ از نرم کی قدیم حالت ہے جو ترکی سیاح — طے بے کے زمانہ میں موجود تھی مگر اس وقت اس کی نشان اور غنفلت بدرجہا بڑھ چکی ہے۔



مکہ کے بعد مدینہ منورہ سے زیادہ مسلمانوں کے لئے کوئی متبرک مقام نہیں ہے کیونکہ حضرت صلعم نے یہیں ہجرت فرمائی اور یہیں سے اشاعت دین ہوئی اور یہیں حضرت صلعم نے دنیا کے فانی سے رحلت فرمائی۔

حجاج اسلام کی حسن عقیدت کی وجہ سے مدینہ بھی نہایت پر تکلف شہر بن گیا ہے مکانات پتھر کے ترشے ہوئے اور اکثر دو منزلیں۔ باسٹنا مسجد نبوی جہاں آنحضرت صلعم وعظ فرماتے تھے اور جہاں اس وقت آپ کا مزار مبارک ہے کوئی اور قدیم عمارت مدینہ میں نہیں ہے مکہ سے مدینہ منورہ ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ مکہ سے اوس کا رقبہ نصف ہے اس کی شہر نہایت قدیم بنی ہوئی ہے یہاں بھی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں اور پتھر ملی تو گویا ساری عرب کی زمین ہی ہے مگر یہاں کی زمین مثل مکہ کے گرم نہیں ہے یہاں سیوہ دار درخت بکثرت ہیں اُس کے دکھن اُتر میں اُحد اور ایراک کی پہاڑیاں نخلستان کے لئے زیادہ مشہور ہیں۔ مکہ میں تو گویا موسم سرما غفقا ہے۔ مگر یہاں جاڑوں میں خاصی سردی ہو جاتی ہے

دقیقہ نوٹ منفقہ گذشتہ انگنیش رہنے کی نہی ناچار حدود حرم سے باہر دیگر اطراف و دیار میں سکونت اختیار کی بعد ایک مدت کے قبیلہ جرہم و اولاد مضاض نے مکہ میں ظلم و ستم شروع کیا اور دست تصرف اشیائے نذر کعبہ پر جو دیگر اطراف سے لوگوں نے بھیجی تھیں دہرا کیا حتیٰ کہ جو روحنا سے تمام تنگ ہو گئے اگرچہ لوامی حرم نے اُن کچھ سزائیں کر لی لیکن کچھ کا رگ نہ ہوئی آخر کار بنی بکرین عبد مناف و ایل بن کنانہ نے کہ اولاد اسمعیل سے تھے چند شجاعان عرب کو بطور قاصد جرہم پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ اب تک بچتے تمہارے ساتھ اس وجہ سے تعرض اور مواخذہ نہ کیا کہ تمہیں طریقہ آبائی و اجہائی سے انحراف نہیں کیا اب چونکہ تم نے جو روحنا کا رواج شروع کیا اندام کو منظور ہے کہ تم لوگ دیار مکہ سے نکل جاؤ تو جب قوم جرہم نے دیکھا کہ اب ہم مقابلہ کر سکیں گے پس خواستگار صلیح ہوئے آخر یہ بات قرار پائی کہ قوم جرہم مکہ سے نکل جائے وقت ترک (دقیقہ نوٹ برصغیر آئینہ)

ہیں یہاں انگور اور دیگر میوہ جات بکثرت ہوتے ہیں اسکی آب و ہوا نہایت عمدہ ہے اسی لئے سکندراعظم نے بعد واپسی ہندس کو اپنا دارالسلطنت بنانا چاہا مگر موت نے پورا نہ ہونے دیا صنعا سے تیرہ میل مشرق کی طرف شہر مارب یا سبا کا ویرانہ واقع ہے جو اسوقت تک ایک محض قصبہ ہے ان دیوانوں میں دو قصر ہیں ایک حضرت سلیمان ؑ کا تعمیر کیا ہوا دوسرا حضرت داؤد کی بی بی کا۔ اسی شہر سبا میں وہ ملکہ رہتی تھی وہ حضرت سلیمان سے ملو کو آئی تھی۔ یمن کے دیگر مشہور شہروں میں مِخا اور عدن ہیں قصبہ طے بھی اسی جگہ ہے جہاں حاتم پیدا ہوا تھا۔

حضرت موت۔ المہرہ۔ عمان۔ احسا۔ جو یمن مشرق بحر ہند کے کنارے واقع ہیں۔ ان جگہوں میں کئی خود مختار قبائل آباد ہیں۔ بالفعل عمان امام مسقط کے زیر حکومت ہے۔ یہاں کا زیادہ حصہ ریگستان ہے۔

عرب میں غلہ بہت کم پیدا ہوتا ہے اور بعض مقام کے باشندے غلہ کے درخت سے واقف بھی نہیں ہیں۔ البتہ سواحل بحر کے کنارے ضرور ہر طرح کے میوہ جات پیدا ہوتے ہیں اور بعض بعض جگہ غلہ بھی ہوتا ہے

عرب قدیم سے تجارت کرتے ہیں اور صرف یہی وجہ ہے کہ ان کی ضرورتیں ان کے ملک میں رفع نہیں ہو سکتیں۔ جنگلی درختوں کے میوے مولیشی کے بال اور چمڑے یہاں سے مصر اور شام کو لے جا کر وہاں سے اس کے تبادلہ میں اپنے ضروری کھانے پینے کی اشیاء لاتے تھے عموماً حجاز کا قافلہ تجارت جاڑوں میں یمن اور گرمی میں شام اور مصر کو جاتا تھا اور اس تجارت پر ملک کی مرفہ عالی منحصر تھی۔

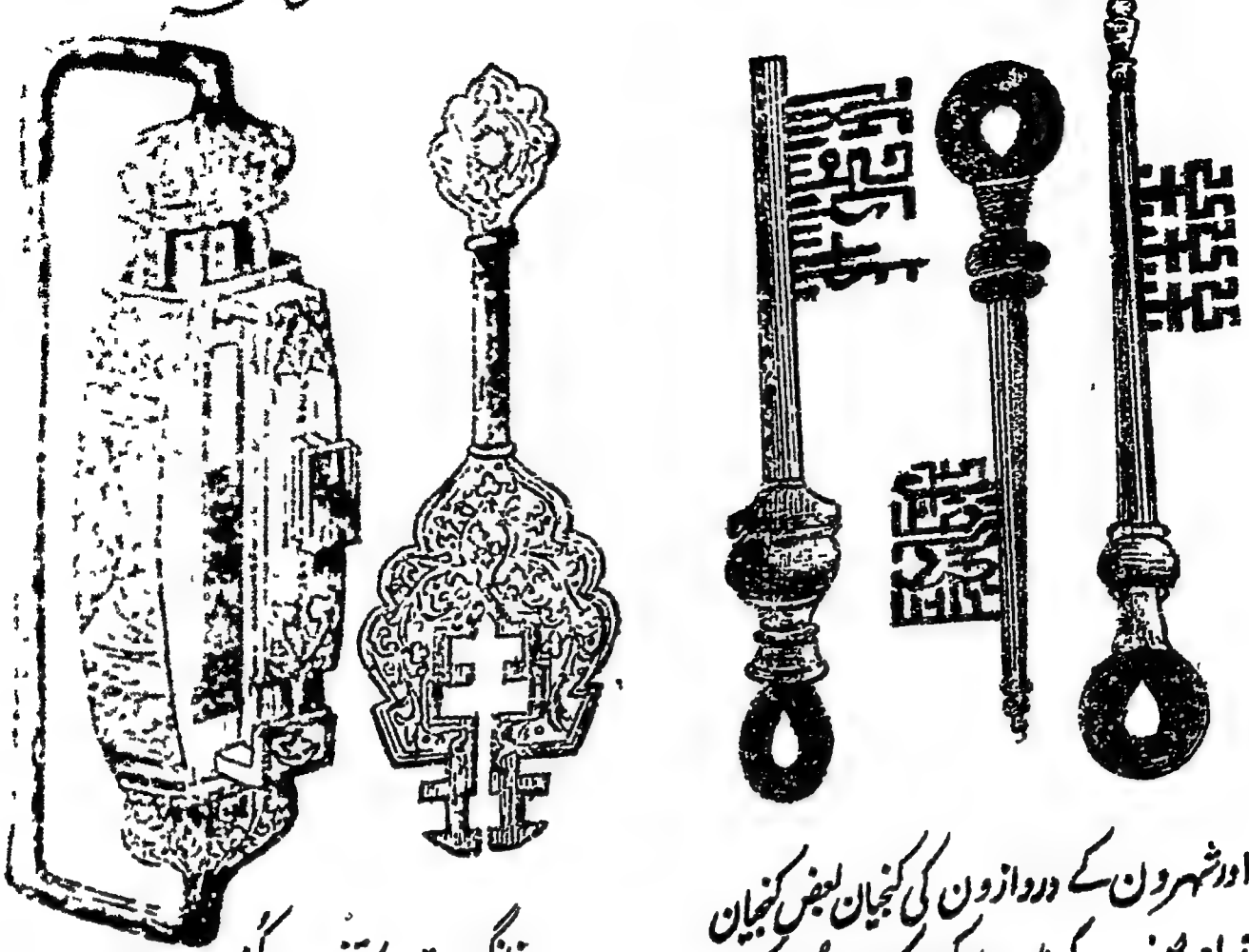
مکہ سے چالیس میل پر جدہ کا بندر گاہ ہے جہاں سے حجاز اور مکہ والے سامنے کے

اور توجہ بہ امت مسلمہ کے لئے حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے غم و غصہ کی اطلاع دے کر فرمایا کہ میں نے تم کو اپنا نائب بنایا ہے اور تم کو اپنا جانشین بنایا ہے۔ اس لئے تم کو اپنا جانشین بنانا میری مرضی ہے۔

منہ کو لے لیا

۱۔ جنت خلدی میں، کفر اور کفر

[illegible]



خانگی استعمال کا قفل اور کنجی
جسکی نقاشی قابل دید ہے۔

لمعہ شروانہ۔ اور شہرون کے دروازوں کی کنجیاں بعض کنجیاں
سے بھی زیادہ صنعت کی ہیں اسکے دیکھنے سے اُن کی
دہانت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔



قدیم عرب کی زرین

خاندان جو بادشاہ رس تھا اپنے خاندان سے ناراض ہو گیا اور قوم اور سلطنت سے مخالفت کی اور طرح طرح کی تکلیفیں دینی شروع کیں۔ لہذا آپ نے وطن چھوڑ دیا سرسہ جو یہودی تھیں اور لوط بن قاران جو ان کا بہتیجا دونوں نے ہجرت میں ساتھ دیا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنی گزراں کے لئے بھیڑ بکریاں پال لی تھیں خدا نے اُن میں برکت دی اور وہ ایک اچھا خاصہ گلہ بن گیا۔ مگر وہ میدان جہاں آپ کا گلہ رہتا تھا جب اساک باران کی وجہ سے خشک اور بے آب و گیاہ ہو گیا تو آپ نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اور بڑھتے بڑھتے مصر پہنچ گئے۔ مصر میں اُس وقت رقیون سلطنت کرتا تھا اور وہ بھی دراصل بابل کا باشندہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس نے بڑی خاطر کی اور نہایت قدر و منزلت کے ساتھ رکھا اور جب وہ اپنے وطن کو واپس آئے تو اُس نے بڑی بیٹی ہاجرہ بھی ساتھ کر دی تاکہ اسے نیک خاندان میں اس کی تربیت ہو اور وہ اپنے ہی ملک اور قدیم نسل کے باشندوں میں بیاہی جائے۔ اپنے بھائی توارباد شاہ کی آرزو پوری کرنے کی غرض سے ابراہیمؑ نے ہاجرہ سے نکاح کر لیا اور ان کے بطن سے جو پہلا لڑکا پیدا ہوا اوس کا نام اسمعیلؑ رکھا گیا۔ دوسرا لڑکا بی بی سرسہ سے ہوا جس کا نام اسحاقؑ ہوا حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو تبرا دیا تھا کہ یہ دونوں بیٹے بہت بابرکت ہوں گے اور بڑی بڑی قوموں کے جدِ اعلیٰ بنیں گے اور ان کی اولاد کثرت سے ہوگی اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے

لے خطبات احمدیہ

سے ہاجرہ کو صرف یہی شرف حاصل تھا کہ وہ شاہزادی تھیں بلکہ توریت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نزدیک بھی آپ کا درجہ بالاتر تھا کہ بپیدائش ﷺ و ﷺ سے ظاہر ہے کہ خدا کے نوشتہ ہاجرہ کے سامنے آتے اور خدا کا حکم پہنچاتے تھے مگر سارہ بی بی کے سامنے کوئی رشتہ نہیں آیا۔

(۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

۵۰ - ۵۱ - ۵۲ - ۵۳ - ۵۴ - ۵۵ - ۵۶ - ۵۷ - ۵۸ - ۵۹ - ۶۰ - ۶۱ - ۶۲ - ۶۳ - ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - ۶۷ - ۶۸ - ۶۹ - ۷۰ - ۷۱ - ۷۲ - ۷۳ - ۷۴ - ۷۵ - ۷۶ - ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰ - ۸۱ - ۸۲ - ۸۳ - ۸۴ - ۸۵ - ۸۶ - ۸۷ - ۸۸ - ۸۹ - ۹۰ - ۹۱ - ۹۲ - ۹۳ - ۹۴ - ۹۵ - ۹۶ - ۹۷ - ۹۸ - ۹۹ - ۱۰۰

بہت جلد اس قدر پھیل گئے کہ مغرب کی طرف مصر سے جو ان کی تخیال تھی جا ملے اور جنوب میں یمن تک جہاں ان کے باپ نے ان کے بھائیوں بنو قس طورہ کو آباد کیا تھا اور شمال کی طرف شام تک جہاں ان کے بھائی بنو اسحاق آباد تھے۔

اس طرح سے ایک ہی باپ کے فرزند بابل اور مصر کے قدیم علم و تہذیب کے مالک ہو گئے اور بحر ہند اور بحر احمر کے ایسے بندر گاہوں پر ان کا قبضہ ہو گیا جہاں سے اُس وقت کی تمام دنیا کی تجارت پر وہ اپنا قبضہ کر سکتے تھے اور عرب کا اندرونی حصہ بھی ان کے پاس آ گیا جو غیر اقوام سے بچانے کے لئے ہمیشہ ناقابل تسخیر حصار ثابت ہوا ہے۔ حضرت اسمعیلؑ کی اولاد میں اُن کا دوسرا فرزند قیدار نہایت نامور ہوا ہے۔ قیدار کی اولاد خاص مکہ میں آباد رہی اور انھوں نے اپنے باپ کی طرح اس مقدس مسجد کے حقوق کو ہمیشہ پورا کیا جو دنیا کے لئے توحید کی پہلی درس گاہ تھی۔ قیدار کی اولاد میں ۷۳ پشت کے بعد عدنان اول نہایت الو العزم شخص گذرا ہے جس کے چھوٹے بھائی عاک نے یمن میں سلطنت قائم کر لی تھی۔

عدنان کے بعد اس قوم پر بنی جرہم کا حساندان غالب آ گیا اگرچہ وہ ان کے مامون ہی تھے مگر بنو جرہم نے ان کو شش عیس مکہ سے نکال دیا۔ کیونکہ بنی اسمعیلؑ نے اب تک بنو جرہم کا بت پرستی میں ساتھ نہ دیا تھا۔

لیکن قضی نے جو عدنان دوم سے پندرہویں پشت میں ہے پھر مکہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور اس نے مکہ میں جمہوری حکومت کی بنیاد ۴۷۴ء میں رکھ کر مندرجہ ذیل عہدے قائم

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۔ رلفہ کے بطن سے جو بی بی لیاہ کی نوٹی تھیں دو (جدہ۔ آشر) طیہ کے بطن سے جو بی بی راضل کی نوٹی تھیں دو (دان۔ نقبائی) پیدائش ۲۵۱۱ء ان ہی بارہ کی اولاد سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے ہیں جن میں حضرت یسوع مسیح نے برکت یافتہ بنایا ہے

۱۵۰۰ - قریب ۱۵۰۰ سال
 ۱۵۰۰ - قریب ۱۵۰۰ سال

[illegible][illegible]

- جسے وہ اپنے ہاتھوں سے لے کر اپنے گھر لے گیا۔
 - جسے وہ اپنے ہاتھوں سے لے کر اپنے گھر لے گیا۔
 - جسے وہ اپنے ہاتھوں سے لے کر اپنے گھر لے گیا۔

(၁) ရှေး- (၂) နေ- (၃) မိုး- (၄) လူ- (၅) တွင်း- (၆) ကျောက်- (၇) သစ်- (၈) ပင်- (၉) ရေ- (၁၀) မြေ

پھر حمیر کا آخری بادشاہ سیہت بن ذوالتیرین خسرو شیروان کی مدد سے کریمائیوں سے لڑا اور فتح پائی مگر بچر کسی اور طرح سے مارا گیا ایرانی جو کائے تھے وہ رہ گئے اور یمن میں گورنر مقرر ہو گیا یہاں کا آخری گورنر جس کا نام بصعان تھا آنحضرت صلم کے وقت میں مسلمان ہوا اور یمن پر اہل اسلام کا تسلط ہو گیا۔

یمن میں کسی زمانہ میں طوفان آیا تھا اُس وقت خلان کی نسل سے دو قبیلے شام اور عراق میں چلے گئے تھے پہلے نے عسان کی عیسائی سلطنت شام میں اور دوسرے نے عراق میں ہیرا نام ایک سلطنت کی بنیاد ڈالی چھ سو برس تک یہ ہر دو سلطنتیں قائم رہ کر خلیفہ اول اور دوم کے زمانہ میں برباد ہو گئیں۔

نوح کا پوتہ عاد و حضرموت میں حکمراں ہوا اور اُس کی اولاد اُسی کے نام سے مشہور ہوئی عاد کا بیٹا شجراد جس سے ہر مسلمان واقف ہے اس قوم کی ہدایت کے واسطے ہود بنی مہوت ہوئے تھے کچھ تو ہود کے سامنے یہ قوم غارت ہوئی اور باقیماندہ بعد میں بربت منا گئی۔

ثمود بھی نوح کے پوتے کے پوتے کا نام ہے اور اُس کی اولاد بھی اُس کے نام سے موسوم ہوئی حضرت صالح جن کی اونٹنی کا معجزہ مشہور ہے اس قوم کو راہ راست پر لانے کے لئے مہوت ہوئے تھے۔ مگر حضرت صالح پر وہ شام کو چلے گئے اور وہاں سے مکہ کو پھر ان کے بعد قوم ثمود بنی غارت ہو گئی۔ تہم اور جاوا اس یہ دونوں قومیں آپس میں لڑ کر غارت ہوئیں جرہم قوم عاد کی بہنر تھی اور اسی طرح غارت ہوئی۔

عمالقہ وہ لوگ ہیں جو عمالقہ بن یلقیت بن لیو کی نسل ہیں بعض مورخ عمالقہ کو ہام بن نوح کی اولاد بتاتے ہیں یہ قوم بہت طاقتور تھی قبل حضرت یوسف علیہ السلام

جس نے ان کو لے کر اپنے گھر لے گیا۔
- اور وہ اس کے ساتھ رہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے گھر میں رہا اور وہ اس کے ساتھ رہا۔
- اور وہ اس کے ساتھ رہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے گھر میں رہا اور وہ اس کے ساتھ رہا۔
- اور وہ اس کے ساتھ رہا۔

اس کے بعد اس نے اپنے گھر میں رہا اور وہ اس کے ساتھ رہا۔
- اور وہ اس کے ساتھ رہا۔

اور ان کا اپنے ہمسایہ ممالک کی قوموں کے ساتھ کیا تعلق تھا ان کا سلسلہ نسب کیا تھا اور قبائل کی تفریق کس طرح ہوئی۔

قدیم عرب کے حالات قبل ان کے اسلام قبول کرنے

تواریخ شروع کرنے سے پیشتر یہ امر ضروری سمجھا گیا ہے کہ عرب کے قدیم حالات اور سمیات اور ان کے زمانہ جاہلیت کی عادات مشرح لکھی جاویں کیونکہ یہ مضمون بھی جو متعلق تاریخ ہے دلچسپی سے خالی نہ ہو گا اور اہل اسلام پر بخوبی روشن ہو جائیگا کہ واقعی ایسی قوم اور موقع پر ایسے صلی الوالعزم شہنشاہ دین مشین یعنی محمد مصطفیٰ اصلی ادر علیہ وآلہ وسلم کا میثوت ہونا ضروری تھا زمانہ جاہلیت کے عرب بلکہ بالعموم تمام عرب بغیر کسی استثناء کے کیونکہ زمانہ حال کے بدو لوگ عرب کے بھی اپنے مورثوں سے بہت کم میل جول رکھتے ہیں ایک نہایت سادہ مزاج کی قوم تھی ان کی معاشرت کا سادہ اور بے تکلف طریقہ قانون قدرت کے قریب قریب تھا وجود انسانی کا سلسلہ شروع اور ادنیٰ درجہ کی حالت سے رفتہ رفتہ ترقی حاصل کرنا گیا اور آخر کار گلہ بانی کے رتبہ پر پہنچ گیا جو بمقابلہ ان کی پہلی حالت کے نہایت عمدہ اور افضل تھا۔ اس حالت کے تبدیل ہونے سے عربوں کو آپس میں امن اور صلح سے رہنے اور اپنی ضروری حاجتوں کے رفع کرنے کو بہت سانسراہہ مل گیا۔ کیونکہ بھیروں کی اودن سے ایک قسم کا موٹا ٹاٹ بنانا سیکھ لیا جس کو بندریمینوں کے زمین پر خیمہ کی طرح کھڑا کر اُس کے اندر رہا کرتے تھے اور جب اپنے گلہ کو کسی دوسری جگہ عمدہ چراگاہ میں لیجا کی ضرورت ہو کرتی تھی تو اپنے ٹاٹ کے ڈیروں کو اُس جگہ سے اکھاڑ کر دوسری جگہ لے جا کر کھڑا کر دیتے تھے۔ اور پھر وہیں رہنے لگتے تھے۔ ان کی پوشاک صرف ایک لمبی بنیر سیلی ہوئی چادر کی ہوتی تھی جس کو بطور تہمد کے اپنی کمر سے لپیٹ لیتے تھے۔

[illegible]

۱۹۹۹

- لہذا چاہیے کہ - آئینہ - آئینہ - آئینہ

[illegible]

کی جاتی تھی معتدل منید کی بھی بہت تعریف کی جاتی تھی علی الصباح اٹھنا بھی ایک صفت شمار ہوتی تھی اور اُس آدمی کی قوت اور مستعدی پر دلالت سمجھی جاتی تھی نہایت فیاضی سے مہمان نوازی کرنا اُن کا قومی خاصہ تھا اور اُس کو تمام نیکیوں اور اوصاف میں اعلیٰ اور افضل تر کام سمجھتے تھے مسافروں اور مہمانوں کی خاطر داری بے انتہا فیاضی سے کرنا مہربانی اور اخلاق اور تعظیم کے ساتھ پیش آنا اور حسب خواہش مہمان ویسا ہی برتاؤ کرنا ایک اپنا فرض خیال کیا جاتا تھا۔ اور اگر کوئی شخص چھوڑ دیتا یا مہانداری میں کچھ غفلت یا چشم پوشی کرتا تو تمام اُس کی برادری کے لوگ دل سے اُس کو برا جانتے تھے اور اُس کی حقارت کرتے تھے۔

ہمسایہ کے حال پر مہربانی اور اُس کی خبر گیری کرنا اور اُس کے مکان اور خاندان اور مال کی نگرانی اور حفاظت کرنا نیک آدمیوں کے اوصاف میں سے تھا اور اگر کوئی اس باب میں ذرا بھی بے پرواہی یا سستی کرتا تو اُس کو نظر حقارت سے دیکھتے تھے اور اُس کا کوئی خراب اور مجرب لقب رکھ دیتے تھے

لے چنانچہ باہلی ایک نامی شاعر اپنے بھائی کے ایک مرثیہ میں جس میں اُس نے اُس کی موت کا حال لکھا تھا اس طرح پر اپنے بھائی کی تعریف کرتا ہے تکلہ فلدۃ لحد ان الہیما من الشواء ویکفی تسایہ الغر۔
 ۱۰ ہدیٰ ایک مشہور شاعر اس ورت کی ابراز کرنا ہے قلیل علی الموم الیوم الیوم
 القار بادینتی کیا مسفعاً۔

۱۱ امر القیس شاعر خود اپنی تعریف اس طرح کرتا ہے وقد اغتدی والطیر فی دکناتھا۔
 ۱۲ ہدیٰ شاعر خود اپنے پلاس شعر میں دعا کرتا ہے۔ اگر وہ مہمان نوازی کے طریقہ میں کچھ قصور کرے ہے
 کلا دی ان اطعت ناذ لکم صراحتی و عندی الیوم مکنون
 ۱۳ بکری تنزیر کی اس طرح تعریف کرتا ہے تبتون فی المستاملا بطونکم و جادا نکم
 غر فی بیتن نماسا۔

[illegible]

گھوڑے کی سواری کی، اگر بچپن ہی سے مشق کی جاتی تھی تو نہایت اُس کی تعریف اور توصیف ہوتی تھی اور اگر کوئی بڑا ہو کر گھوڑے پر چڑھنا سیکھتا تو وہ حقارت سے دیکھا جاتا تھا اور جو اور طعنے کا نشانہ بنتا تھا۔

بھٹیڑیے کا شکار کرنا دلاوری اور بہادری کی نشانی تھی اور جوان مردی کا بھی عمدہ ثبوت تھا۔ ریگستان کے جنگل کی لمبائی چوڑائی اُس کی ریت کی مٹھی بھر کر اور سو گھر دریاft کرتے تھے جو نہایت عجیب بات ہے۔

زمانہ جاہلیت کے عرب میں شعر و شاعری کی لیاقت ایک اعلیٰ درجہ پر پھونچ گئی تھی۔

عرب کی جاہل قوموں کا حال

جہاں یہ خوبیاں اُن لوگوں میں تھیں اسی کے ساتھ بد اخلاقی اور فحش عرب جاہلیت میں پھیلا ہوا تھا اور ایسے لوگ زیادہ تھے۔ قصائد کے شروع میں جو تشبیب کے اشعار ہوتے تھے اُن میں امیر و رئیسوں کی عورتوں کا نام لے کر بیاں کرتے تھے اور ہر طرح کے اُن کے عیبوں کو فخریہ اعلان کی طرف منسوب کرتے تھے۔ کیونکہ اُن کا یہ اعتقاد تھا کہ ہر شاعر کے اختیار میں ایک جن رہتا ہے اور جس قدر بڑا شاعر ہوتا ہے اُسی قدر زبردست جن اُس کا ماتحت ہوتا ہے۔

بدکاری اور زنا کاری سے نادم نہیں ہوتے تھے اور ہر طرح کی فحش اشعار میں ازراہ بے شرمی

۱۔ ایک شاعر ایک قوم کی جو اس طرح کرتا ہے۔ لم یکنوا الا بعد ما کبروا، فہم نقال جیلے اکتا فہم میل

۲۔ چنانچہ شائع شاعر اس طرح کرتا ہے۔ وما قد دھت الذائب عند۔

۳۔ امر القیس شاعر اس طور پر بیان کرتا ہے۔ ا فالنا قتالہ و قلل یاتی عن عل۔

۴۔ حسن نامی شاعر انجی لٹی میں اس طرح کرتا ہے۔ وما نفرت جنی و ما فل منہ دی۔

[illegible]

زمانہ جاہلیت کے عرب کسی کام کے ہو جانے پر بھیڑ کو ذبح کرنے کی سنت مانا کرتے تھے اور جب وہ کام حسبِ درخواست اُن کے ہو جایا کرتا تھا تو بھیڑ کے بدلے ہرن کو مار دیتے تھے اور اُس ہرن کو عیشہ کہتے تھے مگر بھیڑ کی قربانی کے عوض ہرن کو مار دینا ایک معیوب کام خیال کیا جاتا تھا۔

اگر کوئی کسی کو مار ڈالتا تھا تو خون کے عوض خون ہی لینا عمدہ گنا جاتا تھا جو لوگ خون کے عوض اور کچھ معاوضہ لیتے تھے اُن کو اُن کے ہم جنس اور موطن نظر تجارت سے دیکھتے تھے۔ اُن کا اعتقاد تھا کہ اگر کسی آدمی کے خون کا عوض خون سے نہ لیا جائے تو ایک چھوٹا سا پردار کثیرِ مقتول کے سر میں سے نکل کر آسمان میں جا کر چلا تا اور چھینٹا پھرتا ہے اس عجیب و غریب کیرے کو ہامہ اور صدی کہتے تھے۔

ہر شخص کے مرنے کے بعد دستور تھا کہ اُس کے اونٹ کو اُس کی قبر سے باندھ دیتے تھے۔ یہاں تک کہ بھوک اور پیاس کے مارے وہ مر جاتا تھا اور اُس اونٹ کو پالپہ کہتے تھے۔ جب کوئی مر جاتا تھا تو ایک سال تک اُس کا شوگ رہتا تھا اور اُس کو رویا کرتے تھے۔

۱۰۰ عجیب شایانہ نہ ان کی قبر میں کتا ہے۔ وما تشر اذ طلبا عیجی کعب۔

۱۰۱ عمر ابنِ عبدی کہ یہ کی بہن ایسے جانی کے خون کا کسی شرط پر سفید کرنے سے منع کرتی ہر دلا تائمذ وامنہم افلا ذاکل۔

۱۰۲ لبید شمر ایک نوم میں اس طرح کتاب ہے۔ فلیس الناس بعدک فی السیر۔ وما ہم غیر اصدا و ہام۔

۱۰۳ لبید شمر اپنے مدد سے خود کو اس طرح قریب کرتا ہے۔ نادی الی الا طناب کل ذریۃ۔

مثال البلیۃ والذی اھلکھا۔

۱۰۴ لبید شمر اپنے مدد سے اس طرح دہشت کرتا ہے۔ قادی الی الا طناب کل ذریۃ۔

مثال البلیۃ والذی اھلکھا۔

کہا تے اور اُس کو لذیذ اور عمدہ غذا سمجھتے تھے۔ جو اونٹنی یا بکری یا بھیر دس مرتبہ دے چکتی تھی پھر اُس کو آزاد کر دیتے تھے اور جب وہ مر جاتی تھی تو اُس کا گوشت صرف مردوں کو تو حلال تھا اور عورتوں کو کھانے کی سخت مانعت تھی۔ اگر اونٹنی یا بھیر یا بکری پانچویں دفعہ مادہ جنتی تھی تو پھر اُن کے مطلب کی نہ رہتی تھی۔ اُس کے دونوں کان کاٹ کر اُس کو کبھی چھوڑ دیتے تھے اور اُس کو بکیرہ کہتے تھے اور پھر اُس کا گوشت کھانا اور دو دھپنا عورت مرد دونوں کو منع تھا۔

کسی کام کے انجام بخیر ہو جانے پر اونٹوں کو بطور سائڈ کے چھوڑ دینے کی سنت مانتے تھے اور وہ جہاں چاہتا پھرا کرتا تھا۔

اگر کوئی اونٹنی دس بچے دے چکتی تھی اور بکری سات بچے تو ان ایسے جانوروں کا گوشت صرف مردوں کو حلال تھا اور عورتوں کو اُس کے کھانے کی مانعت تھی۔

اگر کسی بکرے کے مادہ بچہ ہوتا تھا تو مالک اُس کو اپنے واسطے رہنے دیتا تھا اور اگر زید پیدا ہوتا تھا تو وہ بچہ بچوں پر بطور نذر کے چڑھایا جاتا تھا اور اگر دو بچے ایک ز اور ایک مادہ پیدا ہوتے تھے تو ان دونوں کو مالک اپنے ہی واسطے رہنے دیتا تھا اور وہ وصیلہ کہلاتے تھے۔

جب کہ اونٹ دس بچوں کا باپ ہو چکا تھا تو وہ چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور جہاں وہ چاہتا تھا پھرا کرتا تھا اور اُس کا نام حامی ہوتا تھا۔

قسم بینے کا نہایت عمدہ طریقہ یہ تھا کہ آگ جلا کر اُس میں نمک اور گندھک پیس کی ڈالتے تھے اس آگ کو ہولہ اور جلاسنے والے کو مہول کہتے تھے۔

پکی قسم کھانے کا ایک بیجی طریقہ تھا کہ میراب خانہ کعبہ کے نیچے چابک۔ کمان۔ اور چوہہ رکھ آتے تھے اور اس طرح کرتے سے وہ قسم سچی سمجھی جاتی تھی۔

لَعْنُ عَوْسٍ شَرُّ اس طرح کہتا ہے۔ اِذَا سَقَبِلَ الشَّمْسُ صُدُّوْهُ كَمَا صُدَّ عَنْ نَارِ الْمَهْوِلِ حَالِفٌ۔

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

اگر کسی شخص کے قاتل کو مرگ نہیں لگتا تو جس قوم کے شخص قتل کرنے پر تیار ہوتا ہے
اگر وہ شخص اس کے ایک ایک کے اپنی بنائی ہے تو ہم نے یہ شخص قتل کرنے پر تیار ہوتا ہے
یہاں میں نے اس شخص کے قاتل کو مرگ نہیں لگتا تو جس قوم کے شخص قتل کرنے پر تیار ہوتا ہے
وہاں میں نے اس شخص کے قاتل کو مرگ نہیں لگتا تو جس قوم کے شخص قتل کرنے پر تیار ہوتا ہے

اس دفعہ کی تعداد کو دیکھ کر چندو کہہ دیتے تھے اور بتا دیا کہ اگر بڑا چارہ دیتے تھے۔
 عرب خاندانیت میں یہ الائیہا جب بھیجے تھے تو کچھ مختلف قوموں میں ان کو بھیج کر ہی ہزار کی رقم بھیجی

یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس کا وہ قانون کیا ہوگا۔ اگر اس کا وہ قانون کیا ہوگا۔

[illegible]

مستحقین کی خدمت میں عرض ہے کہ جی، اور اگر وہ ضرورتاً چاہے۔

جب کوئی کام شروع کرنے کو ہوتا تھا اول اون تیروں سے استخارہ کرتا تھا اور اُسی کے بموجب کام کرتا تھا اور اُن تیروں کا نام ازلام تھا۔

تمام عرب جاہلیت کا شیوہ بُت پرستی تھا اور جن بتوں کی وہ پوجا کرتے تھے اُن کی تفصیل یہ ہے (۱) ہمیل ایک بہت بڑا بُت تھا جو خانہ کعبہ پر رکھا ہوا تھا۔

(۲) ودیہ بت قبیلہ بنی کلب کا تھا اور صرف یہی قبیلہ اُس کی پرستش کرتا تھا۔

(۳) سواع یہ بت قبیلہ مذحج کا تھا اور وہ اُس کی پرستش کرتے تھے۔

(۴) یعوٹ قبیلہ بنی مراد کا یہ بت تھا اور وہ اُسکی عبادت کرتے تھے۔

(۵) یعوق قبیلہ بنی ہمدان کا یہ بت تھا اور وہ اُس کو معبود سمجھتے اور اُسی کی عبادت کرتے تھے۔

(۶) نسر شہرین کے قبیلہ بنی حمیر کا یہ بت تھا اور یمن کے لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔

(۷) غری قبیلہ بنی عطفان کا مشہور بت تھا اور اُس کی پرستش وہ قبیلہ کیا کرتا تھا

(۸) لات (۹) منات یہ دونوں بُت تمام عرب کی قوموں میں مشہور تھے اور کسی قبیلہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے کیونکہ یہ بُت کُل بتوں کے افسر سمجھے جاتے تھے اور عرب کی تمام قومیں اُن کی پرستش کرتی تھیں۔

(۱۰) دوار یہ بت صرف نوجوان عورتوں کی پرستش کرنے کا تھا وہ چند مرتبہ اُس کے گرد گھومتے اور پھر اُس کو پوجتی تھیں۔

(۱۱) اساف جو کہ صفا پر تھا اور (۱۲) ناکلہ جو کہ حروہ پر تھا اُن دونوں بتوں پر ہر قسم کی قربانی ہوتی تھی اور سفر کو جاتے اور سفر سے واپس آنے کے وقت اُن کو بوسہ دیا کرتے تھے۔

شہزادہ کے خون کے ذریعہ اور بھی لگائی جاتی تھی اور ان کے ہاتھ میں وہی سیرکس تھا جو ان کے ملازمین کے ہاتھ میں تھا۔

اور ایں خوش ہوتی تھیں جن کی وہ یاد گاریں تھیں۔

ان کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ خداوند تعالیٰ کی جملہ قدرتیں بیماروں کو شفا بخشا بیٹھی عطا کرنا مخطا اور دبا اور دیگر آفات ارضی و سماوی کا دور کرنا ان کے مشہور و معروف لوگوں کے اختیار میں تھا جن کی طرف انہوں نے صفات الوہیت منسوب کی تھیں اور وہ خیال کرتے تھے کہ ان مورتوں کی تعظیم اور پرستش کی جاوے گی تو ان کی دعائیں اور تیشیں قبول ہونگی ان کا یہ بھی بچا اعتقاد تھا کہ شیخ خداوند تعالیٰ کے محبوب تھے اور اپنی مورتوں کی پرستش کرنے والوں کو خداوند تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہونگے اور ان کو تمام روحانی خوشی عطا کریں گے اور ان کی مغفرت کی شفاعت کریں گے۔

ان کا قاعدہ بتوں کی پوجا کرنے کا یہ تھا کہ بتوں کو سجدہ کرتے تھے ان کے گرد طواف کرتے تھے نہایت ادب اور عظمت سے بوسہ دیتے تھے۔ اونٹوں کی قربانی ان پر کرتے تھے۔ مولیشیوں کا پہلا بچہ بطور نذر بتوں پر چڑھایا کرتے تھے۔ اپنے کھیتوں کی سالانہ پیداوار اور مولیشی کی انتفاع میں سے ایک معین حصہ خدا کے واسطے اور دوسرا حصہ اپنے بتوں کے واسطے اٹھا رکھتے تھے اور اگر بتوں کا حصہ کسی طرح ضائع ہو جاتا تو خدا کے حصے میں سے اس کو پورا کر دیتے تھے۔ حجر اسود اور خانہ کعبہ کی تعظیم تاریخ عرب کے ابتدائی زمانہ سے ہوتی چلی آئی ہے۔ اس کی بنا کو خود حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیلؑ کی طرف منسوب کرتے ہیں مگر خلافت ان مقدس چیزوں کے جن کا ذکر اوپر ہوا خانہ کعبہ کو کسی شخص کی یاد گار نہیں سمجھتے تھے وہ ایسا ہی سمجھتے تھے جیسے کہ میسائی گرجا کو اور مسلمان مسجد کو خدا کی عبادت کرنے کے لئے اس زمانہ میں سمجھتے ہیں حجر اسود کو بھی مثل ایک بت کے یا کسی مشہور و معروف شخص کی یاد گار کے نہیں سمجھتے تھے عام خیال یہ تھا کہ بہشت کا پتھر ہے مگر تحقیق نہیں ہے کہ شروع زمانہ سے ہی یہ خیال

بادشاہ حجاز نے چٹی صدی عیسوی میں بالکل غارت کر دیا تھا۔ اور دوسرے کو جویر نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یعنی اُن کے پیدا ہونے کے بعد منہدم کر دیا تھا۔ حج کی رسم کو عرب
کے باشندے زمانہ دراز سے مانتے چلے آتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے زمانہ تک اُن کا پتہ چلتا ہے۔

وقت ادا سے حج کے احرام باندھنے کی رسم بھی اُن میں شائع تھی اور اگر کوئی شخص بغرض
ضرورت احرام باندھے ہوئے اپنے گھر میں آنا چاہتا تھا تو وہ دروازے کی راہ سے نہیں آتا تھا
بلکہ کچھ پاڑے کی راہ سے دیوار ہلانگ کر اندر آتا تھا۔

صفا اور مروہ پہاڑوں کے درمیان دوڑنے کی رسم بھی زمانہ جاہلیت سے عرب میں
رایج تھی جیسے کہ اب بھی مروج ہے مگر یہ نہیں معلوم کہ پیشتر کس اعتقاد سے دوڑتے تھے۔ جو لوگ
حج کے واسطے آتے تھے وہ اُس مقدس میدان میں حج ہوتے تھے جو عرفات کے نام سے مشہور
ہے لیکن قوم قریش جلد اقوام عرب میں ذی اختیار تھی اس لئے قریش کو اپنے دوستوں
کے مقام مزدلفہ پر جو گردنوں کی زمین کی نسبت زیادہ بلند اور مرتفع ہے قیام کرتے تھے اور
باقی گروہ عرفات میں تنہا ہوتے تھے جہاں نہ رسم ادا کی جاتی ہے حج کی ختم ہونے کے بعد یہ
جمع ایک مقام کو جو مینا کہلاتا ہے چلا جاتا تھا اور وہاں اپنے بزرگوں کے نام اُن کے بہادرانہ
کاموں کے ساتھ فخریہ بیان کیا کرتے تھے اور اُن بہادری کے حالات کو اشعار میں پڑھنے سے اور
بھنی جلادیتے تھے۔

سال کے چار مہینے متبرک سمجھے جاتے تھے الحج کی رسم جیسا کہ بالفعل دستور ہے انہیں
مہینوں میں سے ایک مہینہ یعنی ذوالحجہ میں ادا کی جاتی تھی۔ مگر ان مہینوں کی حرمت بعض اوقات
بدل اور طوسی ہو جاتی تھی کس واسطے کہ اگر کوئی لڑائی ان مہینوں میں سے کسی میں واقع ہوتی

✓

اسی طرح سیکڑوں طلاق دینے کے بعد پھر اپنی زوجیت میں لے لیتے تھے۔ کیونکہ تعداد طلاق کی کوئی حد مقرر نہ تھی۔

طلاق کے بعد ایک میعاد مقرر تھی جس کے اندر عورت کو اور کسی مرد کے ساتھ شادی بیاہ کرنے کی سخت ممانعت تھی۔ اور اگر اس میعاد مقررہ کے اندر میاں بی بی میں اتفاق ہو جاتا تھا تو پھر اس عورت کو اپنی زوجیت میں لے لیتا تھا۔ مرد اس رسم سے بہت ظالمانہ اور وحشیانہ طور سے مستفید ہوتے تھے۔ وہ اپنی جو رو کو کسی بہانہ سے طلاق دے دیتے تھے بے چاری عورت میعاد معینہ تک منتظر رہتی تھی اور اس میعاد میں کسی دوسرے سے ازدواج نہ کر سکتی تھی۔

لیکن جب میعاد قریب قریب ختم کے ہوتی تھی تو اس کا شوہر پھر اپنی زوجیت میں لے لیتا تھا۔ اور اسی طرح پھر کچھ عرصہ بعد طلاق دیدیتا تھا اور میعاد معینہ کے اندر اختتام کے قریب پھر اپنے ازدواج میں لے لیتا تھا۔ اور اسی طرح بار بار کیا کرتا تھا عربوں میں ایک یہ رسم رائج تھی کہ ہر شخص اس بات کو ایک قسم کی ذلت خیال کرتا تھا کہ وہ عورت جو ایک مرتبہ اس کی زوجہ بنائے پھر دوسرے شخص کی زوجہ بنے۔

ایک اور قسم کی طلاق بھی زمانہ جاہلیت کے عربوں میں جاری تھی جو ظہار کہلاتی تھی۔ اور وہ اس طرح پر ہوتی تھی کہ مرد اپنی زوجہ کے ایک عضو کے چھونے سے باز رہتا تھا یہ کمر بھج کو اپنی زوجہ کے جسم کے فلاں عضو کا چھونا ایسا بھی حرام ہے جیسا کہ اپنی ماں بہن یا کسی اور قریب رشتہ والی عورت کے جس کے ساتھ ازدواج ناجائز ہے عضو کا چھونا۔ اس کئے سے طلاق ہو جاتی تھی۔

عرب جاہلیت کی رسموں میں سب سے زیادہ خراب رسم اور سب سے زیادہ بے رحم رطکیوں کا مار ڈالنا یا ان کو زندہ دفن کر دینا تھا۔

[illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible][illegible]

اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

ان کا عقیدہ تھا کہ انسان میں خون اور سانس کے سوا کچھ نہیں ہے اور روح محض ایک ہوا انسان کے جسم کے اندر ہے مگر بعض لوگ جو یہ نسبت اُن کے زیادہ تعلیم یافتہ تھے یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ روح ایک نہایت چھوٹا سا جانور ہے جو انسان کے پیدا ہونے کے وقت اُس کے جسم میں گھس جاتا ہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو بڑھاتا رہتا ہے اور انسان کے مرنے بعد وہ جانور جسم کو چھوڑ کر قبر کے گرد چلتا پھرتا ہے یہاں تک کہ وہ جانور ایک اُلٹے برابر ہو جاتا ہے زمانہ جاہلیت کے عرب دیووں اور غیبی ارواحوں کو مانتے تھے تمام خیالی اور وحشی اور فرضی صورتیں جو جنگلوں یا پرانی مسار ٹوٹی بھوٹی عمارتوں میں اُن کو نظر آتیں جیسا کہ اکثر تنہا آدمی کے خیال میں صورت بن جاتی ہے اُن سب کو مختلف قسم کی غیبی ارواحیں تصور کرتے تھے۔

بعض لوگ ان وہی خیالات کو مختلف بروج کی تاثیر کی طرف منسوب کرتے تھے اور اُن کی رائے اوروں کے مقابلہ میں افضل تر معلوم ہوتی تھی۔

زمانہ جاہلیت کے عرب نیک اور بد جنات میں عقیدہ رکھتے تھے ان کی مختلف صورتیں اور سکلیں مقرر کی تھیں اور مختلف نام رکھے تھے۔ اُن کے نزدیک بعض جنات نصف جسم انسان کا اور نصف جسم روحانی خیال کئے گئے تھے نیز قوتوں اور وجودوں میں اعتقاد رکھتے تھے جو انسان کی نظر سے غائب مگر جو آئندہ کی خبروں کو باور بلند ظاہر کرتے تھے اور خود ہمیشہ پوشیدہ رہتے تھے۔

وہ فرشتوں اور ارواحوں کو بھی جو دکھائی نہیں دیتیں مانتے تھے اور مختلف سکلیں اُن کی طرف منسوب کرتے تھے۔

کے اور بھی زیادہ خوفناک تصور کرتے ہوں گے اور یہی اسباب ہیں جن کے سبب ابتدا میں انسان کے دل میں عبادت کرنے اور پوجا ساجھنے کا خیال پیدا ہوا۔ مگر اُن دوتناؤں کو اُن تین طریقوں سے خوش کرنے یا اُن کا غصہ مٹانے میں بوجہ ملک کی خاصیت اور آب و ہوا کے اور اُس کے باشندوں کو عام مزاج اور چال چلن کے ہر ایک ملک کے باشندوں میں اختلاف پیدا ہو گیا عرب میں جو قومیں قبل اسلام کے موجود تھیں اُن کے حالات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں باعتبار مذہب کے چار مختلف فرقوں میں منقسم تھیں۔ بُت پرست۔ خدا پرست۔ لاندہ مذہب۔ معتقد مذہب الہامی۔

بُت پرستی

ایک مصنف کا قول ہے کہ آدمی از روئے خلقت اور جبلت کے مذہب کا ماننے والا پیدا ہوا ہے اگر وہ معبود حقیقی سے ناواقف ہوگا تو مجازی معبود اپنے لئے بنائے گا۔ انسان خطروں اور تسکینوں سے گھرا ہوا ہے وہ قدرت کی عظیم الشان طاقتوں کو ہر طرف اپنے کام میں مشغول دیکھتا ہے جن کے سبب سے اُس کو خوف ورجا پیدا ہوتی ہے اور باوصف اس کے اُن کے کام اُس کے قبضہ قدرت سے باہر ہیں۔ اس واسطے اُس کے دل میں اپنے سے زیادہ کسی طاقتور شے سے ایک تعلق پیدا کرنے کا جس پر وہ گہرا اور ہر وسوسہ کر کے خیال پیدا ہوتا ہے۔ قدرت کے ان کاموں کو ذہن نشین کرنے اور اُن کے سمجھ میں آنے کے لئے اب اُس کے واسطے صرف ایک طریقہ ہے۔ طبعی اسباب کا تصور تو بہت تھوڑے عرصہ سے پیدا ہوا ہے۔ ابتدائی انسان صرف ایک قسم کی علت کا گمان کر سکتا ہے یعنی مثل اپنے بارادہ طبیعت کا۔ اس لئے وہ چیزوں کو جنہیں متحرک اور عمل کنندہ پاتا ہے ذی روح اور ذی فہم وجود ٹھہر لیتا ہے اور اُن کی طرف مثل انسانوں

جب کہ زمانہ بڑھا گیا اور تہذیب و اخلاق و شائستگی کو ترقی ہوتی گئی۔ جب کہ باہمی راد و رسم کے ذریعے سے زیادہ مشہور اور پرامن ہوتے گئے جب کہ آدمیوں کو ایک دوسرے سے ملاقی ہونے کا زیادہ اتفاق ہو گیا یہاں تک کہ اپنے خیالات اور اپنی رایوں اور اپنے عقائد کا تبادلہ کرنے کے قابل ہوئے اُن کے دماغ عالی ہوتے گئے اور اُن کی خوشیاں زیادہ شائستہ اور پاک ہوتی گئیں۔

یہی غیر محسوس خیالات کی ترقی عرب میں بھی واقع ہوئی اور اُس ملک کے باشندوں نے اپنے معبودوں کو ہر جہانی آسائش اور روحانی خوشی کے عطا کرنے کا اُس شخص کی نسبت جس سے وہ راضی ہوں اختیار کر لیا۔

قدیمی باشندگان عرب کی نسبت یعنی قوم عاد۔ ثمود۔ جدیس۔ جہرہم الاولیٰ۔ اور عیلق اول وغیرہ کی اس قدر محقق ہے کہ یہ لوگ بت پرست تھے۔ مگر کوئی ایسی مقامی روایت عرب کی نہیں ہے جو ان کی پرستش اصنام کے طریقوں کی تین اور جو قدرتیں کہ وہ اپنے معبودوں کی طرف منسوب کرتے تھے ان کی تصریح اور جو اغراض اور اولادوں سے کہ وہ مورتوں کو پوجتے تھے اُن کے بیان کرنے میں مطمئن کرے قریب قریب تمام حال جو ہم کو عرب کے بتوں کی نسبت معلوم ہیں صرف یقطان اور اسمعیل کی اولاد کے بتوں کی نسبت معلوم ہیں جو عرب العارہ اور عرب المستعربہ کے نام سے مشہور ہیں ان کے بت دو قسم کے تھے۔ ایک قسم کے تودہ تھے جو ملائک اور ارواح اور غیر محسوس طاقتوں سے جن پر کہ وہ اعتقاد رکھتے تھے اور جن کو مونث خیال کرتے تھے نسبت رکھتے تھے۔ اور دوسری قسم کے وہ تھے جو نامی اشخاص کی طرف جنہوں نے اپنے عمدہ کاموں کی وجہ سے شہرت حاصل کی تھی منسوب تھے۔ وہ قدرتی سادگی اور بے تکلفی جو ابتدائی درجہ تمدن

॥१॥

چوتھوں کی طرف سے

[illegible]

خدا پرستی

زمانہ جاہلیت کے عربوں میں بھی خدا پرست عرب تھے اور وہ دو قسم کے تھے ایک تو وہ جو ایک غیر معلوم اور پوشیدہ قدرت کو جس کو وہ اپنے وجود کا خالق قرار دیتے تھے مانتے تھے۔ لیکن باقی امور میں اُن کا عقیدہ لائڈہوں کے عقیدے کی مانند تھا۔

دوسری قسم کے فرقہ کے لوگ خدا کو برحق مانتے تھے اور قیامت اور نجات اور جہنم اور بقا کے روح اور اُس کی جزا اور سزا کے جو حسب اعمال انسانوں کو ملنے کی قائل تھے مگر انبیاء اور وحی پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے اس دوسرے فرقہ کا عقیدہ تھا کہ غیر فانی روح کی جزا اور سزا دوسرے جہان میں محض آدمیوں کے نیک اور بد اعمال پر جو اس دنیا میں کئے ہوں منحصر ہے۔ اس لئے ضرور ہوا کہ وہ ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے اُن کی دائمی خوشی حاصل ہو اور اُن کی ابدی تکلیف اور خرابی سے محفوظ رکھے لیکن خود اُن کے پاس کوئی ایسا اصول جس پر وہ کاربند ہوں موجود نہ تھا اس لئے اُنھوں نے اُن قواعد کی طرف توجہ کی جن کو اُن کی گرد و نواح کی قومیں مانتی تھیں اور اپنی سمجھ کے موافق ہر قوم سے کچھ کچھ باتیں اخذ کر کے اختیار کیں۔ یہی اسباب تھے جن کے سبب سے کچھ تو عرب کے لوگ بت پرست ہو گئے اور بعض نے کسی مذہب مقررہ کی پابندی نہیں کی بلکہ اپنی ہی عقل اور سمجھ کے موافق کاربند ہو گئے۔

الہامی مذہب

اسلام سے پہلے چار الہامی مذہب عرب میں وقتاً فوقتاً جاری ہوئے۔

(۱) مذہب صابئی۔

منہ کو لکھنا چاہیے



قومِ صائبی حکماء و زوانِ مجید میں بھی آیا ہے یہ اعلیٰ تحریر ہے۔ یہ عبارت پتھر پر اکھر کے حروف میں کندہ ہے اور اسوقت برٹش میوزیم لندن میں رکھا ہوا ہے یہ پتھر ایسی مصقود ہوئی کہ اسکا پڑھنے والا سیر نہیں قرآن سے متعلم ہوتا ہے کہ کسی عبارت و غرہ کا یاد گاری پتھر ہے جس پر اس کے بنانے والے کا نام و نشان اور تاریخ تعمیر ہوگی

بارش یا بھگ کی کشش انھیں ستاروں کی تاثیر پر منحصر ہے۔ یہ خیال اور اس قسم کے اور خیالات اور عقائد صائبیوں کے سوا عرب کے اور لوگوں میں بھی رائج ہو گئے تھے۔ ان میں اعتکاف کرنے کا بھی رواج تھا۔ اور غاروں اور پہاڑوں میں چند روز مراقبہ اور سکوت میں بسر کرتے تھے

ابراہیمی یا دیگر انبیاء سے عرب کا مذہب

اسلام سے پہلے پانچ انبیاء عرب میں مبعوث ہوئے تھے۔

(۱) حضرت ہود ؑ۔ (۲) حضرت صالح ؑ (۳) حضرت ابراہیم ؑ (۴) حضرت اسماعیل ؑ (۵) حضرت شعیب ؑ۔

یہ سب بنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو احکام عشرہ کے عطا ہونے سے پیشتر گذرے ہیں۔

اصل اصول اُن جمیع انبیاء کے مذاہب کا خداے واحد کی عبادت تھا اور دیگر احکام و مسائل جن کو انبیاء مذکور نے بتایا تھا باستثنائے احکام و مسائل حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے سب فراموش ہو گئے تھے اور کوئی مقامی روایت ایسی موجود نہیں ہے جو ہم کو اس بات سے واقف کرے کہ وہ احکام کیا تھا اور کتنے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے مذاہب کے احکام و مسائل کے لئے بھی سہی طرح کوئی ایسی کافی سند نہیں ہے جس سے ہم اُن کو تفصیل وار بیان کر سکیں اور ایسے بہت کم مسائل ہیں جنہوں نے باستعانت روایت مذہبی اور روایت مقامی کے ایسا تاریخی رتبہ حاصل کیا ہو کہ ہم اُس کے حوالہ دینے کے لائق ہوں۔

وہی کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
فائدہ میں اس کی خدائی عزت اس کے اندر اور بڑھ کر تھی اور اس کے
اس میں نے بنا دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
سنت بال حلال بنی ہو چکا تھا کہ اس کے جسم لکھا ہے اس سے بھی بخوبی
آشنا ہے بنا دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
خدا کے قاتل کی عزت اس کی عزت میں ہے۔ خدا کے قاتل کی عزت اس کی عزت میں ہے۔
ان کی اولاد میں اور ان کی اولاد کے بیروں میں بخوبی ہے۔

خدا کے قاتل کے نام فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
اور فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
بائیں اور بائیں فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
خدا کے قاتل کی عزت اس کی عزت میں ہے۔ خدا کے قاتل کی عزت اس کی عزت میں ہے۔
ان کی اولاد میں اور ان کی اولاد کے بیروں میں بخوبی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرشتہ نازل ہوا کہ اس کے

نام لیتی تھی اور خانہ کعبہ کو بوسہ دیتی جاتی تھی افسوس ہے کہ رفتہ رفتہ ملک عرب میں بت پرستی کا رواج ہو گیا تھا۔ مگر بایں ہمہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے اشخاص ایسے بھی تھے جو ان مذاہب الہامی میں سے کسی نہ کسی مذہب کے متبع تھے اور خدائے واحد کی پرستش کرتے تھے انھیں لوگوں میں سے متعدد نے مجدد مذہب ہونے کا دعویٰ کیا اور اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی ہونے کا مجمع عام میں وعظ کیا اور لوگوں کو بت پرستی چھوڑنے پر ترغیب دی وہ لوگ جنھوں نے اپنی نسبت مجدد مذہب ہونے کی شہرت دی تھی انکے نام یہ ہیں حنظلہ ابن صفوان، خالد ابن سنان اسد الکرب فیس ابن صمیدہ وغیرہ اور یعقوب نے عبد اللہ کو بھی ایک مجدد مذہب قرار دیا ہے۔

لیکن یہ کیسا ہی حیرت انگیز امر کیوں نہ معلوم ہو کہ اُس شخص کی اولاد جس نے اپنے باپ کے بتوں کو توڑا اور اُن کی پرستش سے منھ موڑا اور خدائے برحق کی پرستش کے لئے متوجہ ہوا رفتہ رفتہ اُسی بت پرستی کی حالت میں ڈوب جائے۔ مگر اس سے زیادہ تعجب انگیز اور حیرت

لے اس مقام پر خود بخود دوسرے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا فرق ہے خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنے اور اُس کو اور حجرہ کو بوسہ دینے اور قربان گاہوں کے بنانے اور اُن کی تعظیم کرنے اور حضرت یعقوب کے پھر کھڑا کرنے اور اُس پر پتل دہانے اور نماز میں بیت المقدس یا کعبہ کی عزت سجدہ کرنے غرض کہ اشیاء مجسم کی تعظیم اور حرمت کرنے میں اور بت پرستوں کی اُن رسوم میں جو وہ اپنے بتوں کی نسبت عمل میں لاتے ہیں اور جس کی وجہ سے اُن کو ہر شخص حقارت اور غصہ کی نظر سے دیکھتا تھا اور اب بھی دیکھتا ہے۔

بلاشبہ ان دونوں کاموں میں بڑا فرق ہے مگر جو ام کہ لوگوں کو ان دونوں میں صاف صاف تمیز کرنے سے روکتا ہے وہ لفظ بت پرستی ہے جس سے یہ مراد سمجھی جاتی ہے کہ آدمی کسی مجسم اور مصنوعی شے کی تعظیم اور پرستش کرنے میں گنہگار ہوتے ہیں۔

[illegible]

شیرازی

[illegible][illegible]

قبل حضرت مسیح کے بخت نصر کے ظلم سے جو اُن کے ملک اور اُن کی قوم کی تخریب کے درپے
 ہوا تھا بھاگ گئے تھے اور شمالی عرب میں بہ مقام خیبر آباد ہوئے تھے تھوڑے عرصہ بعد جب کہ
 اُن کی مضطرب حالت نے کسی قدر سکون اور قرار پیدا کیا انھوں نے اپنے مذہب کو پھیلانا شروع
 کیا اور قبیلہ کنانہ اور حارث ابن کعب اور کندہ کے بعض لوگوں کو اپنے مذہب میں
 لائے جب کہ ۳۶۵ء دیوی میں یا ۳۵۳ء قبل حضرت مسیح کے یمن کے بادشاہ ذونواس
 جمہری مذہب یہود اختیار کیا تب اُس نے اور لوگوں کو بھی بالجبر اس مذہب میں داخل
 کرے اُس کو بہت ترقی دی۔ اُس زمانہ میں یہودیوں کو بڑا اقتدار حاصل تھا اور اکثر شہر
 اور قلعے اُن کے قبضہ میں تھے۔

اُس بات کے یقین کرنے کا قوی قرینہ یہ ہے کہ یہودی بت پرستی کو غصہ اور حقارت
 کی نظر سے دیکھتے ہوں گے عرب کی کوئی مقامی روایت اس مضمون کی نہیں پائی جاتی کہ
 متعلق صفحہ کا قبل۔ یا طاقتوں یا عظیم الشان قدرتی استیاکون کو وہ صفات آسمی کا خزن اور معدن سمجھتے تھے اپنے
 خیال کے موافق بت اور موتیں بنا کر اُن کے توسل سے اِن کو پوجتے تھے۔ اگر وہ اُن ظاہری دسائل پرستوں کو اختیار
 نہ کرتے لیکن باطن میں بھی یہی اعتقاد رکھتے تب بھی اُن کو بت پرست کہنا ناموزوں نہ ہوتا۔

حضرت ابراہیم کی بنائی ہوئی قربان گاہیں جن میں کہ حجر اسود بھی شامل ہے اور حضرت یعقوب کا کٹر کیا ہوا پتھر
 اور نانہ کعبہ اور بیت المقدس یہ سب چیزیں کسی مشہور و معروف اشخاص کی یادگار کے طور پر نہیں بنائی گئیں نہیں اور نہ
 وہ کسی نرستہ یا عظیم الشان قدرتی شے کے نام پر قائم کی گئی تھیں؛ بلکہ بعض قادر مطلق کے نام پر جو تمام چیزوں کا مالک ہے
 اُس کی پرستش کی غرض سے بنائی گئی تھیں جلد رسوم اور تکلفات جو ان مقاموں پر برتے جاتے تھے ضرور خدا نے
 تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کے مختلف طریقے تھے اور خدا سے تعالیٰ کی بندگی کسی طور پر بچا لائی جائے۔ جسکو
 خداوند تعالیٰ نے منظور اور قبول کر لیا ہو مگر گناہ یا شرک یا بت پرستی نہیں ہو سکتی۔

عیسوی مذہب

یہ بات تحقیق ہے کہ عیسوی مذہب نے تیسری صدی عیسوی میں ملک عرب میں دخل پایا تھا۔ جب کہ اُن خرابیوں اور بدعتوں کی وجہ سے جو آہستہ آہستہ مشرقی کلیسا میں شائع ہو گئی تھیں قدیم عیسائیوں کی تباہی ہوئی تھی اور وہ لوگ ترک وطن پر مجبور ہوئے تھے تاکہ اور کسی جگہ جا کر پناہ لیں اکثر مشرقی اور نیز یورپین مورخ جنہوں نے اس مضمون کو مشرقی مصنفوں سے اخذ کیا ہے اس بات پر متفق الہے ہیں کہ وہ زمانہ ذوالو اس کی سلطنت کا زمانہ تھا مگر ہم اس رائے سے کسی طرح اتفاق نہیں کر سکتے کیونکہ ہمارے حساب کے موافق جس کا بیان ہم نے ادا کیا ہے ذوالو اس کا زمانہ قریباً چھ سو برس پیشتر اس واقعہ سے گزر چکا تھا اور اسی وجہ سے ہم اُن ہم مصنفوں کی اس رائے کو بھی تسلیم نہیں کرتے جن کا بیان ہے کہ ذوالو نے عیسائیوں کی تخریب کی تھی۔

اول مقام جہاں کہ یہ بھاگے ہوئے عیسائی آباد ہوئے تھے بحر ان تھا اور اُس سے پایا جاتا ہے کہ وہاں کے چند لوگوں نے عیسوی مذہب قبول کر لیا تھا۔ عیسائی فرقہ جیکو باسٹ یعنی یقوی فرقہ تھا اور اس لقب سے مشرقی فرقہ مانوفیر نیٹر کا موسوم کیا جاتا تھا۔ اگرچہ صحیح طور پر یہ لقب شام اور عراق اور بابل کے فرقہ مانوفیر نیٹر پر اطلاق ہو سکتا ہے جیکو باسٹ کا لقب ایک شام کے راہب کے سبب سے جس کا نام جیکو بس براڈیس تھا اس فرقہ کا پڑ گیا تھا اور جس نے کبریاں کے بادشاہ جیسی نین کے عہد میں اپنے ملک سے نکلے ہوئے مانوفیر نیٹر کا ایک علیحدہ فرقہ قائم کر لیا تھا۔ اُن کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف ایک صفت رکھتے ہیں یعنی انسانی صفت نے اُن میں تقدیس کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔

مقابلہ مذہبوں کا

مذہب اسلام میں اور عرب کے خدا پرستوں کے مذہب کے دونوں فرقوں میں سے دوسرے فرقہ سے کوئی سخت مخالفت نہ تھی کیونکہ اگر اُس فرقہ کے عقائد میں وحی کے عقیدہ کو اضافہ کیا جائے تو مذہب اسلام کے اصلی اصول کے بہت قریب قریب ہو جاتا ہے۔

مذہب صابئی کے عقائد امام سے اسلام بالکل مماثل تھا لیکن اس مذہب میں احرام فلکی کی پرستش کو رد کرتا تھا اور ستاروں کے نام پر پورے بنانے اور معبد قائم کرنے کو بھی جو ایک قسم کی بُت پرستی ہے جس میں قوم صابئی بوجہ امتداد زمانہ کے آہستہ آہستہ آپڑی تھی ناروا ٹھیراتا تھا۔

ابراہیمی مذہب اور عرب کے اور نبیوں کے مذہب اور یہودی مذہب کے اصول و احکام اور عقائد اسلام کے اصول اور احکام اور عقائد کے کچھ بھی متناقض نہ تھے۔ بلکہ درحقیقت اسلام کے اصول اور احکام ابراہیمی مذہب اور دیگر انبیائے عرب کے مذہب اور یہود کے مذہب کے اصول اور احکام کو مکمل کرتے تھے۔ اسلام میں اور یہودی مذہب میں صرف یہ فرق تھا کہ اسلام حضرت یحییٰ کو تسلیم کرتا تھا اگر یہودیوں اور عیسائیوں کی بعض غلط تفاسیر کو جو وہ توریت اور انجیل کی آیتوں کی کرتے تھے ہمیں مانتا تھا۔ اصول اسلام اُن عمدہ اصول سے جن کی درحقیقت حضرت عیسیٰ نے تائین کی تھی مطابقت تام رکھتا تھا۔ لیکن زمانہ اسلام میں جو عیسائی تھے اُن کے اصول اور عقائد اور مسائل اور رسوم مذہبی اور اُن کے بتائوسے بالکل مخالفت تھا اور بجز چند متفرق اور متعدد مسائل اخلاق کے کسی اور چیز میں ان دونوں مذہبوں میں مشابہت نہ تھی۔ اِس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مذہب اسلام کیا ہے۔ ہم

دستور ہو گئے۔

ہوئے بہت سے اور ان کے دروازے کھولے گئے اور اسلام کے واسطے مدعو ہوئے اور
کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے
اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے
اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے

اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے
اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے
اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے
اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے

اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے
اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے
اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے
اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے اور ان کے ساتھ اپنے اپنے گھروں میں رہنے لگے

ولادت کے وقت دنیا کی حالت

حضرت بنی صلعم کی پیدائش کے وقت جو عرب کی حالت تھی اُس کا تو آپ بخوبی مطالعہ کر چکے اب دنیا کی مختلف ممالک پر مختصر ایک نگاہ اور ڈال لیجئے جس سے صاف ظاہر ہو جائے گا کہ ایسی حالت میں ضرور ایک بڑے بنی کا مبعوث ہونا لازمی تھا جو تمام اقوام دنیا پر اپنا پورا اثر ڈال سکے۔ جب کہ تمام عالم پر جوالت کی تاریخ کی چھابری تھی وحشت و دندگی کا دنیا پر قبضہ تھا۔ انسانیت اور اخلاق کا نام مٹ چکا تھا۔

بنی اسرائیل حضرت مسیح سے فیل سانپ اور سانپ کے بچے کلائے جانے کے مستحق ٹھہر گئے تھے اب مسیح کی لعنت سے ظاہری شکل و صورت کے سوا اُن میں آدمیت کا ذرا سا بھی نشان باقی نہ رہا تھا اور ہر سایہ قوموں کے اثر سے بُت پرستی کا رواج ہو گیا تھا۔

انگلستان میں برٹن اور سیکسن قومیں آباد تھیں اور ان کے اضلاع نارٹمبر لینڈ۔ لڈ لینڈ۔ کون ٹیز۔ نار فوک۔ سو فوک وغیرہ میں ورڈن بت کی پرستش ہوتی تھی۔

فرانس۔ برن بلڈ۔ ریگ برٹ۔ فرے دی گوٹن دی مل ہے رک نصف پرافسانہ زمانہ میں تھا جب کہ پادری صاحبان کی ایماں سے بہت سی بیہودگیاں رواج کی جاتیں تھیں۔

فرانس ہمیشہ سیکسن قوم سے دریائے ایلپ پر معرکہ آرا رہتا تھا یہ لڑائی ۵۸۲ء کے بعد تک جاری رہی جب کہ ساڑھے چار ہزار سیکسن قیدی نہایت بے رحمی سے شہر ورڈن میں ہلاک کئے گئے۔

استقلال سے شروع کیا۔ کس طرح تہذیب و تمدن اور اخلاق کو پہلایا۔ کیونکر قوموں اور ملکوں کو ایک بنایا۔ کس طرح توحید کی اشاعت کی اور کس طرح انسان کا درجہ بلند کیا۔ اور انسان کے دل پر خدائے واحد کی عظمت کا نقش قائم کیا۔

کس طرح پر اپنے نسل اور قومیت کی خصوصیتوں اور ملک و مقام کی حالتوں امیری و غربی کی امتیازوں فاتح و مغلوب کے تفاوتوں کو ٹاکر کیسی خوش اسلوبی سے سب کو دین واحد کے رشتہ میں جکڑ کر متحد متفق۔ مساوی ہم سطح۔ ہم خیال و اعتقاد بنایا جب آپ اس عظیم الشان کام کو انجام دے چکے تو لوگوں کے دلوں میں نفرت و عداوت کے بجائے نصرت و اخوت اور ظلمت و جہالت کے بجائے صداقت و علم قائم کر کے اور ان کے دل و دماغ کو صاف و شفاف اور نورانی بنا کر اور خدا کے نزدیک کر کے آپ نہایت کشادہ پیشانی اور کمال مسرت کے ساتھ اس دنیا سے سدھار گئے۔

رسول اکرم ﷺ کے آپا و اجداد مع مختصر حالات

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم خلیل اللہ و ابوالانبیاء کی اولاد سے ہیں جو ہاجرہ بی بی کے بطن سے ہوئی۔ ہاجرہ مصر کے بادشاہ رقیون کی بیٹی تھیں خدا کے نزدیک ان کا بڑا درجہ تھا کہ خدا کے فرشتے ان کے سامنے آتے اور پیغام پہنچاتے تھے ہاجرہ کے فرزند کا نام اسماعیلؑ ہے جو حضرت ابراہیم کے بڑے بیٹے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔ اُس میں قیدار بہت مشہور ہے قیدار کی اولاد میں عدنان بہت مشہور ہوا ہے چنانچہ ہم یہیں سے حالات شروع کرتے ہیں۔

مُحَمَّد

بخت نصر نے جب عرب پر دوسرا حملہ کیا تو بنو عدنان بن میں تھے مگر محمد کو حضرت
یرمیاہ اپنے ساتھ شام کو لے گئے جب بخت نصر عرب پر اثر نہ رہا تو محمد بھی عرب میں
واپس آ گئے اور بنو جرہم کو تلاش کر کے اُن کی لڑکی سے شادی کر لی۔ مُعَد سے نزار
پیدا ہوئے اور دوسرا اور پیدا ہوا۔

نزار

ان کی کنیت ابوایاد ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ان سے ملتا ہے نزار سے
مُضَر اور دیگر تین لڑکے پیدا ہوئے۔ نزار نے اپنی وفات سے پیشتر مُضَر کو اونٹ اور خیر و دینا
تقسیم کر دئے تھے اُن کی اولاد وسط عرب میں آباد ہے۔

مُضَر

بنو عدنان میں سے حجاز میں ہی سب سے بڑھ کر دولت مند تھے چونکہ باپ نے ان کو تمام
سرخ اشیاء دی تھیں اس لئے مُضَر الحمر اُد کے نام سے مشہور ہیں ان سے الیاس پیدا ہوئے

الیاس

ان کی کنیت ابو عمرو تھی جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی بیوی نے اس قدر غم کیا
کہ مدت العمر سایہ میں نہ بیٹھیں ان کا لقب کبیر قوم تھا ان سے مدرکہ اور دو لڑکے پیدا ہوئے

انہیں تہاں لکھ دیا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ ان کی

کتابیں لکھیں جو ان کی کتابوں سے کہہ دیجئے کہ ان کی

نہیں

نہیں لکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ ان کی

کتابیں لکھیں جو ان کی کتابوں سے کہہ دیجئے کہ ان کی

کتابیں لکھیں جو ان کی کتابوں سے کہہ دیجئے کہ ان کی

کتابیں لکھیں جو ان کی کتابوں سے کہہ دیجئے کہ ان کی

نہیں

نہیں لکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ ان کی

نہیں

نہیں لکھیں۔ انہوں نے کہا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ ان کی

کتابیں لکھیں جو ان کی کتابوں سے کہہ دیجئے کہ ان کی

کتابیں لکھیں جو ان کی کتابوں سے کہہ دیجئے کہ ان کی

کتابیں لکھیں جو ان کی کتابوں سے کہہ دیجئے کہ ان کی

نہیں

مالک

ان کی کنیت ابو الحارث تھی ان کے دو لڑکے پیدا ہوئے جن میں ایک کا نام فہر یا قریش تھا۔

فہر

فہر صلی کا لقب قریش ہے انھیں کے وقت میں یمن کا حاکم حسان نامی ایک فوج لے کر مکہ معظمہ پر حملہ آور ہوا اس کا ارادہ تھا کہ خانہ کعبہ کو ڈھا کر اس کا سامان یمن لے جائے اور وہاں کعبہ تعمیر کرے فہر نے مع اپنے بھائی کے اس فوج کا مقابلہ کیا حسان کو شکست فاش ہوئی اور وہ قید ہو گیا مگر فہر نے اس کو تین سال قید رکھ کر آزاد کر دیا وہ یمن کو جا رہا تھا کہ راستہ میں مر گیا۔ اس فتح سے فہر کی عظمت و شوکت عرب میں قائم ہو گئی اور فہر کو قریش کے لقب سے لوگ پکارنے لگے کیونکہ قریش کے معنی لغت میں دیل مچھلی کے ہیں جو سمند میں سب سے بڑا جانور ہے فہر اور اولاد فہر بھی قریش کے نام سے لوگ پکارنے لگے کیونکہ وہ بھی عرب کے جملہ قبائل میں طاقتور اور عظیم الشان مانے جاتے تھے فہر کے دو لڑکے ہوئے جس میں ایک کا نام غالب تھا۔

غالب

ان کی کنیت ابو تیمم تھی ان کے دو لڑکے پیدا ہوئے جن میں ایک کا نام لؤمی تھا۔

بہ تاریخ ابن اسیر

مرد است و زن است و مرد و زن هر دو یک چیزند و هر دو یک چیزند

چیزی

چیزی که در دنیا است و در دنیا نیست و در دنیا نیست و در دنیا نیست
آن که در دنیا است و در دنیا نیست و در دنیا نیست و در دنیا نیست

نور

نور که در دنیا است و در دنیا نیست و در دنیا نیست و در دنیا نیست

نور که در دنیا است و در دنیا نیست و در دنیا نیست و در دنیا نیست

چیز

چیز

چیز که در دنیا است و در دنیا نیست و در دنیا نیست و در دنیا نیست
نور که در دنیا است و در دنیا نیست و در دنیا نیست و در دنیا نیست
نور که در دنیا است و در دنیا نیست و در دنیا نیست و در دنیا نیست

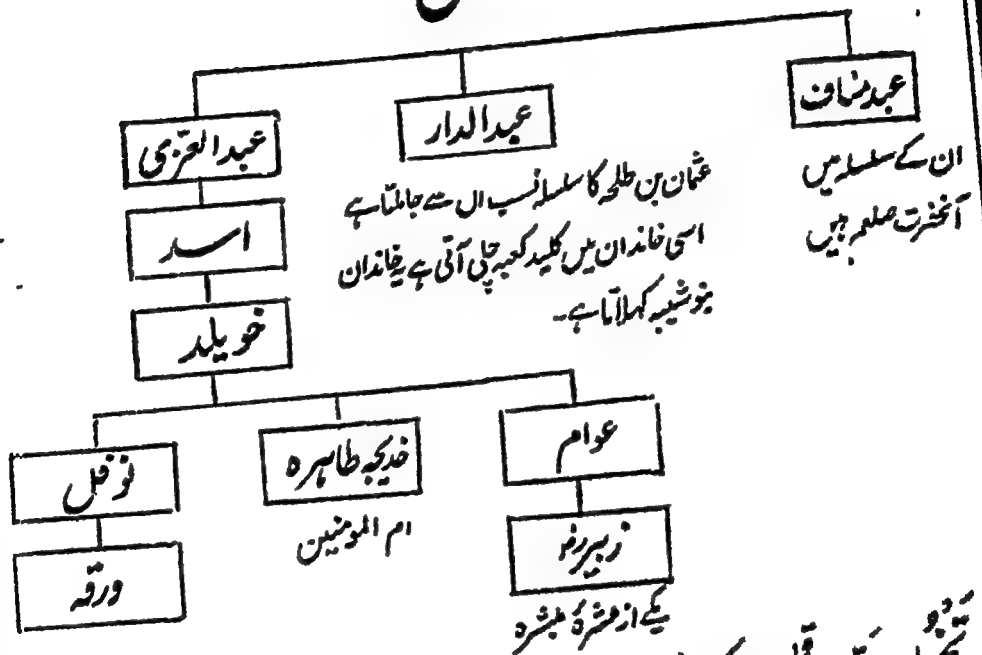
نور

نور که در دنیا است و در دنیا نیست و در دنیا نیست و در دنیا نیست

نور

آئندہ تاریخ نویسی میں آئے ہیں تاہم بن تاریخ کو ان ناموں سے واقفیت ہو جائے گی اور ایک دوسرے سے
رشتہ بھی سمجھ میں آجائے گا۔

قصی کی اولاد کا شجرہ قصی



تیمور اور برہہ قسبی کی دختران ہیں یہ سب بہن بھائی ایک ہی ماں مسماۃ جُسی کے
بطن سے ہیں۔

عبد مناف

ان کا اصلی نام منیرہ تھا۔ والدہ نے پہلے پہل ان کو منات بت پر جس کو منات
بت بھی کہتے ہیں بھیجا تھا اس لئے عبد مناف مشہور ہو گئے یہ حسن و جمال میں اس درجہ

تشیق		شیر
مستون کرم و مست - هشتاد و پنج	هشتاد و پنج - او کوخ غار - ابی ب	.
الکلی موم مستین کراکری	کسی استخوان - کوچی	- نه ای - سی - غیر مجاز
تنه ام	سرس	دختر

۱۰۰

تو کچھ کر کے ان کو ایسا کر دیا کہ ان کی توجہ اس طرف سے ہٹ جائے۔

اُس وقت یہ مال تجارت لے کر شام کو گئے ہوئے تھے جب شام سے واپس آنے لگے تو اپنے ساتھ اونٹوں پر روٹیاں اور آٹا لادتے لائے اور مکہ پہنچ کر ایک عام دعوت کر دی گوشت اور شوربہ میں روٹیاں توڑ توڑ کر والدہ کی گیس جب صبح سے ان کا نام ہاشم پڑ گیا۔ کیونکہ ہاشم ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہیں۔ اُس وقت کے بعد سے وہ ہر سال موسم حج میں عام دعوت کیا کرتے تھے ہاشم نے قیصر سے یہ فرمان حاصل کر لیا تھا کہ قریش کے تجارتی مال پر شام میں کوئی محصول نہ لیا جائے۔

امیہ کو اپنے چچا ہاشم سے جو اختلاف ابتدا میں ہو گیا تھا وہ کئی نسلوں تک چلا گیا مگر حضور نبی صلعم کے زمانہ میں یہ اختلاف بہت کچھ دور ہو گیا۔

اولاد ہاشم

نام اہلیہ	پسر	دختر
سلی بنت عمرو بن زید بخاری	عبد المطلب	رقیہ - خورد سال فوت ہوئیں
ہند بنت عمرو بن ثعلبہ الخزرجی	ابا یسف (صفیہ)	.
قیذ القلب بیہ در بنت عامر بن مالک بن جنفہ	اسد	.
ایسہ بنت عدی بن عبد المذہب دینار	نضله	شفاء
واقدہ بنت الی عدی (آر بنو مازن)	.	ضعیفہ - خالدہ
عدی بنت حبیب (آر بنو ثقیف)	.	حنہ

کہ جن و انس اُس کی فرمان برداری کریں گے اور تمھارے بیٹوں کو ایسی بزرگی ملے گی کہ سر عزت آسمان تک پھونچے گا عبد المطلب نے خوش ہو کر پوچھا کہ اس کا فلو کب تک ہوگا۔ بادشاہ بولا کہ وہ وقت غمگین ہے اور علامات یہ ہیں کہ ایام طفولیت میں اُس کے والدین کا انتقال ہو گا چچا کفالت حال کریں گے اس کے بعد سیف نے کہا کہ مجھ کو کتب قدیمہ سے پتہ چلا ہے کہ اُس کے جدا مجد آپ ہوں گے اس کے کچھ آثار اس وقت تک اگر ہوں تو بیان کرو عبد المطلب نے بیان کیا کہ میرا ایک بیٹا عبد المطلب نامی تھا جس کا انتقال ہو گیا اُس کا ایک بچہ ہے جس کی پرورش اوس کا چچا کرتا ہے اور میں ذرا سکنا م محمد رکھا ہے۔ بادشاہ نے کہا اُس کی حفاظت کرو یہ وہی شخص ہے جس کا حال مجھ کو کتب آسمانی سے معلوم ہوا ہے۔

عبد المطلب ۴۹۷ء میں پیدا ہوئے اور ۵۷۹ء میں انتقال کیا کل عمر ۸۲ سال عبد المطلب کو اللہ تعالیٰ نے کثیر الاولاد کیا تھا جو ذیل کے نقشہ سے ظاہر ہے۔

نقشہ اولاد عبد المطلب

اہلیہ عبد المطلب		
دختر	پسر	
	حارث	(۱) صفیہ بنت جندب بن حجر بن زباب بن سواد بن عامر بن صعصعہ (از نسل لضر)
ام حکیم - بیضا - امیہ - اردوی - برہ - حاکمہ -	زبیر - ابوطالب - عبد الکعبہ - عبد اللہ	(۲) فاطمہ بنت عمرو بن عابد بن عمران بن مخدوم بن قیظہ بن مرہ
	ابولسب - عبد العزی	(۳) کنیہ بنت ہاجرہ (از بطن خزاعہ)
صفیہ	مقوم - جمل - مغیرہ - حمزہ	(۴) مالک بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب
	ضرار - قثم - عباس	(۵) عتیکہ بنت خیاب بن کلیب (از نسل ربیعہ بن زرارہ)
	غیداق - شعیب	(۶) منعمہ بنت عمرو بن مالک (از بطن خزاعہ)

[illegible]

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

لکھنؤ کے کچھ بڑے علماء و ائمہ اسلام نے اس نوجوان صاحب کبریا کو

حضرت ابوبکر صدیق

منہ سے کہتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو بھول کر دیا ہے۔

५-१-१९५३

گفتند که اینها را چه میخوانی؟ و من گفتم که اینها را چه میخوانی؟ و من گفتم که اینها را چه میخوانی؟

واقعہ سے بہت پریشان اور اداس ہوئے اور ان کی رہائی کے لئے کوشاں ہوئے اور ایک نظم ان کی سفارش میں لکھ کر پیش کی۔ حضرت عبداللہ کے تخیال واسے بھی ان کے بچاؤ کے لئے ابو طالب کے ہم زبان ہو گئے جب یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہو گیا تو بیچہ فیصلہ ہوا کہ ایک مشہور کاہنہ جو کچھ کہدے اُس پر عمل کیا جاوے۔ کاہنہ نے کہا کہ قرعہ اونٹوں پر ڈالنا چاہئے اور جب عبد اللہ کو چھوڑ کر اونٹوں پر قرعہ نکلے تو اوتنے صی اونٹ قربان کر دیئے جائیں۔

اول قرعہ دس اونٹوں پر ڈالا گیا پھر بیس پھر تیس چالیس پر یہاں تک کہ اونٹوں کی تعداد نوے تک پہنچ گئی مگر ہر دفعہ عبداللہ صی کا نام نکلا۔ لیکن جب اونٹوں کی تعداد سو کر دی گئی اور قرعہ ڈالا گیا تو قرعہ اونٹوں کا نکل آیا۔

تب عبد المطلب نے اپنے لاڈلے بیٹے کے فدیہ اور اپنی منت کے بدلہ میں سو اونٹ قربان کر دیئے اور اس طرح اُن کی جان کی خلاصی ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ رسم وحشیانہ ضرور تھی مگر اُس زمانہ میں ہر اطراف عالم میں پائی جاتی تھی۔ عبد المطلب کے اس فعل میں اگر کوئی خوبی ہے تو یہ کہ انھوں نے یہ منت خالص خدائے واحد کے لئے مانی تھی نہ کہ کسی دیوتا کے لئے۔ جیسا کہ اس رسم کے پابند لوگ غیر اللہ کے لئے بھی مانگا کرتے ہیں۔ مگر خواجہ عبد المطلب کے دل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ اور خداوند تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا کہ عبداللہ کو بھی بچایا اور عبد المطلب کو بھی ایسا نئے نذر سے سرخ رو کیا۔

اس واقعہ سے پیشتر عرب میں انسانی خون کے لئے دس اونٹ مقرر تھے مگر اس واقعہ کے بعد سے سو اونٹ کی مقدار عام طور پر مقرر ہو گئی گویا عبد المطلب کے خلوص اور خواجہ عبداللہ کی اطاعت پذیری کا یہ نتیجہ نکلا کہ سارے ملک میں انسان کی قدر و منزلت

ہمراہوں کے اس گروہ پر حملہ کر کے دفع کرے۔

بعض مورخ کا قول ہے کہ صرف ارادہ صالح کرنا کچھ

اسی اثنائیں ایک گروہ ایسے آدمیوں کا جن کی صورتوں سے وہ واقف نہ تھے اہل بق گھوڑوں پر سوار اسی طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے اور ان بد معاش یودیوں پر ایک دم حملہ کیا اور شکست فاش دی وہیب ابن عبد معاف نے جب یہ عجیب واقعہ دیکھا نہایت متحیر ہوا اور گھر میں پہنچ کر یہ تمام کیفیت اپنی زوجہ سے بیان کی اور دل میں ان کی عظمت اور شوکت کا اندازہ کر کے اپنی بی بی سے کہا تو فوراً عبد المطلب کی خدمت میں جا اور میری طرف سے عرض کر کہ میری دختر نکاح اختر کو کہ جو نہایت با عصمت ہے اپنے پسر عبد اللہ کی زوجیت میں قبول فرمائیں۔ چنانچہ ماور آمنہ نے یہ پیغام اپنے شوہر کا عبد المطلب پر جا کر ظاہر کیا چونکہ عبد المطلب پہلے ہی سے خوبی حسن و جمال و پاکیزگی طینت آمنہ کی ظاہر تھی التماس وہیب بن عبد مناف پدر آمنہ کا قبول کیا اور طرفین سے شادی کا سامان فراہم ہونے لگا آخر ساعت سعید میں نکاح عبد اللہ کا آمنہ کے ساتھ مکہ معظمہ میں منعقد ہو گیا۔

فاطمہ شامیہ

خواجہ عبد اللہ کے عقد کے بعد کہیں بہت سی خواتین کی تمنائیں خاک میں مل گئیں جو آپ سے نکاح کی خواہش مند تھیں منجملہ ان کے ایک خاتون فاطمہ نامی جو شام کے ایک حاکم مرثضیہ کی لڑکی تھی نکاح کی خواہش مند تھی یہ خاتون اپنے زمانہ کی عالمہ اور کتب الہی اور صحت سادہ سے واقفیت رکھتی تھی یہ دریافت کر کے کہ زمانہ ظہور فاطمہ الانبیاء کا قریب ہے عبد اللہ سے شادی کرنے کے لئے عمدہ عمدہ تحفہ و تحائف اور سوا و نطیرا سے نذرے کر

سیدہ آمنہ کا سلسلہ نسب

والدہ کا نام	والدہ کا نام	والدہ کی والدہ بن کا نام
وہب	برہ	عبدالغزی بن عثمان بن عبدالدار بن قصى (سلسلہ آبارنبوی)
عبدمناف	قیلہ	ام حبیب بنت اسد بن عبدالغزی بن قصى (سلسلہ آبارنبوی)
زہرہ	حمل	مالک بن قصى بن سعد بن ملح (من الخزاعہ)
کلاب	فاطمہ	سعد بن سہیل (من الازد)
		ظریفہ بنت قیس

سیدہ آمنہ کا نکاح جب خواجہ عبداللہ سے ہوا تو پہلے ہی ہفتہ میں امانت دار نور محمدی بن گئی تھیں۔ ان کا بیان ہے کہ مجھ سے بورہی عورتوں کی کہانیاں ایام حمل میں کچھ لوہا گردن میں لٹکا لیا اور کچھ بازو پر باندھ لو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا مگر چند روز کے بعد دیکھا کہ وہ لوسے کی چیزیں کیس گڑبیں پھر میں نے کچھ نہ باندھا۔

سیدہ آمنہ کو خواب میں بشارت دی گئی تھی کہ بچہ کا نام احمد رکھنا چنانچہ آپ نے

۱
۲
۳

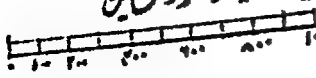
ہوئی

زبان میں کسی کو نہیں پہنچتا
 یہاں کی کہانی جو ہے کہ اس
 اگر تیرا دل چاہے تو بتا دے
 اس کا کیا کہیوں کہ یہ ہے سچا
 اشارہ جس کے اشارے میں اس کا
 وہ سب دیکھتا ہے اس کا
 جو سب دیکھتا ہے اس کا
 یہ سب دیکھتا ہے اس کا
 یہ سب دیکھتا ہے اس کا
 یہ سب دیکھتا ہے اس کا
 یہ سب دیکھتا ہے اس کا

میں

ان کے ہاں ہے اس کا
 ان کے ہاں ہے اس کا
 ان کے ہاں ہے اس کا
 ان کے ہاں ہے اس کا
 ان کے ہاں ہے اس کا
 ان کے ہاں ہے اس کا
 ان کے ہاں ہے اس کا
 ان کے ہاں ہے اس کا

گرمیاز گزوں میں



نقشہ آبادی مکہ معظمہ

نقشہ بین جہان ہند سے بین ان کے نام ذیل
بین درون زمین

- | | | | |
|--------------------|---|---------------------|---------------------|
| (۱) کعبہ | (۲) مکانات اجلاس | (۳) کوہ صفا | (۴) کوہ مردہ |
| (۵) مسجد | (۶) حضرت رسول صلعم اور حضرت فاطمہ کے رہنے کی جگہ اور حضرت خدیجہ کی پیدائش گاہ | (۷) کوہ ابونعیم | (۸) کوہ ابونعیم |
| (۹) بازار شمیمہ | (۱۰) رسول صلعم کی پیدائش گاہ | (۱۱) کوہ ابونعیم | (۱۲) کوہ ابونعیم |
| (۱۳) شیبہ ابن امیر | (۱۴) بالائی آبادی | (۱۵) دقا | (۱۶) کوہ کوئٹہ لیکن |
| (۱۷) کوہ احمر | (۱۸) کوہ عمر | (۱۹) زمین آبادی | (۲۰) چوٹا بازار |
| (۲۱) مکانات شیبہ | (۲۲) ایجاد | (۲۳) محلات شریف مکہ | (۲۴) قلعہ مکہ |

ظہور سرورِ عالم سید الانبیاء محمد بنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے نبی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں بتایخ ۹ ربیع الاول بروز دوشنبہ
سلسلہ عام الفیل مطابق ۲۲ اپریل ۵۷۰ء مطابق یکم صیٹھ سن ۶۲۸
بکر می موسم بہار میں بعد از صبح صادق و قبل از طلوع آفتاب
پیدا ہوئے۔

آپ کی ولادت میں عجیب و غریب باتیں ظہور میں آئیں۔

۱۔ تاریخ ولادت میں مورخین کا اختلاف ہے۔ طبری و ابن خلدون میں ۱۲ بتایخ درج

ہے اور ابو القدرانے ۱۰ لکھی ہے مگر اس پر سب کا اتفاق ہے کہ دن دوشنبہ کا تھا۔ چونکہ دوشنبہ کا دن
۹ ربیع الاول کے سوا کسی اور بتایخ سے مطابقت نہیں رکھتا ہے اس لئے ۹ بتایخ ہی صحیح ہے۔

تاریخ دول العرب و الاسلام میں محمد طلعت بک نے بھی ۹ بتایخ ہی کو صحیح تسلیم
کیا ہے۔ آنحضرت صلیم کی مبارک زندگی میں دوشنبہ کا دن خاص خصوصیت رکھتا

ہے۔ یعنی ولادت۔ نبوت۔ ہجرت۔ وفات و اپنی برصغیر ۸۰

اُن کی سکونت اُن پہاڑوں کے دروں میں جن کا سلسلہ طائف سے جنوب کی طرف چلا گیا ہے سال میں دو مرتبہ یعنی موسم بہار اور سرماییں لڑکوں کے دودھ پلانے کے واسطے آیا کرتی تھیں لیکن ان کو مالداروں کے لڑکوں کی طرف زیادہ توجہ رہتی تھی۔

آنحضرت صلعم کی پرورش اور حلیمہ سعدیہ کا حال

آنحضرت صلعم نے سات دن تک اپنی والدہ آمنہ کا دودھ پیا اس کے بعد چند روز تک ابولہب کی کینزک ثویبہ نامی نے دودھ پلایا اسی ثویبہ کے ذریعہ سے حمزہ بن عبدالمطلب ابوسلمہ مخدومی اور عبدالعزیز بن جحش اسدی آنحضرت کے رضاعی بھائی ہوئے۔ کیونکہ ان تینوں نے بھی ثویبہ کا دودھ پیا تھا۔

اس کے بعد جب بنی سعد کی عورتیں موسم پر لڑکوں کے لینے کو مکہ میں آئیں تو اُن عورتوں میں ایک غریب عورت حلیمہ سعدیہ بھی تھی مالدار بچوں کو جب عورتیں لے چکیں تو اُس وقت عبدالمطلب نے چاہا کہ کوئی غریب عورت باقی رہ گئی ہو تو وہ محمد صلعم کی رضاعی ماں بنائی جاوے حلیمہ نے کوئی بچہ نہ پایا تھا وہ اول کچھ سوچ سمجھ کر نیم راضی سی ہوئی مگر جب بچہ کی صورت دیکھی تو فریفتہ ہو گئی اور خوشی خوشی اپنے گھر لے گئی۔

حلیمہ کے اس کام سے اللہ تعالیٰ کی رحمت اُس کے گھر پر نازل ہوئی اور جب تک آپ اُس کے گھر میں رہے اُس کو برابر ترقی رہی کنوئیں اور چپے اُس علاقے کے کبھی خشک نہ ہوئے اور چراگاہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہی۔ بکریوں کے گلے میں بڑی انوالش ہوئی اور زراعت میں خوب صی پیدا ہوا اور اُس مکان میں برابر امن و امان رہا۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۸۰۔ ظاہر ہے کہ سچ کے اور بھی بہن بھائی تھے اور وہ قرآن کے اکلوتے بچے نہ تھے ۱۲

انجھرت جملہ حریفوں کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔ ان کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔ ان کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔

انجھرت جملہ حریفوں کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔ ان کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔ ان کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔

انجھرت جملہ حریفوں کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔ ان کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔ ان کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔

انجھرت جملہ حریفوں کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔ ان کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔ ان کے لئے ایک نیا طریقہ نکال دیا۔

تمام باتوں کو یاد کر کے فرمایا کرتے تھے کہ یہاں ایک لڑکی انیس سال کی تھی جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھی اور قلعہ پر ایک پرندہ بیٹھا کرتا تھا لڑکے اسکو اڑایا کرتے تھے اور میری ماں اس گھر میں یہاں بیٹھا کرتی تھیں اور اس گھر میں میری والدہ کی قبر بنی ہوئی تھی اور میں بنو عدی کی بادی میں تیرنا سیکھا کرتا تھا۔

حضرت آمنہ مدینہ میں ایک ماہ قیام کے بعد مکہ کو واپس ہوئیں تو اٹنا راہ میں البواد کے مقام پر بچھڑ کر انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئیں۔ شاید پیارے شوہر کی مفارقت کا وہ اندوہ جو قبر کے دیکھنے سے بڑھ گیا اور قلب پر چھایا گیا تھا اپنا کام کر گیا اور اس طرح رسول پاک اپنی تربیت میں بددروما در کے باریک منت سے سبکدوش ہوئے۔

آپ کی خادمہ برکات آپ کو وہاں سے خواجہ عبدالمطلب کے پاس لائیں جنہوں نے آپ کی پرورش فرمائی مگر خدمت بدستور امام امین کے تعلق رہی اور تھوڑے دنوں میں عبدالمطلب اپنی تمام اولاد کو اپنے معصوم پوتے محمد مسلم کو زیادہ پیار کرنے لگے عبدالمطلب کو مورخوں نے بڑا شخص لکھا ہے آنحضرت کے قیام سے عبدالمطلب بہت متاثر ہوتے تھے اور بڑی امید کے ساتھ پرورش کرتے تھے۔

مگر تقدیر سے کس کو چارہ ہے نہ خواجہ عبدالمطلب کو اپنے پیارے بیٹے عبدالمکد کی نشانی سے زیادہ تسلی لینے کا موقع ملا اور نہ یتیم معصوم محمد مسلم کو اپنے مہربان اور شفیق اور سچے سرپرست دادا کی سرپرستی میں رہنے کا زیادہ وقت ملا۔

پرورش آنحضرت صلعم بولایت ابوطالب

جب آپ کی عمر آٹھ برس دس دن کی ہوئی تو آپ کے دادا خواجہ عبدالمطلب کا ۸۲ برس

لہذا ہم اپنے شہر کے لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ اگرچہ ہم نے جو کچھ کہنا چاہا ہے وہ سب سچ ہے
 لیکن ہم نے اسے سب سے پہلے اپنے شہر کے لوگوں کو بتا دیا ہے کہ اگرچہ ہم نے جو کچھ کہنا چاہا ہے وہ سب سچ ہے
 لیکن ہم نے اسے سب سے پہلے اپنے شہر کے لوگوں کو بتا دیا ہے کہ اگرچہ ہم نے جو کچھ کہنا چاہا ہے وہ سب سچ ہے

یہ ہے کہ کسی کے لیے بہت سی چیزیں ہیں۔
 جن میں سے بعض چیزیں ہیں جو کہ ان کے لیے
 بہت زیادہ ہیں اور بعض چیزیں ہیں جو کہ
 ان کے لیے بہت کم ہیں۔

[illegible]

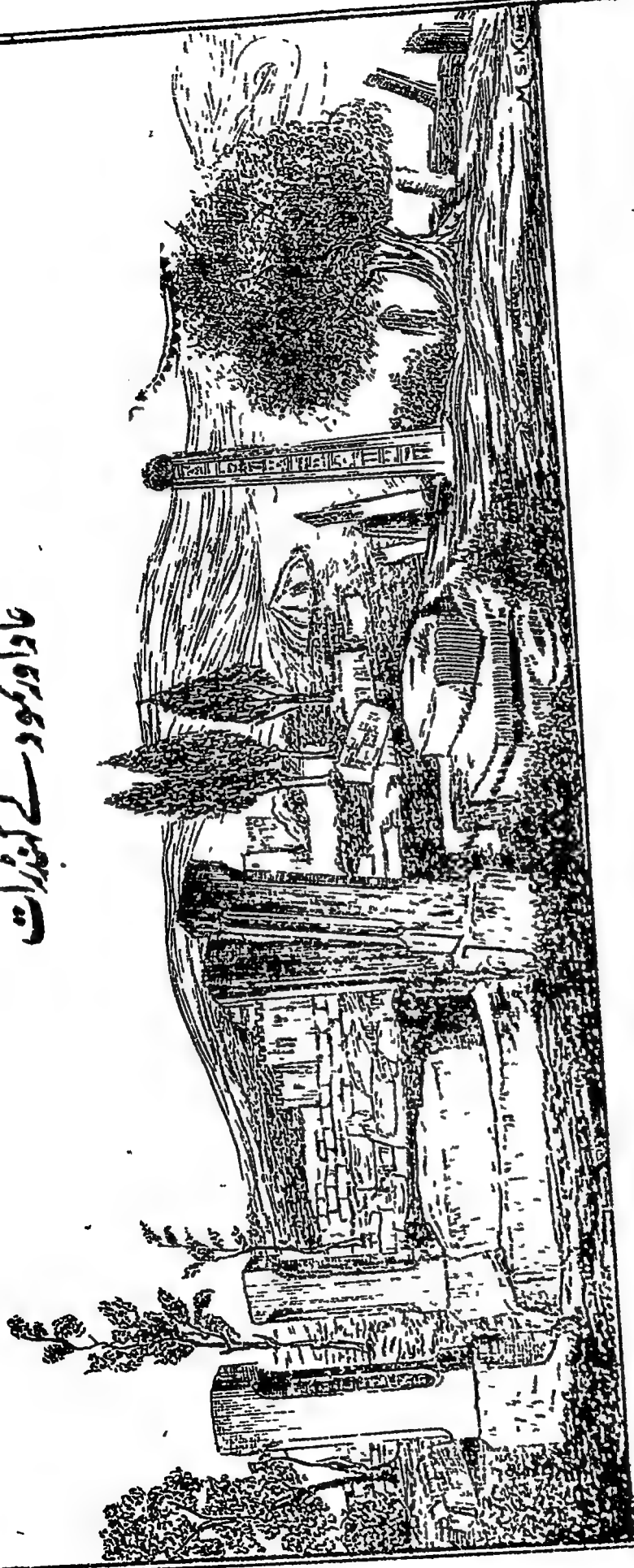
وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ دوسرے کو کہہ دے کہ وہ اس کو بھی بھیجے گا تو وہ کہے گا کہ اس کو بھیج دیتا ہوں۔
 لیکن اگر وہ اس کو بھیج دے گا تو وہ کہے گا کہ اس کو بھیج دیتا ہوں۔
 لیکن اگر وہ اس کو بھیج دے گا تو وہ کہے گا کہ اس کو بھیج دیتا ہوں۔
 لیکن اگر وہ اس کو بھیج دے گا تو وہ کہے گا کہ اس کو بھیج دیتا ہوں۔

نے جاری کیا تھا اور جو ملک شام اور یمن کو روانہ ہوا کرتا تھا معاون اور مددگار رہے۔

آنحضرت صلعم کا پہلا سفر شام کی طرف اپنے چچا کے ساتھ

قافلہ کی آمد و رفت سے آنحضرت صلعم کو جوش پیدا ہوا کہ بیرونی ملکوں کی بھی سیر کرنی چاہئے اس لئے جب آپ کے چچا ابوطالب مال تجارت مہیا کر کے شام کو قافلہ کے ساتھ چلنے لگے تو آپ اُن کے گلے سے لپٹ گئے اور فرمایا کہ آپ مجھ کو تنہا یہاں کس طرح چھوڑے جاتے ہیں اور درخواست کی کہ اگر آپ جاتے ہیں تو مجھ کو بھی اپنے ہمراہ لے چلئے خواجہ ابوطالب نے آپ کی استدعا قبول کی اور خیال کیا کہ آپ کا بن شریف پندرہ سال کا ہو گیا ہے کہ بیرونی کاموں کو بخوبی دیکھ سکیں گے اور قافلہ کے ضروری کاموں کو انجام دیا کریں گے اور مجھ کو بھی ایک طرح کی مدد چھونچے گی۔ اس لئے آپ کو بخوبی شام کی طرف لے گئے راستہ میں آپ نے اُن دونوں جگہوں کو ملاحظہ کیا جہاں کہ واقعات حضرت ہاجرہ اور بنی ثمود کے پیش آئے تھے یعنی قوم ثمود جو ایک قوی قوم حضرت ابراہیم کے قبل تھی۔ جب وہ لوگ زیادہ بُت پرستی میں گھر گئے تو حضرت صالح کاکم خداوند تعالیٰ اس قوم کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے لیکن اُنھوں نے مطلقاً التفات نہ کیا اور کہا کہ اگر تم کو پیغمبری کا دعویٰ ہے تو اس پہاڑ سے ایک اونٹنی معہ بچے کے پیدا کر دکھاؤ چنانچہ آپ نے درگاہ الہی میں دعا کی اور ایک بہت بڑی اونٹنی پہاڑ پھاڑ کر نکل آئی اور اُس نے بچہ دیا۔ اس معجزے سے بعض آدمی تو ایمان لائے لیکن اکثر کافر رہے حضرت صالح نے اُس اونٹنی کو قوم ثمود میں چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اگر تم اس کو حضرت بھینچاؤ گے تو تم پر قہر الہی نازل ہو جائے گا تھوڑے عرصہ تک تو لوگوں نے اس کی چرائی سے تکلیف اٹھائی اور پھر درپے آزار ہوئے پھر جب وہ پانی پیتی تو چشمہ خشک ہو جاتا اور

عاد اور ثمود کے کنڈرات



یہ قوم عاد اور ثمود کے برباد شدہ محلات اور مکانات ہیں جن کا ذکر رسول اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔

فروخت کر دیا اور مکہ واپس آئے آنحضرت ملک شام کی منزلت فرماتے تھے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ جب اس ملک میں گئے اور اللہ کی توحید پھیلائی۔ آپؐ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے شام کو چالیس ابدال سے دنیا کی حفاظت کے واسطے ہمیشہ آباد رکھا ہے۔

دوسرا قول آپؐ کا یہ بھی ہے کہ شامیوں کو خوشخبری ہو کہ خداوند تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اپنے بازو اُس پر پھیلانے رکھتے ہیں۔

جب آپؐ کی عمر سولہ برس کی ہوئی تو ایک مرتبہ آپؐ صلعم اپنے چچا زبیر کے ہمراہ بنی ہوزان کی لڑائی میں گئے جس میں قوم کنانہ کی مدد اہل قریش نے بمقابلہ بنی ہوزان کے کی تھی اور آپؐ اوس لڑائی میں تیر وغیرہ سے اپنے چچا کو مدد دیتے تھے۔ یہ اہل مکر تھا جس میں آپؐ ہتھیار بند ہوئے گو خود نہ لڑے صرف اپنے چچا کی مدد دے حال تلوار اور تیر سے کرتے رہے اہل عرب اس کو الفجار کہتے ہیں کیونکہ یہ لڑائی ماہ صرام ۵۶ھ میں ہوئی۔

آنحضرت کا دوسرا سفر اور حضرت خدیجہ سے نکاح

اب آپؐ کی عمر بیس برس سے زائد ہوئی تو بچپنے کا بھولا پن غفوان شباب کی متانت یہ سب درجے تو طے ہوئے اب آپؐ کا اقتدار لوگوں کی نگاہوں میں بڑھنا شروع ہوا۔ بڑے بڑے آپؐ کا لیا کر نے لگے کیونکہ یہ خیر تمام میں مشہور تھی کہ محمد صلعم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کسی کی انت میں خیانت نہیں کی۔ کسی کو بے نگاہ سے نہیں دیکھا نہ کسی کی غیبت اور نہ کسی سے ترش رو ہو کر گفتگو کی ان اوصاف پر تمام مکہ آپؐ کا مدح تھا ہر شخص آپؐ کے ساتھ ایک خاص عقیدت رکھنے لگا تمام قریش نے آپؐ کے اوصاف کے لحاظ سے آپؐ کو آئین کا خطاب دیا۔ آپؐ کی منصف مزاجی کے باعث اکثر لوگ لڑائی جھگڑوں میں آپؐ کو ثالث مقرر کرتے تھے۔

[illegible]

دنیا کو روشن کر دیا۔ جب خواب سے جو کس ایک شخص کو اپنے خواب کی تعبیر دریافت کرنے کے واسطے
 بحیرا ہسب کے پاس پہنچا۔ راہب نے کہا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ پیغمبر آخر الزمان جو کہ پیدا
 ہوئے ہیں تم کو اپنے نکاح میں لائیں گے اور تمہارے پاس اُن پر وحی اُترے گی اور تمام عالم اُن کے
 دین کی روشنی سے منور ہو جائے گا اور اول جو اُن پر ایمان لائے گا آپ ہو گئی۔ خدیجہ نے جب یہ تعبیر
 اپنے خواب کی سنی شکر الہی بجالائیں اور اس دولت اور رحمت نامتناہی کے آثار ظاہر ہونے کی
 منتظر رہیں۔

جب آنحضرت معہ قافلہ جانبِ شام روانہ ہوئے تو بحیرا راہب کے مکان کے پاس مسطورا
 راہب سے ملاقات ہوئی مسطورا راہب نے بھی بحیرا راہب کی طرح محمد صلعم کو رسول
 آخر الزمان بتایا مسطورا راہب کے ملنے کا واقعہ مورخوں نے یوں لکھا ہے کہ مسطورا راہب
 نے اپنے مکان سے نکل کر آنحضرت صلعم کے چہرہ اور جسم کی دیکھ بھال شروع کی کبھی تو آپ
 کی طرف دیکھتا اور کبھی کتب سماویہ کو پڑھتا اور مقابلہ کرتا۔ اس عجیب حرکت سے خرمیہ کے دل میں
 شک پیدا ہوا خرمیہ نے باوازیلند یا آل غالب کہا فوراً ہی آواز کو سن کر تمام قریش موجود ہو گئے
 مسطورا بھاگ کر اپنے سومعہ کی چھت پر جا بیٹھا اور باوازیلند آنحضرت صلعم کی تعظیم و عظمت و آپ کا
 بنی آخر الزمان ہونا بیان کیا اُس وقت سب کو اطمینان ہوا اور آنحضرت صلعم کی عظمت سب
 کے دلوں میں زیادہ ہوئی اور مسطورا کی رائے سے اب کی مرتبہ قافلہ بصرہ سے واپس آیا اور تھکا
 نفع کے ساتھ مال فروخت ہوا اس سفر میں سب سے زیادہ فائدہ ہوا۔

بعد فروخت مال تجارت قافلہ واپس مکہ ہوا ہنوز آپ صلعم راہ میں تھے کہ خدیجہ نے سابقان
 سے دیکھا کہ کوئی چیز آپ کے سر پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اس لئے آپ کو حضرت سے اور بھی
 زیادہ اعتقاد ہوا اور اپنی دایہ سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پر فرشتوں سے سایہ کرایا ہے

قریشی عربوں کی یہودہ باتیں اور بے بنیاد خیال تھے جنہوں نے انسانیت کا خاکہ اڑا دیا تھا اور چاروں طرف وحشت کی تاریکی چھا رہی تھی مگر آنحضرت صلعم کا برو بار او متعل قلب دشمن جان و ایمان قریشی عربوں کی ان ناکارہ باتوں کی کچھ پرواہ نہ کرتا تھا۔ اگرچہ انسانی قلب پر پری بات کہنے کا صدمہ کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے مگر چونکہ آپ کے خیالات ایک اہم کام کے انجام دینے کی طرف مائل تھے اس لئے آپ قریشی عربوں کی فضول باتوں پر خیال نہ کر کے اپنے نیک کام میں جس کے واسطے آپ مخصوص تھے رخنہ ڈالنا نہ چاہتے تھے۔ بعد نکاح کے آپ نے چند سفر ملک شام اور یمن کے کئے مگر آپ کے مال میں کچھ ترقی نہ ہوئی۔

آنحضرت کے حالات نکاح حضرت خدیجہ سے نبوت تک

آنحضرت کے پندرہ برس کے حالات یعنی زمانہ نکاح سے آپ کی چالیس برس تک کی عمر کے کسی تاریخ سے معلوم نہیں ہوتے کہ یہ عمر کن کن باطنی باتوں اور فکروں میں صرف ہوئی اسی طرح حضرت عیسیٰ کا وہ زمانہ جب کہ وہ یوسف بڑھئی کے ہاں کام کرتے تھے کسی کو نہیں معلوم کہ کن خیالات میں صرف ہوا۔ اگر نظر متق دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت نے قوم کی اصلاح اور اسکو دین حق کی طرف لانے کی کوشش میں اور اپنے کو تیار اور مستعد بنانے اور اپنے دل کو کہہ دہرتی خیالات سے صاف کرنے میں جس پر احکام الہی کندہ ہو سکیں وہ زمانہ صرف کیا ہوگا۔ جس طرح کسی شخص کے گھر کوئی مہمان آنے کو ہوا ملک مکان اپنے مہمان کی خاطر کس کس تکلفات سے اپنے گھر کو سجا تا ہے کہ مہمان اگر خوش ہو اسی طرح سے ہمارے نبی آخر الزمان بھی پندرہ برس تک اپنے کو پیغام کے لینے کے لئے مستعد بنا رہے تھے۔

عبدال مطلب کی وفات کے بعد مکہ کی حکومت کم و بیش تقسیم ہو گئی اور کوئی ایسی عدالت

کسی مسافر کو ٹوٹا یا ستایا یا دھوکا دیا تو وہ خوب سمجھ لے کہ اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ آخر کار اس شخص نے تھوڑے زمانہ میں وہ ترقی حاصل کی اور اپنا وہ رعب اور صلح آمیز تعلق آپس میں بھیلایا کہ ایک دم تمام ملک میں امن کا نقارہ بج گیا۔ چنانچہ عثمان جو قسطنطنیہ کا سونالا یا تھا اُس نے حجاز کو سلطنت روم میں شامل کرنے کی تدبیر کی۔ مگر اُس کی وہ تمام کوششیں جو اُس نے اس بارہ میں کی تھیں صرف آنحضرت صلعم ہی کی اعلیٰ تدبیروں سے بیکار گئیں اور وہ اپنے ارادوں میں سخت ناکامیاب ہو کر شام کو بھاگ گیا یہاں ایک ایرانی شاہِ رادے نے اُس کو زہر دیکر مار ڈالا۔

اُس کی ناکامیابی نے آنحضرت کی لیاقت اور تدبیر اور انتظامِ ملکی اور وقعت کو بخوبی اہلِ قریش پر ظاہر کر دیا۔ اگر آنحضرت کی صلاحِ راسے تیر بہدت نہ ہوتی تو نہ معلوم کہ کس قدر خونی ہو جاتی۔ اور کس قدر گھر اور خاندان تباہ ہو جاتے اور ملک حجاز سلطنت روم میں شامل ہوتا یا بچ جاتا آنحضرت صلعم کا شریفانہ مزاج۔ آپ کے مستقل مستحکم ارادے۔ آپ کا محبت آمیز برتاؤ اور اپنے فرائض میں جان بڑا دینے کا استحکام خدا کی وحدت کا عالم سے تسلیم کرانے کا خیال اور بے غرض زندگی اپنے ہوطنوں و دشمنوں سے آخر کار یہ کہلوا دیا کہ بے شک تو عالم کی رحمت ہے اور خدا کا برگزیدہ نبی اور ہمارا نجات دہندہ ہے ایسی کی دوست تو بہت تعریف کرتے ہیں مگر دشمنوں کے دل و نہر وہ اثر پڑا کہ اُن کو بھی الاحوالہ کننا پڑا۔ چنانچہ ایک متعصب مہنف کا یہ قول ہے کہ آنحضرت صلعم میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ نے جس امر کی شروع میں بنیاد ڈالی اور اُس کو جس طرح پورا کرنے کا ارادہ کر لیا آخر تک اُس کی وہی کیفیت رہی بلکہ روز افزوں اُس امر میں استحکام تو بڑھتا گیا مگر گمشاؤ کی کوئی شکل نہ پیدا ہونے دی آپ کی کوئی غرض اپنے ذاتی فائدہ کے لئے نہ تھی آپ جو کام کرتے تھے اُس میں سرِ اسر و سرور ہی کا فائدہ مقصود تھا۔ صد ہا کوششیں

کسی مسافر کو لوٹایا ستایا یا دھوکا دیا تو وہ خوب سمجھے کہ اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ آخر کار اس شخص نے تھوڑے زمانہ میں وہ ترقی حاصل کی اور اپنا وہ رعب اور صلح آمیز تعلق آپس میں بھیلایا کہ ایک دم تمام ملک میں امن کا تقارن بج گیا چنانچہ عثمان جو قسطنطنیہ کا سونالا یا تھا اُس نے حجاز کو سلطنت روم میں شامل کرنے کی تدبیر کی۔ مگر اُس کی وہ تمام کوششیں جو اُس نے اس بارہ میں کی تھیں صرف آنحضرت صلعم ہی کی اعلیٰ تدبیروں سے بیکار گئیں اور وہ اپنے ارادوں میں سخت ناکامیاب ہو کر شام کو بھاگ گیا یہاں ایک ایرانی شاہِ رادے نے اُس کو زہر دیکر مار ڈالا۔

اُس کی ناکامیابی نے آنحضرت کی لیاقت اور تدبیر اور انتظامِ ملکی اور وقعت کو بخوبی اہلِ پیش پر ظاہر کر دیا۔ اگر آنحضرت کی صلحِ راسے تیر بہدت نہ ہوتی تو نہ معلوم کہ کس قدر خونی ہوتی۔ اور کس قدر گھراور خاندانِ تباہ ہو جاتے اور ملکِ حجاز سلطنتِ روم میں شامل ہوتا یا بچ جاتا آنحضرت صلعم کا شریفانہ مزاج۔ آپ کے مستقل مستحکم ارادے۔ آپ کا محبت آمیز برتاؤ اور اپنے فرائض میں جان نڈا دینے کا استحکامِ خدا کی وحدت کا عالم سے تسلیم کرانے کا خیال اور بے غرض زندگی اپنے ہموطنوں اور دشمنوں سے آخر کار یہ کھلوا دیا کہ بے شک تو عالم کی رحمت ہے اور خدا کا برگزیدہ نبی اور ہمارا نجات دہندہ ہے ایسی کی دوست تو بہت تعریف کرتے ہیں مگر دشمنوں کے دل پر وہ اثر پڑا کہ اُن کو بھی لامحالہ کہنا پڑا چنانچہ ایک متعصب مصنف کا یہ قول ہے کہ آنحضرت صلعم میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ نے جس امر کی شروع میں بنیاد ڈالی اور اُس کو جس طرح پورا کرنے کا ارادہ کر لیا آخر تک اُس کی وہی کیفیت رہی بلکہ روز افزوں اُس امر میں استحکام تو بڑھتا گیا مگر گمشاؤ کی کوئی شکل نہ پیدا ہونے دی آپ کی کوئی غرض اپنے ذاتی فائدہ کے لئے نہ تھی آپ جو کام کرتے تھے اُس میں سراسر دوسروں ہی کا فائدہ مقصود تھا۔ صد ہا کوششیں

[illegible][illegible]

۱۰- اے نبیؐ! اگرچہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ وہ اسے میری طرف سے بھیجے۔

[illegible]

جو ذرا ذرا سی بات پر برسوں لڑائی جادی رکھتے تھے۔

اس عرصہ میں حضرت ابو طالب کو کچھ نقصان تجارت میں ہوا آپ اپنے دادا کی طرح مہین اور شام میں پوری تجارت کرتے تھے اور اپنا مال بحری راستوں سے دمشق اور شام کے دیگر شہروں میں لیجا کر لے جاتے تھے حجاز کی کجوریں مین کا عطر اور اس کے بدلے میں قسطنطنیہ کی چیزیں لاتے اور ان ممالک میں فروخت کرتے اول تو تجارت میں ٹوٹا آیا دوسرے قحط سالی ہوئی جس کی وجہ سے رہا سہا سب خرچ ہو گیا اور یہاں تک تنگ دست ہو گئے کہ اپنی اولاد کا سنبھالنا ہی مشکل ہو گیا۔

یہ دیکھ کر آنحضرتؐ نے فوراً مدد کرنی چاہی اور ان احسانوں کا کچھ تھوڑا بہت معاوضہ دینا چاہا جو ابو طالب نے آپ کے ساتھ کئے تھے۔

چنانچہ ابو طالب کے لڑکوں میں سے حضرت علیؑ کو اپنی سرپرستی میں لیا اور تعلیم و دلالت شروع کی کہ میں آنحضرتؐ اور عباسؓ ابو طالب کے بہائی گو یا دو لہندہ شمار کئے جاتے تھے ایک لڑکا سرپرستی کے لئے حضرت عباسؓ کے سپرد کیا اور اس طرح ابو طالب کو اپنے کنبہ کی پرورش سے کسی قدر سبکدوش کیا چونکہ آنحضرتؐ صلح کی تمام اولاد پر ہندہ اوائل عمر ہی میں فوت ہو چکی تھی اس وجہ سے علیؑ کو مثل اپنے بچوں کے پرورش کیا اور اس طرح آپ کو تسکین ہوئی اور علیؑ کی اطاعت اور اپنے چچا زاد بہائی کی فرمانبرداری اور ادھر آنحضرتؐ صلح کا عالم گیر خلق باہمی ربط قبضہ محبت و الفت کا نمونہ دکھا رہا تھا جب قدر آپ محبت کرتے تھے اسی قدر علیؑ اطاعت میں سرگرم تھے اور بدوں اجازت قدم باہر نہ نکالتے تھے آخر کار اس محبت اور اطاعت اور فرمانبرداری کا یہ نتیجہ نکلا کہ آنحضرتؐ نے اپنی پیاری بیٹی جناب فاطمہؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کر دی اس شادی نے گویا باہمی تعلق محبت کا ہمیشہ

بیان رسالت نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۹۔ ربیع الاول ۱۱۰۰ھ میلادی مطابق ۱۲ فروری ۱۷۱۸ء بمطابق ۱۲ ذی القعدہ ۱۱۰۰ھ

جب آپ کی عمر چالیس برس کے قریب پہنچی تو آپ کا خیال ریاضت اور عبادت کی طرف مائل ہوا اور طبیعت گوشہ نشینی کی طرف رجوع ہوئی اور روز بروز اس میں ترقی ہوتی گئی۔ آپ کے اس خیال میں ورقہ بن نوفل یعنی خدیجہؓ کے چچا زاد بھائی بھی اکثر شریک رہتے تھے ورقہ ایک مشہور عالم تھے جنہوں نے انجیل۔ تورات اور زیور کا ترجمہ عربی میں کیا ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں توحید کی نہایت عظمت تھی اس لئے بت پرستی سے از حد درجہ نفرت تھی۔ اس وقت خانہ کعبہ بتوں سے بھرا پڑا تھا اور ہر دن کا ایک بت جدا جڑا ہوا تھا۔ اس حساب سے تین سو ساٹھ بت موجود تھے جس میں ہبل نامی ایک بت سب سے بڑا تھا جو ملک شام سے لایا گیا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اک میں ان باتوں نے عروج پر ڈالا کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو اس کفر و بت پرستی کے غارت کرنے کو بھیجا تھا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام داؤد علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام پیغمبروں کا مبعوث ہونا صرف اسی واسطے تھا کہ کفر کو مٹا کر خداوند تعالیٰ کی توحید پھیلادیں آپ اکثر فرماتے تھے کہ میں اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کے مذہب کو پاک و مستحکم کرنے کو آیا ہوں نہ کوئی نیا مذہب قائم کرنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر وہ کوہ میں پوشیدہ رہا کرتے تھے زیادہ تر کوہ حرا کے غار میں جس کا نام گز طول اور پوسنے دو گز عرض تھا اور جو مکہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ایک جگہ دیران کہاٹی کے قریب ہے۔ نہ یہاں سایہ دار درخت ہیں نہ

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥

کتابخانه عمومی مجلس شورای اسلامی
تهران - خیابان ولیعصر - پلاک ۱۰۸

[illegible]

فرمود که اینها را بگو از این جهت که -
 تمام و در این جهت که -
 در این جهت که -

[illegible]

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰
۲۰۱
۲۰۲
۲۰۳
۲۰۴
۲۰۵
۲۰۶
۲۰۷
۲۰۸
۲۰۹
۲۱۰
۲۱۱
۲۱۲
۲۱۳
۲۱۴
۲۱۵
۲۱۶
۲۱۷
۲۱۸
۲۱۹
۲۲۰
۲۲۱
۲۲۲
۲۲۳
۲۲۴
۲۲۵
۲۲۶
۲۲۷
۲۲۸
۲۲۹
۲۳۰
۲۳۱
۲۳۲
۲۳۳
۲۳۴
۲۳۵
۲۳۶
۲۳۷
۲۳۸
۲۳۹
۲۴۰
۲۴۱
۲۴۲
۲۴۳
۲۴۴
۲۴۵
۲۴۶
۲۴۷
۲۴۸
۲۴۹
۲۵۰
۲۵۱
۲۵۲
۲۵۳
۲۵۴
۲۵۵
۲۵۶
۲۵۷
۲۵۸
۲۵۹
۲۶۰
۲۶۱
۲۶۲
۲۶۳
۲۶۴
۲۶۵
۲۶۶
۲۶۷
۲۶۸
۲۶۹
۲۷۰
۲۷۱
۲۷۲
۲۷۳
۲۷۴
۲۷۵
۲۷۶
۲۷۷
۲۷۸
۲۷۹
۲۸۰
۲۸۱
۲۸۲
۲۸۳
۲۸۴
۲۸۵
۲۸۶
۲۸۷
۲۸۸
۲۸۹
۲۹۰
۲۹۱
۲۹۲
۲۹۳
۲۹۴
۲۹۵
۲۹۶
۲۹۷
۲۹۸
۲۹۹
۳۰۰
۳۰۱
۳۰۲
۳۰۳
۳۰۴
۳۰۵
۳۰۶
۳۰۷
۳۰۸
۳۰۹
۳۱۰
۳۱۱
۳۱۲
۳۱۳
۳۱۴
۳۱۵
۳۱۶
۳۱۷
۳۱۸
۳۱۹
۳۲۰
۳۲۱
۳۲۲
۳۲۳
۳۲۴
۳۲۵
۳۲۶
۳۲۷
۳۲۸
۳۲۹
۳۳۰
۳۳۱
۳۳۲
۳۳۳
۳۳۴
۳۳۵
۳۳۶
۳۳۷
۳۳۸
۳۳۹
۳۴۰
۳۴۱
۳۴۲
۳۴۳
۳۴۴
۳۴۵
۳۴۶
۳۴۷
۳۴۸
۳۴۹
۳۵۰
۳۵۱
۳۵۲
۳۵۳
۳۵۴
۳۵۵
۳۵۶
۳۵۷
۳۵۸
۳۵۹
۳۶۰
۳۶۱
۳۶۲
۳۶۳
۳۶۴
۳۶۵
۳۶۶
۳۶۷
۳۶۸
۳۶۹
۳۷۰
۳۷۱
۳۷۲
۳۷۳
۳۷۴
۳۷۵
۳۷۶
۳۷۷
۳۷۸
۳۷۹
۳۸۰
۳۸۱
۳۸۲
۳۸۳
۳۸۴
۳۸۵
۳۸۶
۳۸۷
۳۸۸
۳۸۹
۳۹۰
۳۹۱
۳۹۲
۳۹۳
۳۹۴
۳۹۵
۳۹۶
۳۹۷
۳۹۸
۳۹۹
۴۰۰
۴۰۱
۴۰۲
۴۰۳
۴۰۴
۴۰۵
۴۰۶
۴۰۷
۴۰۸
۴۰۹
۴۱۰
۴۱۱
۴۱۲
۴۱۳
۴۱۴
۴۱۵
۴۱۶
۴۱۷
۴۱۸
۴۱۹
۴۲۰
۴۲۱
۴۲۲
۴۲۳
۴۲۴
۴۲۵
۴۲۶
۴۲۷
۴۲۸
۴۲۹
۴۳۰
۴۳۱
۴۳۲
۴۳۳
۴۳۴
۴۳۵
۴۳۶
۴۳۷
۴۳۸
۴۳۹
۴۴۰
۴۴۱
۴۴۲
۴۴۳
۴۴۴
۴۴۵
۴۴۶
۴۴۷
۴۴۸
۴۴۹
۴۵۰
۴۵۱
۴۵۲
۴۵۳
۴۵۴
۴۵۵
۴۵۶
۴۵۷
۴۵۸
۴۵۹
۴۶۰
۴۶۱
۴۶۲
۴۶۳
۴۶۴
۴۶۵
۴۶۶
۴۶۷
۴۶۸
۴۶۹
۴۷۰
۴۷۱
۴۷۲
۴۷۳
۴۷۴
۴۷۵
۴۷۶
۴۷۷
۴۷۸
۴۷۹
۴۸۰
۴۸۱
۴۸۲
۴۸۳
۴۸۴
۴۸۵
۴۸۶
۴۸۷
۴۸۸
۴۸۹
۴۹۰
۴۹۱
۴۹۲
۴۹۳
۴۹۴
۴۹۵
۴۹۶
۴۹۷
۴۹۸
۴۹۹
۵۰۰
۵۰۱
۵۰۲
۵۰۳
۵۰۴
۵۰۵
۵۰۶
۵۰۷
۵۰۸
۵۰۹
۵۱۰
۵۱۱
۵۱۲
۵۱۳
۵۱۴
۵۱۵
۵۱۶
۵۱۷
۵۱۸
۵۱۹
۵۲۰
۵۲۱
۵۲۲
۵۲۳
۵۲۴
۵۲۵
۵۲۶
۵۲۷
۵۲۸
۵۲۹
۵۳۰
۵۳۱
۵۳۲
۵۳۳
۵۳۴
۵۳۵
۵۳۶
۵۳۷
۵۳۸
۵۳۹
۵۴۰
۵۴۱
۵۴۲
۵۴۳
۵۴۴
۵۴۵
۵۴۶
۵۴۷
۵۴۸
۵۴۹
۵۵۰
۵۵۱
۵۵۲
۵۵۳
۵۵۴
۵۵۵
۵۵۶
۵۵۷
۵۵۸
۵۵۹
۵۶۰
۵۶۱
۵۶۲
۵۶۳
۵۶۴
۵۶۵
۵۶۶
۵۶۷
۵۶۸
۵۶۹
۵۷۰
۵۷۱
۵۷۲
۵۷۳
۵۷۴
۵۷۵
۵۷۶
۵۷۷
۵۷۸
۵۷۹
۵۸۰
۵۸۱
۵۸۲
۵۸۳
۵۸۴
۵۸۵
۵۸۶
۵۸۷
۵۸۸
۵۸۹
۵۹۰
۵۹۱
۵۹۲
۵۹۳
۵۹۴
۵۹۵
۵۹۶
۵۹۷
۵۹۸
۵۹۹
۶۰۰
۶۰۱
۶۰۲
۶۰۳
۶۰۴
۶۰۵
۶۰۶
۶۰۷
۶۰۸
۶۰۹
۶۱۰
۶۱۱

روحی آپ پر نازل ہونے کا وقت آیا اور وہی پیغام دیا جو کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا پیغام کا بھیجنے والا اور لانے والا تو وہی تھا مگر آپ کے پیغام میں کچھ ترمیم ہو گئی تھی اور اس میں کچھ طرز تبدیل ہو گیا تھا ترمیم تو صرف یہ کی گئی تھی کہ اور پیغمبر حضرت ایک قوم اور خاص ہدایت کے واسطے مبعوث ہوئے تھے اور ہمارے نبی آخر الزماں عام کے واسطے طرز یہ تبدیل ہوا تھا کہ وحی لکھی ہوئی دکھائی گئی۔ آپ صلعم نے ایک آواز چلاتی ہوئی سنی جب آپ نے سربارک اونچا کیا تو ایک بڑی روشنی ملاحظہ کی جس سے آپ پر بخودی کی حالت طاری ہوئی جب افاقہ ہوا تو ایک فرشتہ کو آدمی کی صورت میں دیکھا روح نے کہا۔ محمد بشارت قبول فرمائیے آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔

بعد غائب ہو جانے اس فرشتہ کے بھی آپ صلعم پر کچھ لرزا سارا۔ اس عرصہ بعد حضرت خدیجہ کے بلائے ہوئے مکان تشریف لے گئے۔ اور کل کیفیت حضرت خدیجہ سے بیان کی۔ اور کہا کہ اے خدیجہ دیکھو مجھے کیا ہوا۔ یہ کلمہ آپ لیٹ گئے اور فرمایا کہ مجھ پر کپڑا ڈالو حضرت خدیجہ بغور ملاحظہ فرماتی رہیں۔ جب آپ کو اس لرزہ سے افاقہ ہوا تو آپ اپنے خدیجہ سے کہا کہ مجھ کو خیال ہے کہ کوئی شخص اس حالت کے مشاہدہ سے مکر یا جہنم

روحی اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جو بذریعہ حضرت جبریل پیغمبروں کو بھیجی جاتی ہے کہتے ہیں۔ امیر ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے کیونکہ یہ اسرار الہی ہیں اس پر دوسروں کو اطلاع نہیں ملے گی۔ اسکو پیغمبر ہی خوب سمجھ سکتے ہیں کہ عقل اس قابل نہیں دی گئی جو خداوند تعالیٰ کے اسرار کو دریافت کر سکیں ہماری قوتیں محدود ہیں اسلئے کیسے ہی خیال کیوں نہ کر وہ اس پر نہیں جاسکتا اور نہ ہمارے آلات اس قابل ہیں کہ جو قدرت کے کسی ہنر کو معلوم کر سکیں ایسی حالت میں جب کہ ہم قدرت کے مقابلہ میں بے بس بنائے گئے ہیں زبانیں کہ ہم نبوت اور وحی نازل ہونے کے باریک تر مسئلہ پر آسانی سے بحث کر کے ثابت کرنے کی کوشش کریں ۱۲

جب آپؐ نے یہ تمام نشانیاں دیکھیں اور بخوبی سن لیں تو اُسکے دل میں وہ جوش پیدا ہوا کہ جہاں دو چار آدمیوں کو بھی بیٹھا دیکھا دیں آنحضرتؐ کا ذکر کرنا شروع کر دیا اور آنحضرتؐ پر ایمان لانے کی رغبت دلائی ورقہؓ نے آنحضرتؐ صلعم سے قسم لے کر کہا کہ آپؐ بیشک پیغمبر ہیں اور آپؐ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ہر طرح کا اطمینان دلایا۔ اور کہا کہ کاش میں جہان ہوتا اور اُس وقت تک زندہ رہتا جب تو م آپؐ کو نکالتی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو نکال دے گی ورقہؓ بولا بیشک کیونکہ دنیا میں جس شخص نے ایسی تعلیم پیش کی اُسکی قوم دشمن بن جاتی ہے ورقہؓ کی یہ تمنا کہ آنحضرتؐ کے ساتھ ہو کر کفار سے لڑوں گا پوری سنوئی اور توڑے عرصہ بعد انتقال ہو گیا۔

آنحضرتؐ کے زمانہ میں عثمان بن حریث - جمید - زید بن عمرو اور ورقہ بن نوفل بڑے مشہور عالم تھے۔

زید بن عمرو عمر فاروقؓ کے چچا تھے انہوں نے حضرت صلعمؐ کی تلاش میں بڑے بڑے سفر کئے اور آخر یہ معلوم کر کے کہ وہ مکہ میں پیدا ہو گئے اسی انتظار میں ڈکر مکہ میں انتقال کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۲) شنول ہو گئے اور چار غصہ کا بنو کر گئے (۲) انجیل میں ہے کہ عیسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب ناقلیطا (یعنی آنحضرتؐ محمد صلعمؐ) مسجوت ہوں جو انکا زمانہ پاوے ایمان لاوے (۳) انجیل پر بناس کہ پانچویں جلد انجیل کی ہے عیسائیوں نے اُسکو چاہا اور جہ نہ کہا جا بجا صاف طور سے لفظ محمدؐ آیا ہے اور بالکل آپؐ کی تعریف ہے (۴) سلیس کے ترجمہ قرآن میں انجیل پر بناس کا ذکر ہے اور زبور اور داؤد میں لکھا ہے کہ اے داؤد شمشیر حاصل کر اور لڑائی میں آ یا تاکہ کہ امت تمہاری طرف مخاطب ہو اور پیغمبر ہاشمی خلق کو تلوار کے زور سے پناہ ملے کرے (۵) اور شعیب کے صحیفہ میں ہے کہ میرا ایک بندہ ہے کہ ہر نبوت اُسکے موڑے ہوں کے درمیان ہے ۱۲

پنجہ آج ہوا کہ حضرت علیؑ کو ان کے
 لئے لایا گیا تھا۔ اور ان کے لئے
 ہی ہوا کہ ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔

پنجہ آج ہوا کہ حضرت علیؑ کو ان کے

- اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔
 اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔

اور ان کے لئے ہی لایا گیا تھا۔

دوست و احباب کو اسلام کی ترغیب دی ان میں سے پانچ آدمی عشرہ مبشرہ کے ہی ایمان لائے جنکے نام ہیں عثمان ابن عفان یہ خاندان بنی امیہ سے تھے اور بعد ازاں خلیفہ سوم ہوئے زبیر ابن عوام یہ حضرت خدیجہ کا بیٹا ہی تھا طلحہ ابن عبد اللہ سعد ابن وقاص جنہوں نے بعد ازاں فارس فتح کیا عبد الرحمن ابن عوف۔ اسکے دوسرے روز عثمان ابن مظعون۔ ابو عبیدہ بن الجراح ابو سلمہ بن عبد الاسد مخزومی وارقم بن الارقم کو حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت کے سامنے پیش کر کے مشرف باسلام کرایا۔ اور پھر اسی سلسلہ میں جعفر ابن ابی طالب۔ ابوذر عمار بن باسر اور سعید ابن زید ہی ایمان لائے یہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے آپؐ کو آپ کی شان کے موافق سچا بنی خیال کیا اور آپؐ کی ایسی تعظیم و تکریم کی جیسی کہ نبی کے لئے زیبا ہے اور ہمیشہ جاں نثار اور حامی اور مددگار رہے۔

عورتوں میں حضرت خدیجہ کے بعد حضرت صلعم کے چچا عباس کی بیوی ام الفضل اسماء بنت عمیس۔ اسماء بنت ابو بکر۔ اور فاطمہ ہمشیرہ عمر فاروق مسلمان ہوئیں۔ اُس وقت مسلمان پہاڑ کی گہائیوں میں جا کر ناز و بکارت کرتے تھے۔ نبوت کے تین سال تک آنحضرتؐ لوگوں کو چپکے چپکے سمجھایا کرتے تھے اور اُن کو بت پرستی سے منع کرتے تھے۔

آنحضرت صلعم کا اعلانیہ وعظ دینا اور قوم کا مخالفت پر کمزور ہونا

تین سال تک آنحضرت صلعم نے اعلانیہ طور سے اپنی نبوت کا اعلان نہ کیا صرف آپؐ کے ۱۵ عشرہ مبشرہ وہ دس آدمی کہلاتے ہیں جنکے اعمال حسنہ پر نظر کر کے دنیا ہی میں اُن کو جنت کی خوشخبری سننا دی گئی ہے ۱۲

مختصر طور سے اس طرح سمجھ لینا چاہئے کہ ابتدا میں جس طرح تمام نبیوں کو ذلتیں اٹھانی پڑی تھیں اسی طرح آنحضرتؐ کے ساتھ اہل عرب نے کوئی درجہ ذلت و خواری کا اٹھا نہ رکھا۔

ابھی تک آپؐ نے عام طور پر وعظ و اندیا تہا ج کے طور پر جو شخص آپؐ کے پاس آتا، اسکو وعظ سناتے اگر وہ اسلام لے آیا تو فساد ورنہ کچھ زبردستی نہ تھی ایک مرتبہ آپؐ نے مستقل ارادہ کیا کہ عام طور سے خدا سے واحد اور اس کی پرستش کا بیان کروں اور قریشیوں کو انکے جھوٹے عقائد پر ڈانٹوں اور مذہب ابراہیمؑ کی تلقین کروں ایسی مخالفانہ حالت میں یہ ارادہ بھی ممتاز طبیعت کا نقشہ کہینچتا ہے معمولی انسان کی طبیعت جس میں نبوت کی صفت موجود نہ ہو ہرگز ہرگز ایسا ارادہ نہیں کر سکتی یہ ظاہر تھا کہ قریش ایک بہادر اور ابو العزم قوم تھی اُن کو سوچا جس آدمیوں کا خون کرنا کچھ بات نہ تھی پھر ایسے موقع پر اُن کی جماعت میں جانا اور پھر اُنکے دیوتاؤں کو بڑا کتنا بیشک ایک جبری اور بہادر نبی کا ہی کام تھا دوسرا شخص ہرگز نہیں کر سکتا۔

چنانچہ آپؐ نے موافق حکم ربانی اول اپنے خاندان سے اشاعت اسلام کا کام شروع کیا اور ایک روز اپنے کہنے والوں کی دعوت کر دی جبکی تعداد چالیس اکٹالیں تھی ابو لبابہؓ بھی موجود تھا جسکی بیجا بگو اس نے آپکو کلام کرنے کا موقع نہ دیا دوسرے روز پھر دعوت کی گئی اور حاضرین جیب کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو نبی صلعمؐ نے فرمایا۔ اے حاضرین میں تم سب کے لئے دنیا و آخرت کی بیہودہ لیکر آیا ہوں اتنے پیشتر عرب میں کوئی شخص ہی اس سے افضل تر تحفہ لیکر نہیں آیا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو اسکی تعلیم دوں۔ بتلاد آپ لوگوں میں سے کون میرا ساتھ دے سکتا ہے۔ سب لوگ تو خاموش ہو گئے مگر حضرت علیؓ نے

اُن کو بنایا وہ بجنسہ ویسے ہی بنگے اور جہاں تنہا رہے دیا وہاں رکے رہے اُن میں نہ تو اس قدر قوت ہے کہ وہ کسی دوسرے کو بنا سکیں اور نہ اس قدر طاقت ہے کہ خود ہی ذراست اپنی جگہ سے سرک سکیں پھر ایسے معبود کو جس پر ہم ہمیشہ سے قادر ہوا مکمل آئی اپنا ہی معبود سمجھتے ہو تو مکمل تمہارے اصلی معبود نے ہو اسطے نہیں بنایا ہے کہ تم ان وہیات باتوں میں اپنی زندگی بسر کرو اور اپنے ہی تراشے ہوئے پتھر کو آگے اپنی ناک رکھو اور سجدہ کرو جو خاص خدا ہی کے واسطے مخصوص ہے اسطے میں نے تمکو خدا کی عبادت کرنے کے واسطے بلایا ہے کہ تم یہاں آکر میرا کھانا مانو اور سچی راہ چکی میں تمکو ہدایت کرتا ہوں اختیار کرو تاکہ تمہارا دین و دنیا میں بہلا ہو اور نجات داریں حاصل ہو۔ تم خوب یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر موجود ہے اور تمکو خدا کے سامنے پیش ہونا ہے اور میں آخرت کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح دنیا کو تم دیکھ سکتے ہو۔

یہ سنکر تمام حاضرین تہمتہ مار کر ہنسے کوئی خفا ہوا۔ کسی نے کچھ بیودہ بجا کسی نے غصہ کیا اور وقتاً مثل آگ کے بھڑک گئے۔ غرض کہ یہ گفتگو سنکر لوگوں نے آنحضرت کو معاذ اللہ خفیف الحکمت سمجھا اور اس جماعت میں ابو لہب کو برداشت نہ ہو سکی اور مارے غصہ کے جامہ سے باہر نکل گیا اور کہا تبارک سائر الیوم هذا جمیعاً پس نہیں سمجھئے کہ کفار عرب اور آنحضرت صلعم کے درمیان اعلانیہ عداوت کا آغاز ہوا۔

ابو لہب آپ کا چچا تھا جو نہایت مالدار اور مغرور اور تند مزاج تھا۔ اور آپ صلعم نہ صرف جانی دشمن تھا دوسری وجہ دشمنی کی یہ تھی کہ یہ اپنی بی بی ام جمیل جو ابلی صفت کی ہمیشہ تھی آنحضرت صلعم کی سخت دشمن تھی اور دوسرے دشمنوں سے زیادہ گری دلی

۱۱ یعنی تمہارے اوقات خراب ہوں بس اسی واسطے بلایا تھا ۱۱

و عظا نے اہل مکہ کو پورا دشمن بنا دیا اور وہ شب روز تکلیف دینے کی فکر میں رہنے لگے۔ اور جہاں محمد صلعم آپ کے صحابہ عبادت کرنے جاتے اہم جمیل روزہ اپنا ولیمہ دہاں پہلے ہی سے کاٹنے پھا آتی اسکا شب و روز یہی کام رہتا تھا کہ آنحضرت صلعم اور آپ کے معتقدوں کو جہان تک ہو سکے اذیت پہنچے یہ پیجری میں جو نہیں اُس جگہ قدم رکھتے خون کے نالے بہ جاتے تھے وہ ایسی اذیت دینے پر ہی قناعت نہ کرتی بلکہ دن اور رات نئی نئی قسم کی تکلیف دہی کی تدبیریں سوچا کرتی مگر ان پے درپے عذابوں اور قسم قسم کی مصیبت سہنے پر ہی نہ تو آنحضرت صلعم ہی اور نہ آپ کے معتقد باز آتے اور جو کچھ تکلیفیں اُن کو پہنچتیں سہتے اور خداوند تعالیٰ کا شکر بجالاتے۔

یہ انسانی مادہ سے تو بعید ہے کہ انسان مصیبت میں گرفتار ہو کر اپنے مستقل ارادے سے ذرا نہ ہٹے مگر یہ ہمارے سچے اور اُلوا لعزم پیغمبر کا ہی کام تھا اور آپ کی پُر اہم انگلی کا ایسا ہی اثر اپنے معتقدوں پر تھا جو کہ سچے دین کی پیروی میں اس وقت تک ویسے ہی ثابت قدم رہے جیسے اول روز تھے سچ ہے دردِ غ کو فردغ نہیں اور رستی کو ضرر نہیں۔

ان دنوں عرب میں عکاظہ یعنی۔ اور ذی الجاز کے میلے بہت مشہور تھے آپ صلعم ہر میلے میں تشریف لیجاتے اور وعظ فرماتے اور باہر سے آنے والے لوگوں پر اپنا پورا اثر ڈالتے ایک مرتبہ جب آنحضرت صلعم نے کوہ صفا پر وعظ فرمایا تو اس عورت نے پتھر مارا غرض کہ اسکی سخت دشمنی کے برتاؤ نے خدا کی طرف سے حالتِ الحطب کا خطاب دلوا یا اور یہ آیت اس مقام پر نازل ہوئی تبت یٰ ابا لہب و تب الخ۔ آنحضرت کے ساتھ جو کفار اہل عرب کا

۱۔ ترجمہ ٹوٹ گئے اٹھالی لہب کے اور ٹوٹ گیا وہ آپ کا مہ آ یا اسکو اسکا مال اور نہ جو کھایا اب نہیں کھائے گا
۲۔ اسی آیت میں اسکی گردن میں رستی ہے سوچ کی ۱۲

تم لوگ اس کی باتیں سن کر کیا لوگے جاؤ اپنا کام کرو۔ آنحضرت صلعم پر سب کچھ سنتے تھے مگر صبر اور تحمل سے کام لیکر کچھ نہ بولتے اور اپنے ہی کام سے واسطہ رکھتے تھے۔

عمر بن العاصؓ کا چشم دید واقعہ ہے کہ حضور صلعم ایک دن خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن مغیط آیا اور چادر کوٹ کر سجدہ کرتے وقت گردن میں ڈال دیا اور پیچ دینے لگا یہاں تک کہ گردن بھی لگی مگر آپ سجدہ میں پڑے رہے اتنے میں حضرت ابو بکرؓ آگئے اور عقبہ کو دھکے دیکر ہٹایا اور کہا کہ تم ایک بزرگ کو مارتے ہو صرف اس جرم پر کہ وہ اپنے خدو بند کو اپنا مالک سمجھتا ہے اور تمہارے سامنے ایک روشن دلیل ہی لایا ہے چند بد معاش حضرت ابو بکرؓ سے لپٹ گئے اور آپ کو مارا پیٹا۔

ایک دفعہ جب کجج کا زمانہ قریب آیا تو قریش کے بڑے بڑے پچیس سردار جمع ہوئے اور ابولہب میر مجلس بنا اور آپس میں یہ مشورہ کیا کہ عنقریب وقت حج کا آئیوا لا ہے باہر کے لوگ آویگے اور محمد صلعم اپنی سحر بیانی سے پھر کام لیگا یہ لوگ مفصلات کے رہنے والے سیدھے سادے ہوتے ہیں زیب میں آہی جاتے ہیں کچھ اس امر کی روک تھام ضرور کرنا چاہئے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا کہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ محمد صلعم ایک شریف خاندان سے ہیں ظاہر صورت شکل بھی اچھی ہے فصیح گفتگو ہے ہم ایسا پوچھ چیلے انکے مقابلہ میں کس طرح کر سکتے ہیں جن سے لوگ نفرت کرنے لگیں کیونکہ اگر ہم نے جنہوں کو تو لوگ ہکو ہی اٹھا دیوا نہ قرار دیں گے۔ ایک نے کہا ساحر قرار دیں گے۔ ولید بولا کہ ساحروں کی منحوس صورت اور غلیظ کپڑوں سے محمد کو کیا نسبت لوگ ہرگز یقین نہ کریں گے پر سب نے عاجز ہو کر ولید بڑھے خراٹ سے کہا کہ ہر تم ہی بتاؤ کیا تدبیر کی جائے جو یہ اپنی باتوں سے باز آئے۔

بڑی ہمت اور دلیری سے کہا کہ یا رسول اللہ اگرچہ اس مجمع میں سب سے زیادہ کم سن میں ہی ہوں مگر اس مشکل خدمت کے بجالانیکو کمر بستہ تیار ہوں۔ اس مجمع میں علی کے والد ابو طالب بھی جو آنحضرت کے دشمن نہ تھے موجود تھے مگر سب کو ایک ایسے شخص اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا فیصلہ کرنا دیکھ کر کہ وہ دونوں ملکر تمام دنیا کے خیالات کے خلاف کوشش کر کر اُس پر قبضہ کرینگے ایک ہنسی کی بات معلوم ہوئی اور سب لوگ قہقہہ مار کر ادھر ادھر چلے گئے مگر آگے چل کر اُن کو بخوبی معلوم ہو گیا کہ وہ بات قابل ہنسی کے نہ تھی و حقیقت درست تھی۔

ایک دن عتبہ ابن ربیعہ آنحضرت صلعم کے پاس آ کر کہنے لگا کہ محمدؐ تم اچھے یا عہد اللہ آپ نے کچھ جواب نہ دیا اسکے بعد پوچھا کہ تم اچھے یا عہد المطلب آنحضرت پر خاموش ہو گئے عتبہ نے کہا کہ اگر تمہارے نزدیک یہ لوگ اچھے تھے تو پھر اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ بھی تو بتوں کی پرستش ویسے ہی کرتے تھے جیسے میں کرتا ہوں اور اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ میں ان سب سے اچھا ہوں تو اب مجھ سے صاف طور سے کہو کہ میں ہی سنوں۔ تم نے ہماری قوم میں ایک تہلکہ ڈال رکھا ہے جماعت کو علیحدہ کر دیا ہے۔ قومی معبودوں کی بے عزتی کی اور پرہیزگار سب کے باپ دادا کو کافر ٹھہرایا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ قوم کے لوگ ٹکوساحر و جمنوں وغیرہ کہنے لگے ان باتوں سے کیا حصول ہے اگر روپیہ کی تنہا ہے تو میں دینے کو موجود ہوں اگر حسین عورت چاہتے ہو تو اُس کا بھی بندوبست کرنے کو تیار ہوں اگر مالدار بننا چاہتے ہو تو اس وقت ہی اس قدر روپیہ جمع کرادوں کہ قوم میں مالدار ہو جاؤ اگر بادشاہ بننے کو چاہتا ہے تو تو تم کا بادشاہ بنا سکتا ہوں۔ اگر تمہارا داہمہ تمہارے خیال سے باہر ہے تو تم کو طبیب لا کر اپنے پاس سے روپیہ خرچ کر کے

[illegible]

419

سے ضرور بچا دینگے۔

بعد عید المطلب کے ابو طالب سردار مکہ گئے جاتے تھے اس لئے اُن کے خوف سے کفار آنحضرتؐ سے کچھ منہ در منہ نہ بول سکتے تھے اور ویسے ہی مسلمانوں پر کچھ قابو نہ چل سکتا تھا مگر جو خوش حال تھے وہ غریب مسلمانوں پر بڑی سختیاں کرتے تھے اور اسی بات پر دہوپ کی جلتی ہوئی ریت پر اُنکو سلاتے تھے گرم پتھر جسم پر باندھتے تھے اور اوپر سے دُڑے مارتے تھے اور کمانا پینا بند کر دیتے تھے یہ سب ہی کچھ کرتے تھے لیکن جو ایک مرتبہ آنحضرتؐ صلعم کے دربار توحید اور رسالت کا اقرار کرتا تھا پھر کیا مجال جو اس سے منحرف ہو جاتا۔ منجملہ ان مفلس مسلمانوں کے حضرت بلال ابی جہشی کافر امیہ بن خلف کے غلام تھے۔

جب امیہ نے پشنا کہ بلال مسلمان ہو گیا تو اسکو طح طح کے عذاب دینے شروع کئے کبھی گلے میں رسی باندھ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا کہ گلیوں میں لئے پڑے۔ کبھی مشکیں باندھ کر لڑکوں سے پٹیا کبھی بوکاڑ گٹا اور کبھی دہوپ میں بٹھا دیا مگر وہ اذیتیں برداشت کر لے اور وحدہ لا شریک کے نعرے مارتے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ نے ایک مرتبہ بٹھائے مکہ میں اُنکو دیکھا کہ گرم ریت پر اُن کو بنگاٹا کر گرم پتھر اُن کے پیٹ پر کھدیا گیا ہے اور یہ مزاحرت اس واسطے تھی کہ دین محمدیؐ کو چوڑ دین۔ جب ابو بکرؓ نے اُنکے مالک سے سفارش کی تو مالک نے جواب دیا کہ تم ہی لوگوں نے اسکو بکا کر خراب و خستہ کیا ہے اب میرے کام کا نہیں ہے اگر تم کو رحم ہے تو مجھ سے خرید لو چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے اسکو فوراً ہی خرید کر اُسی وقت آزاد کر دیا حضرت بلال مرتے وقت تک مسلمانوں کے ساتھ رہے۔

مقابلہ کرتی تھی لیکن اگر گزشتہ امتوں پر خیال کیا جاوے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جنس نے
تو چند کھوٹے ہی روپیہ لیکر اپنا گورگنار اور قتل کرادیا۔

اہل قریش نے حضرت کے ساتھ کوئی بُرائی کا درجہ اٹھانے میں رکھا مگر آنحضرت صلم نے ہمیشہ
صبر و تحمل سے کام فرمایا صرف ایک مرتبہ آنحضرت صلم نے دعا برد کی تھی وہ بھی اپنی جسمانی
اذیت کے لحاظ سے نہیں بلکہ اس واسطے کہ رکن اسلام کے ساتھ کفار نے بے ادبی کی تھی
وہ اس طرح ہے کہ ابوہریرہؓ کے اشارے سے عقبہ بن معیط نے اونٹ کی اوچھڑی آنحضرت
صلعم کے گلے میں ڈال دی تھی جبکہ آپ صلم خانہ کعبہ میں سرسجود تھے اوچھڑی ڈالنے
کے بعد کفار نے قہقہہ لگایا۔ ابن مسعود موجود تھے زیادہ ہجوم کو دیکھ کر انکا توجہ صحنہ پڑا
اتنے میں معصوم فاطمہ زہراؓ آگئیں اور انہوں نے اگر دوش مبارک کو سبکدوش کیا
آنحضرت صلم نے نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ اللہم علیک بقریش کہا اور پھر نام بنام
ابوہریرہ بن حشام - عتبہ ابن ربیعہ - ولید ابن عتبہ - عتبہ ابن ابی معیط
ابی ابن خلف عمارہ ابن عبید کے حق میں دعا برد کی جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ تھوڑے
عرصہ بعد یہ تمام کافر مسلمانوں کے ہاتھ سے جنگ بدر میں برسی طرح مارے گئے اور نہایت
ذلت کے ساتھ گڑھے میں پھینکے گئے۔

غرض کہ ادھر تو قریشی آنحضرت کی دشمنی پر تلے ہوئے تھے اور ہر دم کمر بستہ تیار رہتے تھے
مگر یہاں جو خیال تھا وہ صرف یہ تھا کہ کسی طرح قوم کی اصلاح ہو ان کی یہ وحشت اور
کفر دور ہو جاوے اور بہت پرستی کی رسم چھوٹ جاوے۔ خیال کرنے کے بعد یہ ترکیب
نکالی کہ سوداگروں اور مسافروں کو راستہ میں روک روک کر دعوت اسلام کرنی چاہئے۔

[illegible]

منہجہ کمالیہ : باب اول : فی التعلیم و التدریس

جیسا کہ مکہ میں دیکھ کر آئے ہیں اُسکے الفاظ میں وہ اثر ہے جو کشتی جنس کی زبانی نہیں سنے گئے۔ چاہے ہم اپنی ہسٹ دہرمی اور بے ایمانی سے اُسکی باتوں کو قبول نہ کریں۔ ذرہ در حقیقت وہ جو کچھ کہتا ہے سب سچ ہے اُس میں کوئی بڑی زبردست قوت موجود ہے جو ایسے لفظ ادا کرتی ہے ورنہ ہمارا ہمارا کام نہیں۔

ادھر تو مسافروں نے اپنے اپنے وطن پہنچ کر یہ کہنا شروع کیا اور ادھر ابوطالب قریشیوں کی اس دشمنی کو جانچ کر ہوشیار ہوئے اگرچہ ابوطالب نے آنحضرتؐ کا مذہب قبول نہ کیا تھا مگر وہ نہیں چاہتے تھے کہ کوئی میرے بھتیجے کی طرف نگاہ بھر کر دیکھے گا اگر کچھ خیال تھا تو صرف اپنی قوم کے دنگہ فساد کرنے کا خیال تھا اس لئے انہوں نے آنحضرتؐ صلعم سے کہا کہ قریشیوں کی آپ سے صرف دشمنی ضرور میری خرابی لا دینگے اور پھر میں تمہاری سرپرستی نہ کر سکوں گا لہذا اپنے اس نئے دین کی اشاعت نہ کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ چاند اور سورج کو میرے باتوں پر رکھ دیں میں جب بھی خدا کے حکم کے خلاف ذرہ بہر نہ کروں گا۔

اور ادھر قریشیوں سے جا کر کہا کہ اگر کسی نے مجھ صلعم سے بجز زبانی باتوں کے کچھ بھی دست درازی کی تو یاد رکھنا کہ اسی میدان میں سیکڑوں لاشیں خاک میں ملاؤں گا۔ اسی عرصہ میں ایک رقعہ منشیہ میری سردار کا قریشیوں کے نام پہنچا جس میں یہ لکھا تھا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس نئے نبی کی نسبت میں معتبر طور سے بہت کچھ سنا ہے اُس کے ساتھ بچا۔ اس کے کہ تم اُسکی سچی باتوں پر یقین کرو اور ہر طرح سے اُسکے ساتھ اور اُسکی کوششوں میں مدد دینا اپنا فخر سمجھو اُس کی سخت مخالفت پر مکر باندھے ہوئے ہو کیا تم کو خبر نہیں ہے کہ پیشتر بہت نبی مبعوث ہوئے جنہوں نے قوم کو راہ راست پر لانے کی

نرم مزاجی اور فصاحت اور مزاج کی برداشت نے اُنکے قصہ کے بڑھتے ہوئے شخصوں کو ایک دم میں سرگرداں اور وہ نہایت خفیف ہو کر چلے گئے۔

کفار عرب میں ایک اور ذاتی عیب یہ بھی تھا کہ وہ اپنے آپ کو جہاں دنیا سے حسب نسب شرافت بہادری جرات مالداری وغیرہ وغیرہ میں لیکتا اور انتخاب شدہ سمجھتے تھے اور اُن میں خودی کا نقارہ بڑی آواز سے گونج رہا تھا پس ایسے موقع پر ظاہر ہے کہ جو شخص اُنکے خیالات کو باطل ٹھرائے اور اُنکے باپ دادا کو بُرا اور اُنکے معبودوں کو محض ایک مٹی کا ڈھیر بتائے تو وہ جماعت کس قدر اُس کی دشمنی پر آمادہ ہوگی اور کیوں نہ اُسکی جان لینے کی خواہاں ہوگی وہ جانتے تھے کہ جس قدر اعلیٰ ترین صفیتیں کہ انسانی فطرت کو لازم ہو سکتی ہیں وہ سب ہم میں موجود ہیں۔ دو لختہ غریب کو نظر حقارت سے دیکھتا تھا اور مالک اپنے محکوم پر تحقیر آمیز نگاہیں ڈالتا تھا۔ مگر وہاں اپنے خیال اور عادات کے خلاف یہ آواز مچھڑ صلعم سے سُنی کہ خدا کے نزدیک سب برابر ہیں اگر فرق ہے تو صرف اپنے اعمال کا حقوق سب کے یکساں ہیں یہ سنکر انہوں نے علاوہ اپنی روزی جاتی دیکھ کر اپنی آبائی عزت کو بھی خاک میں ملتے پایا اور اب قریش کے ہر گروہ نے اپنی اپنی ہر جماعت کو علیحدہ کیا اور نئے دین کی مخالفت یہ رٹ پڑے اور حملہ آوری کا سلسلہ سوچا اور اپنی جماعت میں ایک دوسرے سے قسم کھا کر عداوت قائم کیا کہ ہم محمد صام کی مخالفت میں ہرگز کوتاہی نہ کریں گے اور جب تک اس کی جان نہ کو دیں گے ہرگز اطمینان سے نہ بیٹھیں گے یہ داہی فہم جس قدر مضبوط تھیں اُسی قدر خوفناک تھیں اور وہ اپنے ارادوں میں ایسے مضبوط تھے کہ آسمان بجاوے مگر اپنے وعدے سے ٹلنا سخت عیب تھا۔

اس تین سال کے کشمکش زمانہ میں اہل اسلام کی تعداد اُنٹالیس تک پہنچی ان میں اکثر

مکتبہ اسلامیہ
لاہور

- اے میرے عزیز

[illegible]

حذ کلین کا باعث تھا پہر اُسپر فاقہ اور دن بھر گرم دھوپ کا پڑنا جسمانی اور دماغی کس درجہ کی خوفناک تکالیف تھیں صرف ان مظلوموں کا سوا سے آئندہ آخرت کی بشارت کے اور کوئی اطمینان دینے والا نہ تھا ان غلاموں پر یہی وہ اپنے دین سے دست بردار نہ ہوتے ان قابل رحم شخصیتوں پر آنحضرت کی یاس آمیز نظریں خاموشی سے پڑتی تھیں اور آپ ملاحظہ فرماتے تھے کہ میرے معتقد کس آفت میں مبتلا ہیں اور کیسے کیسے ظلم اُن پر ہو رہا ہے میں میرے وعظ کی تاثیر اب تک اُنکے دلوں پر باقی ہے اس خیال سے تو آپ کس قہر و مطمئن ہوتے تھے لیکن اُن کی یہ کیفیت دیکھی نہ جاتی تھی ان مظلوموں میں سے چند شہید بھی ہوئے جنہوں نے اپنی پیاری جانیں دیں حق پر قدا کر دیں۔ یہ صرف سچے دین کا اثر تھا جس نے ان کو مر کر بھی سرخ رو کیا ایک روز مرنا تو ضرور ہی تھا مگر جو حالت کفر پر مرے انہوں نے اپنی سکونت جہنم میں اختیار کی اور مشرندگی اٹھائی۔ شروع میں جو تکلیف کہ اہل اسلام کو اٹھانی پڑی اگر اسکا عشر عشر بھی آجکل کے مسلمانوں پر پیش ہو جاوے تو ایک بھی اسکا تحمل نہوگا تو پھر کیا ہم اور ہماری مسلمان۔ پہر یہی مثل صادق آتی ہے کہ مسلماناں درگور و مسلماناں در کتاب۔

جب مسلمانوں کے ساتھ کفار مکہ کا ظلم زیادہ بڑھا اور اسکا کچھ چارہ نہوا تو چار بیخبر نے اُنکی جان اور ایمان قائم رکھنے کے لئے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم دیا۔ حبشہ جسکو انگریزی میں ابلی سینا کہتے ہیں ہجرت کے واسطے منتخب کیا گیا اول اول بارہ مرد اور چار عورتیں جملہ مولاہ شخص مکہ سے چپکے باہر گئے بند گاہ شعیبہ تک پایادہ گئے اور وہاں سے جہاز میں بیٹھے کہ حبشہ کے ساحل پر اُترے حبشہ میں اُسوقت عیسائی بادشاہ

پر نئے نئے خدا واسے کے الزام لگائے اور سب سے بڑا جرم یہ قائم کیا کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کا قدیمی مذہب چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا دین اختیار کیا ہے۔

یہ لوگ جیشہ پہنچے اور تحفہ تحائف جو ہمراہ لائے تھے شاہ جیشہ اور اراکین سلطنت کی نذر گذر کر قریشیوں کا پیغام دیا شاہ سنجاشی نے ہر دو فریق یعنی مہاجرین اور دکھار مکہ کو بلا دیا تاکہ ہر دو فریق کی گفتگو ایک دوسرے کے درود سنی جاوے کفار مکہ جب دربار میں آئے تو شاہ جیشہ کو سجدہ کیا اور بعدہ باادب ایک گوشہ میں جا بیٹھے اہل اسلام بھی آئے انہوں نے صرت سلام کیا اور سجدہ نہ کیا شاہ سنجاشی کے ندیموں نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم نے بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا جعفر طیار جو سب مسلمانوں کے پیشوا تھے اور جن میں اسلامی لب لباب بہرا ہوا تھا اور عبارت قرآن پر حاوی تھے آگے بڑھے اور کہا ہم مخلوق کو سجدہ نہیں کرتے یہ تعلیم کچھ ہمارے پیغمبر نے دی ہے۔ اس کہنے سے شاہ سنجاشی کے دل میں مسلمانوں کی وقعت زیادہ ہوئی اور کہا کہ تمہارے ہموطن تم پر جو جرم عائد کرتے ہیں وہ صحیح ہیں یا غلط۔ جس مذہب کے آگے تم نے اپنا سابق دین چھوڑ دیا اور یہود اور نصاریٰ کے مذہب پر بھی تم قائم نہیں ہو تو پھر آخر تمہارا دین کیا ہے۔ جعفر طیار نے جواب دیا کہ خداوند تعالیٰ جسے تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے اور جس کے قبضہ میں سب کی جان ہے اُسے اپنا ایک رسول ہمارے پاس بھیجا ہے جسکے کہنے سے ہم نے اپنا قدیم مذہب بالکل ترک کر دیا ہے اب ہم سب اُسی دین پر قائم ہیں کیونکہ وہ ہمارے کام کی ترغیب دیتا ہے اور بُرے کاموں سے روکتا ہے۔ ہمارے نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ صدقہ وغیرہ دغیرہ نیک کاموں کی تعلیم دی گئی ہے۔ تاکہ ہم راست گو۔ ایماندار اور رحم دل ہو جاویں اور ہمیں حکم دیا ہے کہ برائیوں سے ہمالگیں اور خبیثات اور شرارت سے بچیں۔ ہم اُسے سچا

[illegible]

ਗੁਰੂ ਗ੍ਰੰਥ ਸਾਹਿਬ ਜੀ

শ্রীকৃষ্ণ-
 ১০

[illegible][illegible]

کہ خداوند برتر نے ہمارے ہی میں سے ایک پیغمبر بھیجا جسکی شرافت - نسب - راستبازی
 ایمانداری - پاکدامنی سے ہم خوب واقف ہیں اُس نے ہمارے خدا کی طرف مخاطب کیا تاکہ ہم اُسی
 ایک خدا کو خدائے واحد جانیں اور اُسی کی عبادت کریں پھر کے تراشے ہوئے بتوں کو
 چوڑ دیں اور کسی چیز کو ذات اور صفات اور استحقاق عبادت میں شریک نہ کریں دن
 میں پانچ وقت نماز پڑھیں اور ایک سال کے بعد اپنے بقیہ مال کا چالیسواں حصہ خیرات
 دیں اور ماہ رمضان میں بیماری اور سفر کی حالت کے سوا ربزہ رکھنے کے واسطے اُس نے
 فرض جاننے کی تاکید کی ہر ایک ایک کر کے حضرت جعفر طیارؑ نے تمام ضروری احکام
 اُسکے سامنے بیان کئے اور کہا اُس پیغمبر نے ہمارے بچ بولنے اور امانت کو اُسکے مالک کے
 پاس بھروسہ پہنچانے اور عزیزوں سے اعانت اور مروت کرنے اور ہمسایوں سے نیکی سے
 پیش آتے اور بُرے اور حرام کاموں اور خون سے بچنے کا حکم دیا اور بدکاریوں اور جوہنی
 گواہی دینے اور یتیم بچوں کا مال کھالینے اور پاکدامن عورتوں پر اتمام نگاہ سے منع کیا
 نہنے اُسکو سچا جانا اور جو احکام اُس نے خدا کی طرف سے پہنچائے اُن سب کی پیروی اختیار
 کی اب ہم صرف ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور کسی چیز کو کسی بات میں ہی خدا کا
 شریک نہیں ٹھہرتے ہیں۔ اور جو چیز خدا نے ہم پر حرام کر دی ہے اُسکو حرام اور جو حلال
 کر دی اُسکو حلال سمجھتے ہیں اس بات پر ہماری قوم ہم سے مخالفت کرنے لگی ہے اور ہمارے
 اس ایسے سچے دین سے پرانا چاہتی ہے تاکہ ہم خدا کو چوڑ کر پھر اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے
 بتوں کو پوجے لگیں اور جن بُری باتوں کو ہم جیسا سمجھتے تھے پھر بدتور دیسے ہی سمجھنے لگیں
 جب انہوں نے ہمارے تنگ کیا تو ہم نے وہ زمین ہی چھوڑ دی اور تنگکو بہ نسبت اور بادشاہوں
 کے اچھا سمجھ کر پھر سے ملک میں چلے آئے اور یہاں تک کہ کے تیرے سامنے کوئی ہم پر

[illegible]

اٹھاتے ہوں اور عبادت کی جگہ نجاست اور نیز گائے رکسے جاتے ہوں مجھے صلحہ کا اپنے
مستقل ارادوں پر جسے رہنا اپنی تنہائی کا خیال نہ کرنا بلکہ اللہ کی بھلائی چاہنا ایسی
نازک حالت میں اپنے معتقدوں کو امن کی جگہ روانہ کرنا اور آپ اپنی جگہ پر اسی استقلال
سے جسے رہنا اسی نفس پاک کا کام کفار و فیش کو جب اپنے تدابیر میں کچھ کامیابی نہوئی
تو انہوں نے پھر کبیٹی کی اور یہ امر قرار پایا کہ قوم کے سامنے محمدؐ کو بلوایا جائے اور ہر قسم کا لالچ
دیا جائے چنانچہ انہوں نے نبی صلعم کو کہلا بھیجا کہ آپ فوراً تشریف لائے خانہ کعبہ میں
بہت سردار قوم جمع ہیں اور آپ کے منتظر ہیں حضور صلعم کو اُنکے ایمان لانیکے بہت
خوشی تھی آپ وہاں تشریف لیگئے۔ اور گفتگو اس طرح شروع ہوئی اے محمدؐ تم کو یہاں
اس لئے بلایا ہے کہ صفائی کی بات چیت کی جائے کیونکہ تم نے قوم پر بہت کچھ مشکلات ڈالی
ہیں اس سے اگر تمہارا مطلب رد ہو کر نیکو ہے۔ تو تم کو جس سے زیادہ دہار بنا سکتے ہیں۔
اگر سلطنت کے طالب ہو تو ہم تم کو اپنا سردار تسلیم کرتے ہیں۔ اگر تم کو دماغی خلل ہے
یا تم پر کسی جن کا سایہ ہے تو بذریعہ عملیات علاج کر سکتے ہیں اب بتاؤ کیا چاہتے ہو۔
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ان باتوں میں سے کوئی بھی بات میری حالت کے مطابق نہیں اصل
بات یہ ہے کہ خدا نے مجھ کو پیغمبر رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر کتاب اتاری ہے۔ میں اپنے رب
کے پیغام کو تم تک پہنچاتا ہوں اگر تم میری تعلیم کو قبول کرو گے تو وہ تمہارا دین اور دنیا کا سرمایہ
ہوگا اگر رد کرو گے تو میں انتظار کروں گا یا شک کہ تمہارا تمہارا خداوند تعالیٰ کوئی تصفیہ
کرے۔

پھر سردار ان قریش نے کہا کہ اگر تم ان باتوں کو نہیں مانتے اور اپنے کو رسولؐ بناتے ہو تو
ہماری آسانی کے لئے اپنے خدا سے کہو کہ وہ یہاں سے پہاڑوں کو ہٹا دے اور عراق

حضرت حمزہ کا مسلمان ہونا

سلسلہ نبوت مطابق ۶۱۵ء

نبوت کی چھٹی سال کا ذکر ہے کہ ایک دن بنی سلم کوہ صفار بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ابو جہل آگیا۔ پہلے تو اسے بُرا بھلا کہا اور پھر گالیاں دینے لگا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا اور خاموش مسکتے رہے تو اس نے ایک پتھر کینچ مارا جو حضور کے مبارک پر لگا اور خون بہنے لگا۔ پھر وہاں سے چل دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت معنوم تھے۔ حمزہ عم رسول ص جو نہایت جری اور جنگجو تھے مکان پر موجود تھے شکار کیلئے باہر گئے ہوئے تھے جب وہ شکار سے واپس گھر آ رہے تھے تو راستہ میں ابو جہل کی بوڈی ملی جس نے تمام سرگزشت ابو جہل کی کہ اسطرح اُس نے گالیاں دیں اور مارا اور آنحضرت نے صبر کیا بالتفصیل بیان کی حمزہ علاوہ چچا ہوئے آنحضرت کے براہِ رِضا ہی تھے اور آپ سے بہت انس رکھتے تھے اس خبر نے انکو سخت مشتعل کر دیا اور غصہ میں بہر کر کمان کدے پر رکھے ہوئے سیدھے ابو جہل کے پاس پہنچے اور پہنچ کر دفعتاً ایک کمان ابو جہل کے سر پر ایسی ماری کہ سر پٹ گیا اور غصہ میں بہر کر یاد از بلند کہا کہ تو نہیں جانتا کہ میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں۔ حمزہ ایسے پہلوان سے بھلا وہ کیا بول سکتا تھا۔ مار کما کر چپکا ہو رہا اور پھر حضرت حمزہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ بھتیجے یسکر تم بہت خوش ہو گے کہ میں نے ابو جہل سے تمہارا بدلہ لے لیا آپ نے فرمایا کہ میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا بلکہ جب تم بتوں کو توڑ کر مسلمان ہو جاؤ گے اسوقت خوش ہوؤ گا یسکر حمزہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

ان سبہوں نے ملکر کہا کہ ہم سب آپ کی عمر اور آپ کے درجہ کی عزت کرتے ہیں مگر ہمارا یہ عزت کرنا تمہارے ساتھ صرف محدود زمانہ تک ہے جہاں تک جسے صبر ہو سکا کیا اب ہم سے صبر نہیں ہو سکتا اور اب ہم اپنے معبودوں اور دیہیوں کی اور اپنے باپ دادا کی برائی تمہارے نتیجے محمد کی زبان سے سننا نہیں چاہتے یا تمہارا ہی ارادہ اُسی کے ساتھ شرکت کرنے کا ہے اب ہم چہ تن جنگ کرنے کو آمادہ ہیں اور اپنی تلواروں کو زیادہ عرصہ تک نیام میں نہیں رکھ سکتے جب تک کہ ایک گروہ ہم میں سے نیست و نابود نہ ہو جائے بہتر یہ ہو گا کہ تم محمد کو ہمارے سپرد کر دو تاکہ ہم اُس سے اپنا بدلہ لیں اور یہ کہ گروہ سب کے سب چلے گئے اب ایسی حالت میں ابوطالب کو سخت پریشانی تھی کیونکہ یہ تو وہ قوم کے خلاف جنگ کر سکتے ہیں اور نہ اپنے ایسے نتیجے کو ظالموں کے سپرد کر سکتے ہیں ناچار ابوطالب نے محمد صلعم کو بلوایا اور قریشیوں کے ان ارادوں سے آگاہ کیا اور نہایت منت اور دلی آواز سے کہا کہ اے محمد! ہم کو قریش سے رٹنے کی طاقت نہیں ہے اپنی جان کا خیال کرو اور اہل اہلی حکم کے بتوں کو بُرا نہ کہو کہ اب مناسب اور مصلحت وقت بھی یہ ہے کہ تم اپنے غلط سے باز آؤ۔

محمد صلعم نے جب اپنے چچا ابوطالب کی گفتگو سنی تو خیال کیا کہ ابوطالب میری حمایت سے دست بردار ہوتے ہیں۔ کیونکہ ابوطالب کی تقریر کا منشا ہی یہ پایا جاتا تھا محمد صلعم نے اس کا کچھ پردہ نہ کی اور آپ کا بلند ارادہ کچھ بھی پست نہ ہوا اور نہایت عالی ہستی اسے آپ صلیہ وسلم نے اپنے چچا سے فرمایا کہ اے چچا اگر وہ آفتاب کو میرے دہانے تختہ پر اور آفتاب کو بائیں ہاتھ پر بھی لکھ دیں جب بھی میں اپنی تقریر بند نہ کروں گا اور میں کسی طرح اُس سے باز نہ آؤں گا جسکے واسطے میں مبعوث کیا گیا ہوں اور جب تک خدا کا نور

کام کے واسطے آمادہ ہوا ہے کافی ہے جو بغیر فتحمدی ہرگز واپس نہ آویگا۔

یہ کلمہ عمرؓ نے تلوار ہاتھ میں لی اور سیدہ ہے محمدؐ صلعم کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ رہتے
 میں سعد بن ابی وقاص سے ملاقات ہوئی۔ سعد بن ابی وقاص
 نے پوچھا کہ اے عمرؓ اس طرح کہاں جاتے ہو عمرؓ نے جواب دیا کہ ذرا محمدؐ کو قتل کرنے جاتا ہوں
 کیونکہ میرا ارادہ ہے کہ قریش کی معیشت کو اور اُن کی بیسیوں تدبیر و نکو آج سہل کر دوں
 سعد نے کہا کہ تم بنی ہاشم کے انتقام سے نہیں ڈرتے ہو اور کیا نہیں سمجھتے ہو کہ
 محمدؐ کو قتل کرنا کچھ آسان نہیں ہے محمدؐ کا قتل ایک غضب عرب میں برپا کر دے گا۔
 عمرؓ نے کہا کہ مجھے کسی کی پروا نہیں ہے جب تک میرے ہاتھ میں شمشیر ہیں کسی
 کا خوف نہیں کرتا پھر عمرؓ نے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ شاید تو بھی انہیں کا حمایتی ہے اس
 سے بہتر ہے کہ تجھی کو پہلے قتل کر لوں سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ تو مجھے اور
 محمدؐ کو تو پیچھے قتل کجیو پہلے اپنی بہن کی توجا کر خیر لے کہ وہ بھی تو مسلمان ہو گئی ہے اولیٰ
 اُسے قتل کر آپہنچو کجیو یسکر عمرؓ نے پوچھا کہ ان ہونے کا ثبوت ہی کیا ہے سعد
 نے جواب دیا کہ تمہارے ہاتھ کا ذبیحہ اگر مسلمان ہے تو نہ کہائیگی عمرؓ یہ سنکر غصہ میں لال
 ہو گئے اور اپنے گہر کی طرف لوٹ پڑے جب گہر پر آئے تو دروازہ بند پایا چیخ کر آواز دی کہ
 کہ دروازہ جلد کھولو گہر میں اسوقت حضرت خبابؓ صبا کی عمرؓ کی بہن اور اُن کے شوہر
 سعید بن زید کو جو کہ عشرہ مبشرہ سے ہوئے ہیں سوڑا طہ جو ایک کاغذ پر لکھی ہوئی
 تھی یاد کر رہے تھے جب عمرؓ کی آواز سنی تو خبابؓ ایک گوشہ میں چپکے ہمیشہ عمرؓ کے کواڑ کھولتے
 دریافت کیا کہ تم کیا کر رہے تھے اُن کی بہن نے کہا کہ ہم لوگ صرٹ باتیں کر رہے ہیں۔
 چونکہ عمرؓ کو اول تو آزمائش منظور تھی فوراً ایک بکری ذبح کی اور پکا کر دعوت کی اُنہوں نے

[illegible]

وہ کفار سے کنارے رہتے تھے اور کفار کی بے ادبی کا خوف ہر دم نگہ رہتا تھا تاہم کعبہ میں پڑھ ہی چکے تھے۔
 بڑے افسوس کی بات ہے کہ کفار تو اپنا جو ٹانہ ہب نہ چپائیں اور مسلمان اپنا دین حق چپاتے ہیں یہ نامناسب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی خوشی سے منظور کیا اور حضرت حمزہ علیہ السلام کو بلا کر اور بہت سے اصحاب کے ساتھ خانہ کعبہ کی طرف چلے وہاں کفار مشتعل تھے کہ اب کوئی دم جاتا ہے کہ عمرؓ کو حجلہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر کاٹے لانا ہوا دکھائی دیکھا اور ہر دیکھا تو یہ دیکھا کہ آنحضرت کے ساتھ وہ چلے آتے ہیں اور کعبہ میں نماز پڑھنا چاہتے ہیں یہ دیکھ کر کفار کو سخت حیرت ہوئی اور نہایت خوف غالب ہوا اور کہا کہ یہ چند آدمی تو ہیں آؤ ایک دل ہو کر حملہ کر کے کیوں نہ انکو مار ڈالیں تاکہ جگہ اہی جاتا رہے مگر وہ کب نفع پاسکتے تھے توڑے ہی مقابلہ کے بعد ہٹا ہو کر گرتے پڑتے بہاگ گئے اور اسوقت دو رکعت نماز جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ میں پڑھ ہی گئی اور اسوقت یہ آیت کریمہ یا ایھا النبی حسبک اللہ و من ابتغاک من المومنین نازل ہوئی۔

عمرؓ کے مسلمان ہونے نے بہت کچھ مسلمانوں کی ڈھارس بند ہوادی اور بہت کچھ اہل اسلام کی کمر ہمت مضبوط کردی اور اب یہ ارادہ کر لیا کہ اب ہم عوام میں بخوبی وعظا اور دین حق کی اشاعت کریں گے گو تریشیوں کا بہت بڑا مددگار عمرؓ مسلمان ہو گیا تھا مگر پہر ہی وہ جنگ کر نیکو طیار تھے عمرؓ کے مسلمان ہونے نے شوڑی بہت اسلامی کشش اور اثر تو ضرور اُنکے دل میں پیدا کیا ہو گا مگر پہر ہی اُن کی اندرونی حسد کچھ کم نہ ہوئی۔

ہیں اور عہد نامہ مرتب کیا گیا کہ جب تک اہل شعب محمد صلعم کو قتل کے لئے ناپاکی
 مکہ کے سپرد نہ کریں گے جب تک ان کے ساتھ یہی برتاؤ رکھا جائیگا اور یہ عہد نامہ در کعبہ پر آویزاں
 کیا گیا اور اسکی نفل ابو جہل کے خانہ ام اخطاس کی محافظت میں رکھی گئی۔

اس حصار سے جو کوئی نکلتا تھا تو لوگ مار تے اور برا بھلا کہتے تھے۔ اور یہاں تک اس دشمنی
 نے بجاؤڑ کیا کہ انکو کوئی چیز بھی بازار سے نہیں مل سکتی تھی جس قدر کہ غلہ وغیرہ وہ اپنے
 ہمراہ لے گئے تھے بس وہی ان کے پاس رہا اس کے علاوہ ایک دانہ بھی وہ خرید نہ سکے حتی کہ
 زمانہ حج میں بھی شعب سے باہر نہ نکلنے دیتے تھے۔ چونکہ انسان کا کام ایک دوسرے
 کی مدد سے چلتا ہے مگر وہاں امداد نہ پہنچنے سے باشندہ شعب سخت مصیبت میں گرفتار
 ہوئے۔ اور روحانی اور جسمانی تکالیف کے علاوہ رزق کی تنگی بھی شروع ہو گئی کیونکہ جقدر
 غلہ وہ اپنے ہمراہ لائے تھے اب ختم ہو چکا۔ اگر کوئی مانتے کہ نہ والا کوئی چیز چاہا کر بھیجتا اور
 اس کی خبر ہو جاتی تو وہ بھی قریب قریب برادری سے خارج سمجھا جاتا اور عہد شکن مشہور ہوتا اس طرح
 اہل شعب کی حالت روز بروز گرنے لگی ان کے بال بچے جب بہک سے شور مچاتے
 تو پڑوسیوں کی نیند حرام ہو جاتی اور آواز گھاٹی کے باہر جاتی۔ یہ حالت پورے تین سال
 تک رہی۔

محمد صلعم ان کے پیچ میں موجود تھے اور قریش برابر حصار کئے ہوئے تھے اور وہ لوگ
 اسلام میں اسقدر پختہ تھے کہ وہ اسی طرح رہ کر فاقہ سے مر جاتے اگر انکے ہموطن انکی مدد نہ
 کرتے آخر کار فریسیوں کے چند سردار اپنی اس نامنصفی پر نثرائے سب سے پہلے حشام
 بن عمر بن حارث کے دل میں یہ خیال گذرا کہ ہم اور اسے بچے کھاتے پیتے ہیں اور

[illegible]

گناہی سے باہر نکلے اور مثل سابق مکہ میں رونق افروز ہوئے اور باہمی خرید و فروخت جاری ہو گئی اور مسلمان جس طرح پہلے رہتے تھے اسی طرح رہنے لگے اور آنحضرت صلم و عطا نصایح میں معروف ہوئے

اسی سال میں قدسیوں نے رومیوں پر فتح پائی تو اس خبر کو سنا کفار مکہ خوشی سے نہایت اچھلے کودے اور کہتے لگے کہ جس طرح اہل فارس نے رومیوں پر جو اہل کتاب تھے فتح پائی اسی طرح ہم لوگ بھی اہل کتاب مسلمانوں پر ہمیشہ غالب رہیں گے اسی وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی **المرغلبت مرحوم فاعلی الارض وہم من مابعد علیہم سيعقبون فی بضم منین** اس آیت کی پیشین گوئی نو برس بعد پوری ہوئی نو برس کی مدت کو بضع کہتے ہیں حدیث میں معلوم ہوا کہ رومیوں نے فارسیوں پر نو برس کے بعد فتح پائی۔

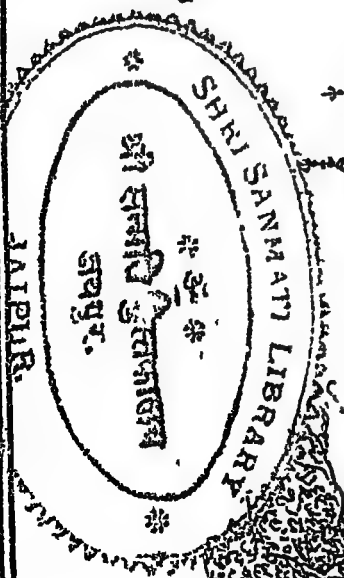
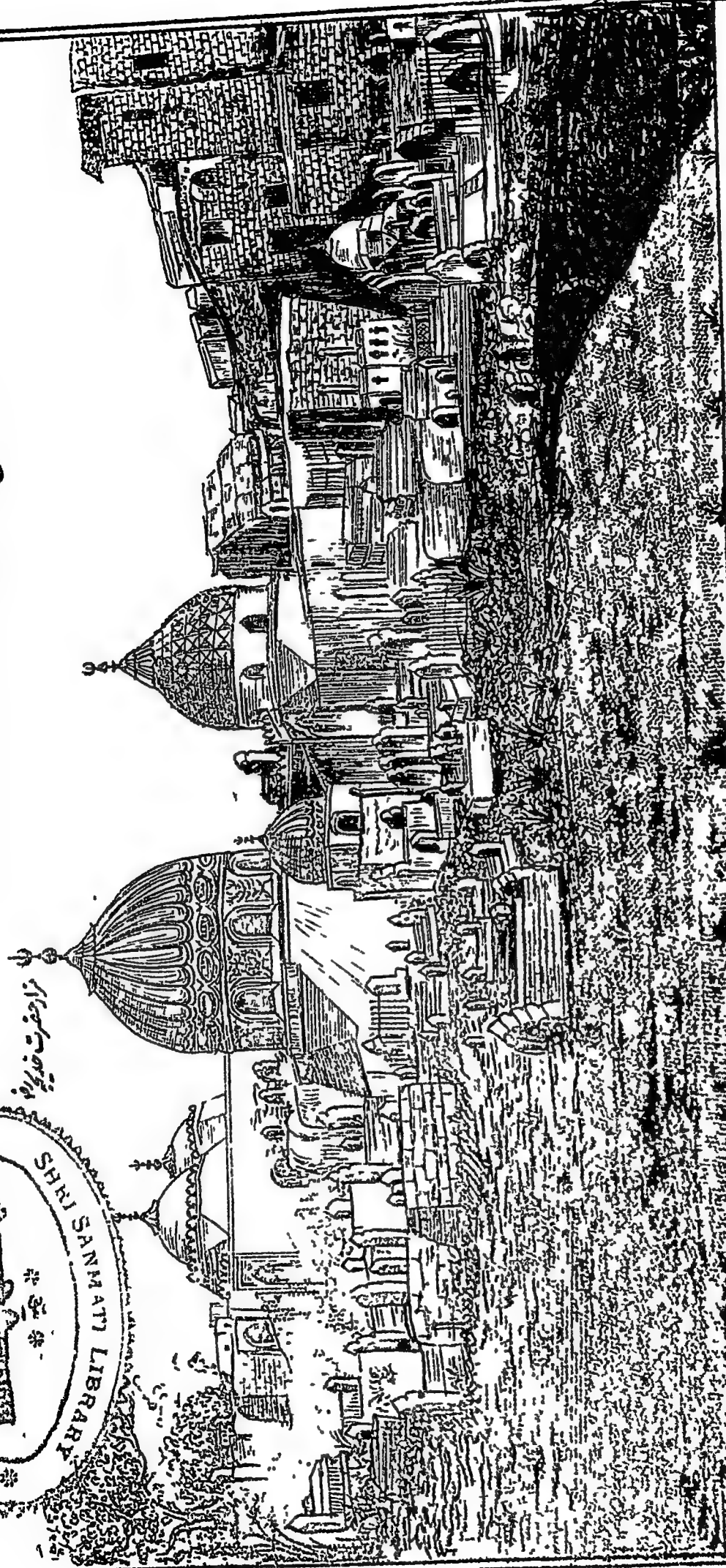
ابوطالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال

سلسلہ نبوت

اس سال کے بعد جو سال شروع ہوا وہ اسلام میں سال غم کے نام سے مشہور رہے کیونکہ ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا اسی ایک سال میں ایک دوسرے کے تین دن وقف سے انتقال ہوا۔ نبوت کے دسویں سال تک میں ابوطالب نے انتقال کیا کرتے وقت قریش اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے کہ اس وقت تو اپنے بیٹے سے جنت کے میوے نکلواؤ تاکہ یہ تکلیف رفع ہو۔ چونکہ علیل کی رائے بھی علیل ہوتی ہے ابوطالب نے فوراً آدمی بھیجا **محمد صلم** نے تو جواب جہلان باشد خوشی پر عمل کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے صاف کہہ دیا کہ جنت کے میوے کفار کی واسطے نہیں ہیں تو وہی دیر بعد

جنت المعلیٰ - میں مزار حضرت آمنہ و حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہما

مزار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا



یہ وسیع و بڑا شہر کوئٹہ کے قریب جانب شمال و مشرق درہ کوہ میں واقع ہے۔ اسکا اصلی اور ابتدائی نام معلیٰ اور مال ہے مگر لوگ اسوقت بھی اسکو اسی نام سے پکارتے ہیں مگر قریب میں سکانات جنت المعلیٰ شہر ہے۔ یہ وہ بڑا شہر ہے جس میں حضرت صدیق اکبر و والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کی مزار ہے جسکا گزند نہایت تباہی کا اور زلزلہ و غیرہ سے غریبہ ہے۔ یہی مزار ہے کہ عرب مصور کی زکوٰۃ و حلال خیال و زمین حضرت خدیجہ بری کا مقدس مزار ہے۔ اسکا تیرا اور مائیت خوبصورت طرح و شکل کے دیواروں پر نقش و نگار ہیں۔ اسے آگ سے محفوظ رکھنے کے لئے مزار کا بالکل انان باحقیقہ کی تعمیر نہ تمام ہو جو مزار حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کتب خانہ کی گلیاں ہیں جو کہ بزرگ کمال لائے۔ اسوقت انکا بھی مزار اسی حالت میں ہے۔ حدود صحابی و تابعین اور ائمہ و عارفین اور خواجہ گیارہ قبائل ہوں۔

کے بیچ میں نہایت قائم مزاجی سے جمارا۔ بلکہ سینہ سپر رہا اور اپنے پیارے بھتیجے پر آنیخ نہ آنے دی۔ یہ غم تو ابھی جا ہوا تھا کہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال نے اور بھی مغموم کر دیا جس کی وجہ سے آپ کو سخت صدمہ پہنچا آپ کو اکثر باتیں یاد آتی تھیں یعنی جس وقت کہ کوئی آپ پر ایسا نہ لایا تھا اور ایسی حالت میں کہ خود بھی اپنے پرستہ تھے وہ نیک صفات اور روشن دل بی بی نہایت صدق دل سے ایمان لے آئی اور ہر قسم کی ڈھارس دے دیکر آپ کو اپنی جگہ پر قائم رکھا اور اپنی تمام آخری عمر آنحضرت صلیم کی سچی محبت کرنے میں صرف کر دی۔

جب قریشی آنحضرت صلیم کو دق کرتے تو آنحضرتؐ ایسے موقع پر اکثر یاد کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایو طالب کے زمانہ میں قریش دبے رہتے تھے خیریتیت ازوی میں کسی کو چارہ نہیں خدا خود میری حمایت کریگا اگر تیرے راہ چلتے کفار قریش نے آنحضرتؐ پر کیڑ پھینکی آپ صلیم اسی طرح گھر آئے معصوم بیٹی فاطمہؓ اٹھیں آپ کا سر دھاتی جاتی اور روتی جاتی تھیں آپ صلیم نے فرمایا تم مت رو دو تیرے باپ کی حفاظت خدا خود کریگا۔ کفار ایسی ایسی بے ادبیاں اکثر کرتے تھے مگر آنحضرتؐ صبر اور تحمل سے کام لیتے اور دعا فرماتے کہ اے خدا! کفار قریش کو راہِ راست پر لاتا کہ تیرے کلام کی عزت کریں۔

چونکہ ابولہب کو کچھ تلوڑا بہت ایو طالب کا پاس تھا اور یہ واقعہ ہی تازہ تھا اس لئے ابولہب کو ان فضول اور ناو کفار کی بے ادبیوں پر غصہ آیا اور آنحضرتؐ کے پاس آکر کہا کہ اے محمدؐ تم جیسا جا ہو وعظ میں بیان کرو میں جب تک موجود ہوں تمہارے اوپر آنیخ نہ آئے دو ننگا کر یہ کلمے استقلال سے نہیں کہے گئے تھے صرف اسی وقت کے وسط

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰

حضرت محمد صلعم کا مفصل بیان میں اشاعت اسلام کرنا

سلسلہ نبوت مطابق ۶۱۹ء

ابولہب بھی جو تہوڑا بہت آنحضرت کا حمایتی ہوا تھا جب کنارہ کش ہوا اور کوئی محافظ اور سرپرست آنحضرت صلعم کا نہ رہا تو مکہ اب اس قابل نہ رہا کہ آپ وہاں قیام کرتے کیونکہ اول تو آپ کا قابل التعظیم محافظ اور حمایتی اور وفادار بی بی کا انتقال ہو گیا تھا اور دوسرے تویشی کفار کے ایمان نہ لانے نے اور یہی آپ کو باوہسی دی جس نے دل میں توحید کے پھیلانے کی امیدیں اور آرزوئیں بھری ہوئی تھیں ارادہ کیا کہ جب اہل مکہ نے حکم خدا سننے سے انکار کیا تو انکو اب ان ہی کے حال پر چوڑیئے اور دوسری جگہ دیں اسلام کی کوشش کریئے اس لئے آپ صلعم نے نواح مکہ میں دعوت اسلام کا ارادہ کیا اور اول آپ اپنے خادم زید بن حارثہ کے ساتھ قبیلہ بنی مکرہ میں تشریف لے گئے اور جب انکو بھی سنگدلی میں مثل قریشیوں کے پایا تو طائف اور مکہ کے درمیان جسدِ قبیلہ تھے ان سب کو توحید کا وعظ سناتے ہوئے پیادہ پا طائف بنو تھیف کے پاس تشریف لیگئے۔ زر خیز زمین سرسبز و شاداب پہاڑ ہونے کی وجہ سے یہاں کے باشندوں کے دماغ اہل مکہ سے کچھ زیادہ پائے۔ جب آپ نے دعوت اسلام شروع کی تو ایک بولا کہ میں کعبہ کے سامنے ڈاڑھی منڈا دوں اگر تو ائمہ کا رسول ہو۔ دوسرا بولا کیا خدا کو دوسرا شخص نہ ملا جو تجھ غریب کو رسول بنایا جسکے پاس نہ تو عمدہ پوشاک اور نہ چڑھنے کو سواری تیسرا بولا کہ مجھ کو تجھ سے بات ہی نہ کرنا چاہئے کیونکہ اگر تو درحقیقت خدا کا رسول ہے تو یہ بات میرے لئے خطرناک ہے اور اگر تو جھوٹ بولتا ہے تو مجھ کو تجھ سے بات کرنا میری شان کے

[illegible]

عداس کو اسکے آقائے خوب ڈانٹا کہ خبردار اپنا مذہب چھوڑ کر اس کا مت اختیار کر لیجیو تیرا
مذہب اُس سے اچھا ہے اسی جگہ ایک دن وعظ فرماتے رہے تھے کہ لوگوں نے اس قدر
پتھر مارے کہ آپ زخمی ہو کر بیہوش ہو گئے زید اپنی پیٹھی پر ڈال کر لے گیا۔ اور جب پانی کے
چینٹے دئے تو آدھ گھنٹے بعد ہوش آیا۔

اس سفر میں سخت تکلیفیں اٹھانیکے بعد ایک ہی سماں ہوا تو آپ کو نہایت صدمہ ہوا اور
درگاہ رب العزت میں دعا مانگی ۵

طائف سے آنحضرتؐ نے واپس ہوتے وقت فرمایا کہ میں انکے لئے کیوں بددعا کروں
اگر یہ ایمان نہیں لائے تو ان کی آئندہ نسلیں ضرور مسلمان ہوں گی۔ ۵

وہاں سے آپ صلعم نے پھر مکہ کا قصد کیا اور کوہ حرا پر قیام فرما کر مکیوں کے پاس پیغام
بھیجا مگر کسی نے آپ صلعم کو اپنی حفاظت میں لینے کی حامی نہ بھری۔ آخر کار معطم بن عدی
راضی ہوا اور آنحضرتؐ کو کوہ حرا سے اپنے ہمراہ گھر لایا۔ لوگوں نے پوچھا کہ تم کو محمدؐ سے
کیا واسطہ ہے اس پر معطم نے جواب دیا کہ مجھے واسطہ تو کچھ نہیں صرف محمدؐ صلعم کا حمایتی
ہوں اسکے تمام گہروالے آنحضرتؐ صلعم کی اطاعت کرتے تھے۔ جب کفار نے محمدؐ صلعم کا
حمایتی دیکھا تو پھر کچھ دب گئے۔

اب آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مختلف قبیلوں کے قیام گاہ پر آپ چلے جاتے اور سلام
کا وعظ فرماتے ایک مرتبہ قبیلہ بنو کنذہ کے سردار حبکا نام طبع تھا پہنچے اور مختصر وعظ
کے بعد قبیلہ بنو عبد اللہ کے پاس تشریف لگے اور انکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا
کہ تمہارے باپ کا نام عبد اللہ تھا تم لوگ بھی اسم با مسمیٰ بن جاؤ وہاں سے قبیلہ

کی طرف سے معاہدہ کرنے کما آئے تھے۔ آنحضرتؐ انکے پاس گئے اور فرمایا کہ میرے پاس ایسی چیز ہے جو تم سب لوگوں کے واسطے مفید ہے وہ بولے وہ کیا چیز ہے آپ صلعم نے فرمایا کہ میں خدا کا رسول ہوں اور مجھ پر خدا کی کتاب نازل ہوتی ہے اسکے بعد اسلام کے اصل اصول بیان کئے ایسا میں نے اپنے ہمراہیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارے لئے اُس مقصد سے جسکے لئے تم آئے ہو یہ اصول کہیں زیادہ عمدہ ہیں۔

انس نے کنکریاں مٹھی میں لیکر ایسا کے سنسے پر ماریں۔ مگر ایسا مسلمان ہو گیا اور بخند و زبجد اُسکا انتقال ہو گیا اور مرتے دم بھی اُسکی زبان سے توحید کے کلمے جاری تھے

کچھ عرصہ بعد ضحاک ازومی جو یمن کا باشندہ تھا مکہ میں آیا یہ عرب کا مشہور جادوگر تھا جب اسے محمد صلعم کا حال سنا تو فریض سے کہا کہ میں محمدؐ کا علاج اپنے جادو سے کر سکتا ہوں اور اُسکا جن اُٹا کر سکتا ہوں۔ اور پھر نبی صلعم کی خدمت میں آیا اور کہا ذرا میرے پاس آؤ تمکو اپنا جادو سناؤں رسول کریمؐ نے فرمایا پہلے تو میرا کلام سن لے اور فرمایا (ترجمہ آیت) سب تعریف اللہ کے لئے ہے ہم اُسکی نعمتوں کا شکر کرتے اور ہر کام میں اُسکی مدد چاہتے ہیں جسکو خدا اپنا راستہ دکھانا ہے اُسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسکو خدا چاہے اُسکی کوئی رہبری نہیں کر سکتا الخ

ضحاک و سنکر بولا پھر اسکو سنا دیا آپؐ نے دو تین مرتبہ سنا یا اور بولا میں نے بہت کاہن ساحر اور شاعر دیکھے مگر ایسا کلام کسی کی زبانی نہ سنا اور بولا اے مجھ پر اپنا ماتہ بڑاؤ کہ میں اسلام کی بیعت کروں اور صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔

کے سادہ الفاظ کے آگے پانی بہرتے ہیں جن کا مطلب یہ ہے تعریف اسی کے واسطے جو شب کو اپنے بندہ کو ایک معبد سے دوسرے معبد کو لے گیا جو بہت دور ہے۔ پھر خداوند تعالیٰ فرماتا ہے یاد کر ہم نے تجھے کہا تھا یقیناً تیرا ایک مخلوق کا محیط ہے اگر نظر متقن دیکھا جائے تو صاف معلوم ہو جاوے گا کہ یہ واقعہ معراج خدا کی قدرت کے سامنے کچھ زیادہ دقیق نہیں ہے جبکہ آجکل یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بے انتہا اجرام فلکی کے ہماری ہماری جسم خلا میں پھیرے ہوئے ہیں اور برابر گردش کرتے ہیں۔ تو وہ ایک نہایت صغیر انسانی جسم کو بھی غلامیں لیجانے کی قوت رکھتا ہے جبکہ انسان نائٹروجن کی طاقت سے ہوائی جہاز میں اڑ سکتا ہے تو قادر مطلق بھی بسواری براق چو لفظ برق (بجلی سے مشتق ہے) آسمان کی سیر کر سکتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ معراج کی نسبت مسلمانوں کے دو خیال ہیں ایک گروہ روحانی معراج کا نائل ہے اور دوسرا گروہ جسمانی معراج کا بڑے علما جسمانی معراج کی طرف رجوع ہیں معراج کو تسلیم کرنا ہر مسلمان کا ایمان ہے کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا علما کا اور کسی کا کچھ خیال ہو مگر ہمارا یہ قول ہے کہ ہمارے نبی آخر الزماں ایک لمحہ میں اس سے زیادہ معراج حاصل کر سکتے تھے۔ جس خدا میں یہ طاقت اور قوت ہے کہ نیست سے ہست اور ہست سے نیست کر سکتا ہے پس وہ یہ بھی اور اسے زیادہ کر سکتا ہے کوئی اس سے منحرف نہیں ہو سکتا۔

معراج کے قبل دو وقت کی نماز فرض تھی اور اب پانچ وقت کی فرض ہو گئی۔

۱۵ از مشیخ سعادت شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی۔ امام طبری معراج کا ہونا نبوت کے دوسرے دن لکھتے ہیں۔ مگر زیادہ کا اتفاق اس پر ہے کہ معراج بعد واپسی طائف ہوئی اور یہی زیادہ معتبر ہے ۱۲

چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر قسم کے لوگوں کو اپنا گھر بنانا چاہیے اور اس کے لئے
 ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی
 سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی
 چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔

اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں

اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی
 سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی
 چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے
 ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں
 فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔
 اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی
 سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی
 چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے
 ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں
 فراہم کرنی چاہئیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں۔

اور ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں فراہم کرنی چاہئیں

اسکے انتہاء درجہ اسکی تواضع کی اور طفیل کو آنحضرت صلیم سے بظن کر نیے لے لے کر یہاں
ایک شخص جسکا نام محمد ہے رہتا ہے وہ بڑا جادوگر اور تقار شخص ہے آتے بچے
رہنا وہ جادو سے باپ بیٹے اور زن و شو کو جدا کر دیتا ہے اسے ہمارے گروہ کو پریشان
اور ہمارے کاموں کو ابتر کر دیا ہے اس سے ملنا ایک آفت کا سامنا ہے اس کو مٹانے کا
اثر اس پر اسقدر ہوا کہ وہ جب باہر نکلتا تو کان میں روئی رکھ لیتا۔ تاکہ نبی صلیم کا ایک
لفظ بھی کان تک نہ پہنچے۔

چونکہ مشیت یہ تھی کہ رسول کی آواز اُسکے کان تک نہ پہنچے۔ ایک دن یہ اتفاق ہوا کہ
طفیل صبح کو خانہ کعبہ میں گیا۔ رسول صلیم نماز پڑھ رہے تھے آپ صلیم کی آواز اُسکے
کان تک گئی تو اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا اور کلام پر غور کرنے لگا کہ میں خود عالم اور شاعر ہوں
اور بے بے بڑے کی تمیز کر سکتا ہوں یہ کونسی بات مانے ہے جو میں اسکی بات نہ سنوں
معقول بات ہوگی مان لو نگا بڑی ہوگی اپنا راستہ لو نگا یہ ارادہ کر کے ٹیڑھ گیا اور جب آپ
نماز سے فارغ ہو گئے تو اپنا تمام واقعہ مکہ آنے اور لوگوں کے ہسکانے اور آپ کی بات
نہ سننے کا بیان کیا اور عرض کیا کہ آپ مجھے اپنی بات سنائیے نبی صلیم نے قرآن مجید
پڑھا طفیل سنکر محو ہو گیا اور بولائیں نے آج تک ایسا پاکیزہ کلام نہیں سنا جو اسقدر
ہدائی اور انصاف کی ہدایت کرتا ہے اور اسی وقت مسلمان ہو گیا مگر قریش کو ایسے
شخص کا مسلمان ہونا نہایت ناگوار گذرا۔

(*)

[illegible]

۱۶۵۹

میں نے اپنے بھائی کو بھی پہچانتا مگر اس نے تسلی بخش جواب نہ دیا اسلئے خود آیا ہوں۔
حضرت علی نے جواب دیا تم نے خوب وقت پر کہا میں انہیں کی خدمت میں جا رہا ہوں
میرے ہمراہ جلو تم باہر کھڑے رہنا میں اندر جا کر دیکھوں گا اگر موقع ہوا تو اندر آنے کا
اشارہ کروں گا ورنہ دیوار سے لگ کر کھڑا ہو جاؤں گا گویا جوتہ اتار رہا ہوں تم سمجھ جانا۔
ابو ذر کو اندر آنے کا اشارہ کیا اس نے قریب بیٹھ کر رسول اکرم سے دریافت کیا کہ مجھے
اسلام کی خوبی بتائے جائے۔

آنحضرت صلعم نے قرآن مجید کے چند احکام سنائے اور شکر وہ فوراً ہی مسلمان ہو گیا۔
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم ابھی اس بات کو ظاہر مت کرنا اور خاموش مدینہ لوٹ جانا
! ابو ذر نے کہا کہ میں سچا اعلان کروں گا اور پھر جاؤں گا چنانچہ انہوں نے کعبہ میں جا کر
برآواز بلند کلمہ شہادت پڑھا قریش والے کے لئے اس پر ٹوٹ پڑے مگر حضرت عباس
نے وقت پر پہنچ کر انکو چٹایا اور کہا کہ سخت زرا غور سے تو دیکھو یہ قبیلہ غفار کا شخص ہے
جہاں سے تم کجورین لاتے ہو۔ دوسرے روز پھر انہوں نے کلمہ شہادت سنایا اور قریش
نے پھر زور و کوب کی اور حضرت عباس نے چٹایا اور پھر یہ اپنے وطن کو چلے گئے۔

معاہدہ عقیقہ اول

۶۲۱ء مطابق ۱۲ سنہ ہجرت

نبی محمد صلعم چند میل باہر دعوت اسلام کی تلاش میں گشت لگا رہے تھے کہ مقام

۱۵ از صحیح بخاری۔ کتاب مناقب اہل البیوت میں ہے کہ ابو ذر قریب ایک سالہ مکہ میں رہے اور
چاہہ نزم کے بانی پر گزارہ کرتے رہے جس سے انکی تونہ نکلی آئی ۱۲

- (۱) ہم خدا کو واحد سمجھ کر اُسکی عبادت کریں گے۔
 - (۲) چوری - زنا - اور بدکاری سے پرہیز کریں گے۔
 - (۳) اپنی لڑکیوں کو ہرگز نہ ماریں گے۔
 - (۴) کسی پر جو ظاہر بتان نہ لگائیں گے۔
 - (۵) کسی کی غیبت نہ کریں گے اور نہ جعلی کہائیں گے۔
 - (۶) نبی کو سچا مان کر اُسکے ہر ایک نیک کام کی پیروی کریں گے۔
 - (۷) جب آپ مدینہ تشر لائیں گے تو ہم لوگ آپکے حامی رہیں گے۔
 - (۸) جو آپ صلعم کا مخالف ہو گا اُس سے لڑیں گے۔
- چونکہ یہ عہد ایک گہائی میں ہوا تھا جس کا نام عقبہ ہے اسلئے اسکو معاہدہ عقبہ اول یا بیعت عقبہ کہتے ہیں۔

جب یہ نو مسلم انصار مدینہ جانے لگے تو انصار کے کہنے کے موافق رسول اکرم نے مصعب بن عمیر کو جو فقیہ اور قاری تھے قرآن اور فقہ کی تعلیم کے لئے ان کے ساتھ کر دیا انکے وعظ اور نصائح سے تمام انصار میں نور ایمان پھیل گیا اور لوگ دہاں سے آکر مشرف باسلام ہونے لگے۔ اور مسلمانوں کی تعداد پچتر ہو گئی۔

جب یہ ایمان لائے تو تمام زیب و زینت کا لباس چھوڑ دیا اور جب اسلام کی مدینہ میں اشاعت شروع کی تو اسوقت سوائے ایکسکیل کے کچھ ہی کلمہ پر نہ تھا جسکو وہ آگے کی طرف کانٹوں سے اٹکالیا کرتے۔

معاہدہ عقبہ دوم

مصعب بن عمیر جنگجو رسول اللہ صلعم نے نو مسلم انصار کے ساتھ مدینہ روانہ کیا تھا

۱۔ یہ سبھی چیزیں جو کہ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۲۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۳۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۴۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۵۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۶۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۷۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۸۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۹۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں
 ۱۰۔ ان کے لئے لکھی گئی ہیں

دین قبول کرتا ہے تم کیا کرتے ہو۔ مصعب نے جواب دیا اُسکو تہلاد بلا کر پاک کپڑے پہنا کے اور پھر کلمہ شہادت پڑھا کر دو رکعت نفل پڑھا دیتے ہیں۔ اسید فوراً اٹھا نہا کر کپڑے پہنے اور کلمہ پڑھ کر دو رکعت ادا کیں۔ اور کہا صرف ایک شخص اور ہے اگر وہ بھی مسلمان ہو گیا تو پھر مدینہ میں کوئی تمہارا مخالف نہ رہے گا میں اُسکو ابھی جا کر بھجواؤں اسید یہ کہہ کر چل دیا۔ سعد بن معاذ جو اسکا انتظار کر رہا تھا اسید کو اپنی طرف آتے دیکھ کر بولا کہ اسید کا وہ چہرہ نہیں رہا جو جاتے وقت تھا جب اسید آگیا تو سعد نے پوچھا وہاں کیا گذرا اسید نے کہا میں نے اُنکو خوب سجداد یا اب وہ کہتے ہیں کہ ہم کہی تمہارے خلاف نکرینگے۔

سعد نے کہا تم تو کچھ کام نہا کر نہ آئے اسپر اسید نے کہا کہ وہاں ایک واقعہ پیش آگیا کہ جو حارثہ کے لوگ وہاں آگئے اور وہ اسعد کو اس لئے قتل کرنے پر آمادہ ہیں کہ وہ تمہارا بہائی ہے یسکر سعد عرصہ میں بھر گیا اور مسلمہ جو کہ اپنے بہائی کی حمایت کے لئے روانہ ہوا۔ جب یہ وہاں پہنچا تو اسعد کو بہ اطمینان باتیں کرنے پایا۔ جب یہ سمجھا کہ اسید نے اس چال سے محکوم کی باتیں سننے ہیچا ہے یہ خیال آتے ہی وہ ان دو نو نکو برا بہلا کہنے لگا اور اسعد سے یہ بھی کہا کہ اگر تم میرے بہائی نہ تو تمہاری کیا مجال تھی جو اس محلہ میں قدم ہی رکھ جائے مصعب نے کہا کہ آپ ذرا بیٹھ تو جائے تاکہ کچھ بات چیت کریں آپکو ہماری بات اگر پسند آئے تو ماں۔ لیجئے گا ورنہ ہم سے مطلب نہ رکھے گا سعد نے ہتھیار رکھ کر کہا خیر کو کیا کہنا چاہتے ہو۔ مصعب نے اسلام کی حقیقت کچھ اس خوبی سے بیان کی کہ وہاں خاموش سنتا رہا اور جب کلام ربانی کی باتیں سنیں تو وہی سوال کیا جو اس سے پیشتر اسید نے کیا تھا غرض کہ تمام ارکان بنائے

[illegible][illegible]

مستقیلاً و بر سر لایحه سزاوارت به پادشاه و جبر کمال از این جهت که این امر را به خود
خبرداران و اینها را که از این امر است و اینها را که از این امر است و اینها را که از این امر است
- در این جهت که این امر را به خود

۱۔ اسی کی شہادت ہے کہ وہ اس کے لئے ہے۔
۲۔ اسی کی شہادت ہے کہ وہ اس کے لئے ہے۔
۳۔ اسی کی شہادت ہے کہ وہ اس کے لئے ہے۔

بھی آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوں۔

(۱) رسول پاک نے فرمایا جب میں تمہارے شہر میں پہنچوں تو کیا تم میرے دوست و میرے تمام ساتھیوں کی حمایت کرو گے۔

(۲) اور کیا تم دین حق کی اشاعت میں میری امداد کرو گے۔

اس پر ان لوگوں نے کہا کہ ہکوا اسکا کیا معاوضہ ٹیکگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہشت پر لوگوں نے کہا کہ اے رسول اللہ یہ تو جوارا طمینان کر دیجئے کہ آپ ہم کو چھوڑیں گے تو نہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا نام اور جینا تمہارے ساتھ ہوگا۔ ان الفاظ کا سنا سنا کر وہ بخود ہو گئے اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے سب سے اول جس نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اسکا نام **برابر بن معرور** تھا۔ اور یہ معاہدہ عقبہ دوم یا بیعت عقبہ ثانی کہلاتی ہے۔

ایک کافر بھاڑکی چوٹی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا چلا کر بولا کہ لوگو دوڑو محمد اور اسکے شاگرد اہل مکہ سے بڑھنے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس آواز کی پرواہ نہ کرو۔ **عباس بن عباد** اٹھے اور کہا کہ یا رسول اللہ اگر آپ ذرا اجازت دیدیں تو ہم مکہ والوں کو اس وقت اپنی تلوار کے جوہر دکھا دیں رسول نے فرمایا مجھے ابھی لڑائی کی اجازت نہیں۔

اسکے بعد آنحضرت نے ہر قبیلے سے بارہ آدمی منتخب کئے اور فرمایا کہ جس طرح جیسے ابن مریم نے اپنے لئے بارہ شخص چنے تھے ویسے میں تم کو اپنے لئے چلتا ہوں۔ تم شرب میں انصاف

گرفتار ہو گیا۔ کفار قریش نے اسکے اونٹ کا تنگ کر لیا اسکی مشکیں بانٹیں اور مارتے اور بال نوچتے ہوئے مکہ میں لائے۔ زود کو ب کرتے وقت ایک خوبصورت شخص جو لطیف، انیک معلوم ہوتا تھا انکی طرف آتا دکھائی دیا جسے سعد کو خیال ہوا کہ یہ بزرگ مجھ کو ضرور خلاصی دلا دینگا مگر معاملہ برعکس نکلا جب وہ آیا تو اُس نے بھی نہایت زور سے منہ پر ٹھاپنے مارے۔ یہ بہت مجبور تھا اور چاروں طرف دیکھ رہا تھا کہ ایک شخص اور آیا اور سعد پر ترس کھا کر کہا کہ کیا تجھے حق ہمسایگی کسی کے ساتھ حاصل نہیں سعد نے کہا البتہ عبد مناف کے پوتوں جیسیر بن معطم اور حارث بن امیہ پر کچھ حق ہے جو تجارت کے لئے میرے یہاں جاتے ہیں اور میں نے انکی بارہ حفاظت کی ہے۔ اُس نے کہا تو پھر تو انہیں دونوں کے نام کی دو ہائی کیوں نہیں دیتا سعد نے ایسا ہی کیا اور اُس نے خود جا کر ان دونوں کو اطلاع بھی کی کہ ایک شخص تمہارے دہائی دے رہا ہے انہوں نے نام پوچھا تو سنکر وہ بولے کہ بیشک اُسکا احسان ہم پر ہے اور فوراً آئے اور سعد کو چڑھا کر اپنے گھر لے گئے۔ دوسرے روز یہ شرب کو روانہ ہو گئے اور اپنے ایمان میں ثابت قدم رہے۔

صہیب رومی نے مکہ والوں کی جب یہ حرکات دیکھیں تو ترک وطن کا ارادہ کیا کہیں کفار قریش کو اسکے امداد کی اطلاع ہو گئی اور انکا گمراہی اور کما کہ اسے صہیب جب تو مکہ میں آیا تھا تو کمانے تک کو نہ تھا اب جبکہ تو خوب مالدار ہو گیا تو یہاں سے جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی تمام دولت بھی لیجائے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

صہیب نے کہا کہ میں اگر تمکو اپنا سارا مال و متاع دیدوں اور جیسا پہلے تمہارا ہوا

روانہ ہو کر منزل مقدرہ پہنچ گئے۔ مگر ہشام کی نسبت کفار کو اطلاع ہو گئی اور یہ گرفتار کر کے قید کر دئے گئے۔

عیاش بخیریت مدینہ پہنچ گئے۔ ابو جہل انکی گرفتاری کے لئے اپنے بھائی حشر کو لیکر مدینہ جا پہنچا عیاش ان کا چچا زاد بھائی تھا اور ان تینوں کی ایک ہی ماں تھی۔

ابو جہل اور حشر نے کہا کہ بھائی تمہارے فراق میں والدہ کی برسی حالت ہے انہوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک عیاش نہ آئے گا تب تک نہ تو سایہ میں بیٹھوں گی اور نہ سر میں لنگھی کرونگی اسلئے بھائی تم چلو والدہ کو تسکین دے آؤ۔

حضرت عمرؓ نے کہا عیاش مجھے تو اس میں قرب معلوم ہوتا ہے۔ اگر مکہ کی دیوہ نے ذرا ہی خبر لی تو وہ بغیر تمہارے دیکھے ہی سایہ میں جا بیٹھے گی اور اگر سر میں جوئیں پڑ گئیں ہیں تو خود ہی لنگھی کرے گی۔

عیاش نے کہا کہ خیر میں ذرا جا کر تسکین دے آؤں پھر فوراً ہی آ جاؤں گا۔ عمر فاروقؓ نے کہا اگر تمہاری ہی مرضی ہے تو سواری کو میرا اونٹ لیجاؤ کیونکہ سب تیز ہے اگر راستہ میں ذرا ہی شبہ ہو تو فوراً لوٹ آنا۔

عیاش معہ دونوں بھائیوں کے روانہ ہوا راستہ میں ابو جہل بولا کہ تمہاری سواری کا اونٹ تو اس قدر تیز ہے کہ میں ساتھ نہیں دے سکتا اگر تم مجھے اپنے ساتھ بٹھا لو تو اچھا ہو عیاش نے منظور کر لیا اور اپنا اونٹ بٹھا لیا فوراً ہی دونوں نے عیاش کو پکڑ لیا اور مشکیں باندھ دیں اور نہایت فخر سے کہا کہ دیکھہ بیوقوف ہم یوں گرفتار کرتے ہیں اور انکو بھی ہشام کے ساتھ قید کر دیا۔

ذکرِ حجتِ انحضرتِ صلعم

یکم ربیع الاول ۳۱۳ھ نبوت یومِ دشنبہ مطابق ۱۶ ستمبر ۶۳۲ء

جب ایامِ حج میں انصار کے بہت لوگ اگر داخل اسلام ہونے لگے تو پھر انہوں نے یہ استدعا کی کہ آپ صلعم شربِ تشریف لے چلے ان کفار میں جن کے دل سیاہ ہو رہے ہیں قیام نہ فرمائیے بہت سی جماعتیں آپ کے دیدار کی مشتاق ہیں جب آنحضرت نے شریعوں کا یہ شوق دیکھا اور کفارِ قریش کی یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آنحضرت صلعم نے مسلمان مکہ کو شرب یعنی ماری نہ جانے کے لئے عام اجازت فرمائی۔

مکہ میں یہ لوگ کفار سے سخت بیزار تھے یہ خوشی کی خبر سنکر فوراً روانگی کے لئے آمادہ ہو گئے پہلا شخص جو مکہ سے مدینہ گیا وہ مصعب بن عمیر تاجس کا ذکر اوپر ہو چکا اس کے بعد ابنِ مکتوم عمار یا مسر بن مال سعد بن ابی وقاص روانہ ہوئے ان لوگوں کے بعد میں اصحابؓ کی جمیعت سے حضرت عمر بن الخطابؓ روانہ ہوئے ان سب کا کفار مکہ نے تعاقب کیا اور جس پر قابو پایا قید کیا اور طرح طرح کی تکلیفیں پہنچا حضرت راہِ بکرؓ کو آنحضرتؐ نے روک لیا کہ ہمارے ساتھ چلنا عنقریب ایسا حکم جناب باری سے ہوا چاہتا ہے۔ غرض کہ ایک ایک کر کے تمام مسلمان چلے گئے صرف حضرت راہِ بکرؓ اور حضرت علیؓ آنحضرتؐ کے ساتھ رہے اگر اس وقت آنحضرتؐ صلعم مدینہ دو حمایتوں کے ہی ساتھ دشمنوں میں موجود تھے مگر آپ صلعم کا دل اسی طرح اور طبیعت میں وہی جوشِ موجود تھا۔

جب کفارِ قریش نے مسلمانوں کی روانگی اس طرح دیکھی تو نہایت خائف ہوئے اور در

وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے۔ اور وہی ہے جو کہ اس کے لئے ہے۔

کتابخانه ملی افغانستان - کابل

[illegible][illegible]

لے کر منہ پر ہاتھ رکھ کر: - لے کر بچہ پر ہاتھ رکھ کر (۱۸)

تیز و زود است، به نیت و قصد است (۵)

دفعہ ۱۰۰ - کسی شخص کی طرف سے (۱)

کرم و زنبور و کبوتر و مرغ و گاو و اسب و شتر و ...

از جمله کتب معتبره در این باب است که در کتابخانه کتبه و خطبه
 موجود است. (۱) -

پہلے اس کی شکل دیکھو۔ - اس کی شکل دیکھو (۱)

جواب: ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک نیا موضوع ہے۔

در تاریخ ۱۳۰۲/۱۲/۱۲ در شهر تهران

بسم الله الرحمن الرحيم

اور اس کے لئے کہ میں نے اپنے دوستوں کو بتایا ہے

الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة

اور اسکے پیر اسکو چٹا کر لیجا بیٹھے اور موقع پا کر نکو بھی فنا کر دیں گے۔

دوسرا اٹھا اور بولا۔ اسکو پکڑ کر اونٹ پر سوار کرو اور شہر بدر کرو پھر ہمارے سے وہ کہیں
جائے خواہ مرے خواہ جئے۔ مگر یہاں سے ہلا مالو۔

بڑے ہی بخدی نے اس پر بھی اعتراض کیا اور کہا کہ مجھے خوب معلوم ہے کہ وہ ہر انسان شخص ہے
وہ جس سے باتیں کرتا ہے اسکو اپنا بنالیتا ہے۔ بسنے جہاں جہاں وہ جائے گا ایک بڑی
جماعت کو اپنا حاضر بنا لے گا پھر اس کی جماعت تمہیں اپنے نبی کا بدلہ لے لیغیر باز نہ آئی گے۔
ابو جہل بولا۔ میں طول طویل جھگڑے کی بات پسند نہیں کرتا صرف محمد کو مار کر کلیجہ پھیندا
کیا جائے۔ اور یہ اسطرح ہو کہ ہر قبیلے سے ایک ایک بہادر کا انتخاب کیا جائے اور رات
کو یہ سب لوگ گہر کا محاصرہ کئے رہیں صبح کو جب محمد نماز پڑھنے گھر سے نکلے تو ایک دم ہل کر
بوٹی بوٹی اڑ اڑیں۔

اس رائے کو سنے پسند کیا کیونکہ اس میں یہ فائدہ تھا کہ جب سب قبیلے شامل ہوں گے
تو ہر قبیلہ کا قبیلہ اور اسکے مرید کچھ فساد نہ کر سکیں گے۔

جو بہادر کہ منتخب کئے گئے اور جنہوں نے خود بھی آپ کے قتل کا بیڑا اٹھایا ان کے نام یہ
ہیں ابو جہل۔ حکم بن ابی العاص۔ عقبہ بن ابی معیط۔ نضر بن الحارث
امیہ بن خلف بن عیطلہ۔ طلحہ بن عدی۔ ابولہب ابی بن خلف
ان کے علاوہ اور بھی چند شخص تھے۔

جب کچھ رات گزر گئی تو سختی کے خیالی قاتلوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تو
ایسی پوشیدگی سے گھات میں بیٹھے کہ اصلاح کسی کو خبر نہ ہوئی اور سوراخ وغیرہ سے تمام گھر کا
محصانہ کرنے لگے کہ آج فناں جگہ سو دیں گے اور اسی جگہ لٹکی جائے ہوئے موقع دار دست

[illegible]

واقعه ۱۱ حضرت ابو بکرؓ مطہرین اور پچیسویں شیخہؓ
 جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکرؓ کے پاس پہنچے تو ابوبکرؓ نے فوراً کمر باندھ لیا اور آنحضرتؐ کے
 ہمراہ غار ثور تک اس جس کا فاصلہ قریب تین میل تھا پہنچے اور فوراً داخل ہو کر تمام کو ڈاکر کر
 اس کا صاف کیا اور ایک جگہ صاف ستھری رہنے کے واسطے بنائی۔ اور جس قدر
 اس میں سورخ تھے سب میں اپنے کپڑے پہاڑ پہاڑ کر اُٹھیں دئے صرف ایک سورخ باقی
 رہ گیا جس میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنا انگوٹھا لگا دیا کسی موزی جاوڑ نے انگوٹھے میں
 کاٹ کھایا اور وہ سوزش آنحضرتؐ کے قلاب لگانے سے رفع ہو گئی۔

جب روز روشن ہوا تو ابوبکرؓ کو بہتہ دیکھا کہ آنحضرتؐ نے سب دریافت کیا کیفیت معلوم ہونے
 پر فطرت محبت اور خیر خواہی سے مرجھا کہا اور فرمایا یا بکر لاتخرن ان اللہ معنا یعنی اسے
 ابوبکرؓ غم نہ کھاؤ اللہ ہمارے ساتھ ہے

جب کفار قریش موقع پا کر آنحضرتؐ کے مکان میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت
 علیؓ کو حضرت صلعم کے بستر پر پایا ان سے دریافت کیا کہ محمدؐ کہاں ہیں انہوں نے
 کہا مجھے کیا معلوم میرا کیا بہرہ تھا۔ کفار حضرت علیؓ پر غصہ میں پل پڑے اور ہاتھ پائی کر کے
 شہر منہ ہو کر مکان سے نکل گئے اور آنحضرتؐ کی جستجو میں سرگرداں بہرے لگے
 ہر چند تلاش کیا مگر وہ مکہ میں تو موجود ہی نہ تھے بلکہ کیونکر لیکن کفار نے آپ کا تعاقب
 غار ثور تک کیا جب غار ثور پر پہنچے تو خدا کی شان غار کے منہ پر مگر ہی کے جائے پیدا ہو گئے
 تھے جس پر کفار کو خیال گذرا ابلا اس میں کوئی کیا ہو گا اور دوسری جگہ تلاش کر و فضول

۱۱ حضرت ابوبکرؓ کے اس صدق و خلوص کا اللہ تعالیٰ نے یہ اجر دیا کہ ان اللہ متعارف کر جس منیت الہی میں
 نبی داخل تھے اسی میں ابوبکرؓ صدیقؓ کو بھی شامل کر دیا ۱۲ ۱۱ مہر

چوتھی شب کو آنحضرت صلعم کے کہنے کے بموجب عبدالرحمن بن ابوبکرؓ نے دو اونٹ غار پر بچدے جو اسی سفر کے لئے پہلے سے قرب اور تیار کئے گئے تھے ایک پر حضرت صلعم اور حضرت ابوبکرؓ سوار ہوئے اور دوسرے پر عامر بن نفیرؓ اور عبداللہ بن اریقظؓ جو راستہ بتانے کے لئے نوکر رکھا گیا تھا سوار ہوئے اور سو اہل کی راہ سے یکم ذی الحج الاول روز دو شنبہ مطابق ۱۶ ستمبر ۶۲۲ء کو مدینہ روانہ ہوئے۔ آپؐ کا گزر ام معبد کے خیمہ پر ہوا۔ یہ عورت قوم خزاعہ سے تھی اور مسافروں کی تواضع کرتی اور پانی پلایا کرتی تھی مسافریاں پڑا دیکھا کیا کرتے اور ستایا کرتے تھے آپ صلعم نے بھی یہاں قیام کیا اور اُس سے گوشت اور چورسے طلب کئے۔ مگر موجود نہ ہونے سے اُس نے نہایت معذرت کی تب آپ نے اُسکی ایک دُوبلی تیلی اور بوڑھی بکری پر نظر ڈال کر فرمایا کہ دودھ ہی لے آؤ اُس نے نہایت عاجزی اور نرمی سے کہا افسوس ہے کہ دودھ ہی نہیں دیتی کیونکہ کمزور اور عمر رسیدہ ہے آپ صلعم نے اُس میں خود ہاتھ لگایا اور دوہنا شروع کیا تو اس قدر دودھ نکلا کہ سب میر ہو گئے اور بیچ رہا۔

ذرا دیر کے بعد ام معبد کا شوہر آیا اور دودھ کا برابر قن دیکر حیراں ہو گیا اور پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا بیوی نے جواب دیا ایک متبرک شخص آیا تھا اُسکی قدم کی برکت سے یہ دودھ ہوا اُس نے پتہ پوچھا تو ام معبد نے حلیہ بیان کیا وہ سنکر پولا یہ وہی صاحب قریش معلوم ہوتا ہے جسکی تجھے تلاش تھی۔ یہ دونوں شخص بھی بعد فتح مکہ کے مسلمان ہو گئے۔

[illegible]

اسی راستہ میں زمیر بن العوام ہی ملے۔ یہ تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے آرہے تھے انہوں نے رسول اکرام اور حضرت ابوبکرؓ کو سفید پارچہ جات پیش کئے۔

یہ تمام راستہ جس میں آپؐ چل رہے تھے تمام قسم کے خوفوں سے بھرا ہوا تھا مہاجر گرجی کی یہ شدت کہ معاذ اللہ غرضکہ بدقت تمام یہ راستہ طے ہوا اور ۸ ربیع الاول ۱۱ھ نبوت مطابق ۲۳ ستمبر ۶۲۲ء روزِ دو شنبہ مدینہ کے قریب مقامِ قبا میں قومِ بنی عمر بن عوف کے ہاں قیام کیا اس تاریخ سے اسلامی تقویم شروع ہوئی ہے اور شریعوں نے آنحضرتؐ کے آنیکی خوشی میں اس تاریخ سے شرب کا نام مدینۃ النبی یا مختصر نام مدینہ رکھا۔ یہاں آپؐ نے چند یوم قیام فرمایا اور اس مختصر قیام میں سب سے بڑا کام یہ کیا کہ مسجدِ قبا کی بنیاد ڈالی۔ قبا ایک محلہ مدینہ کا ہے جو آبادی سے دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے

۱۵۔ یہ ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ صلعم خدا نہ تھے اور نہ آپؐ صلعم نے کبھی خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ جب آپؐ بندہ خدا تھے تو بس جو لوازماتِ کائنات کے لئے خدائی روزاں سے قائم کر دئے ہیں وہ آپؐ کے واسطے ہی ہونے چاہئیں خداوند تعالیٰ نے اول سے جو طاقت اور قدرت کہ جس جس میں دی رکھی ہے اُس میں گٹھاؤں بڑاؤ نہیں کرنا اور وسائل ایک دوسرے کے لئے ثبت کر دئے ہیں وہ اسی کے لئے موزوں کر رکھے ہیں اور اُس میں تغیر و تبدل نہیں کرتا مثلاً ابر کا آنا اور مینہ کا برسنا اور بجلی کا گوننا وغیرہ اگر وہ چاہے تو بغیر ابرائے مینہ برسا سکتا ہے۔ وہ بغیر آگ کے جلا سکتا ہے بغیر بیج کے درخت پیدا کر سکتا ہے۔ مگر وہ اپنے اُس قانون میں جس کو شرع میں بنا چکا ترسیم نہیں کرتا اکثر کا فزیہ اعتراض کرتے ہیں کہ کہ ایسا برحق رسولؐ جس کے واسطے تمام دنیا کی چیزوں اور نام نہیوں پر ترجیح دی کیوں کفار کے ہاتھوں ستایا گیا کیوں نہ اُس نے اپنے کو اور اپنے اصحاب کو کفار سے بچایا اور آخر کو کہ جوڑ دیا۔ یہ صرف ۲

داخلہ نبی صلیم مدینہ منورہ میں

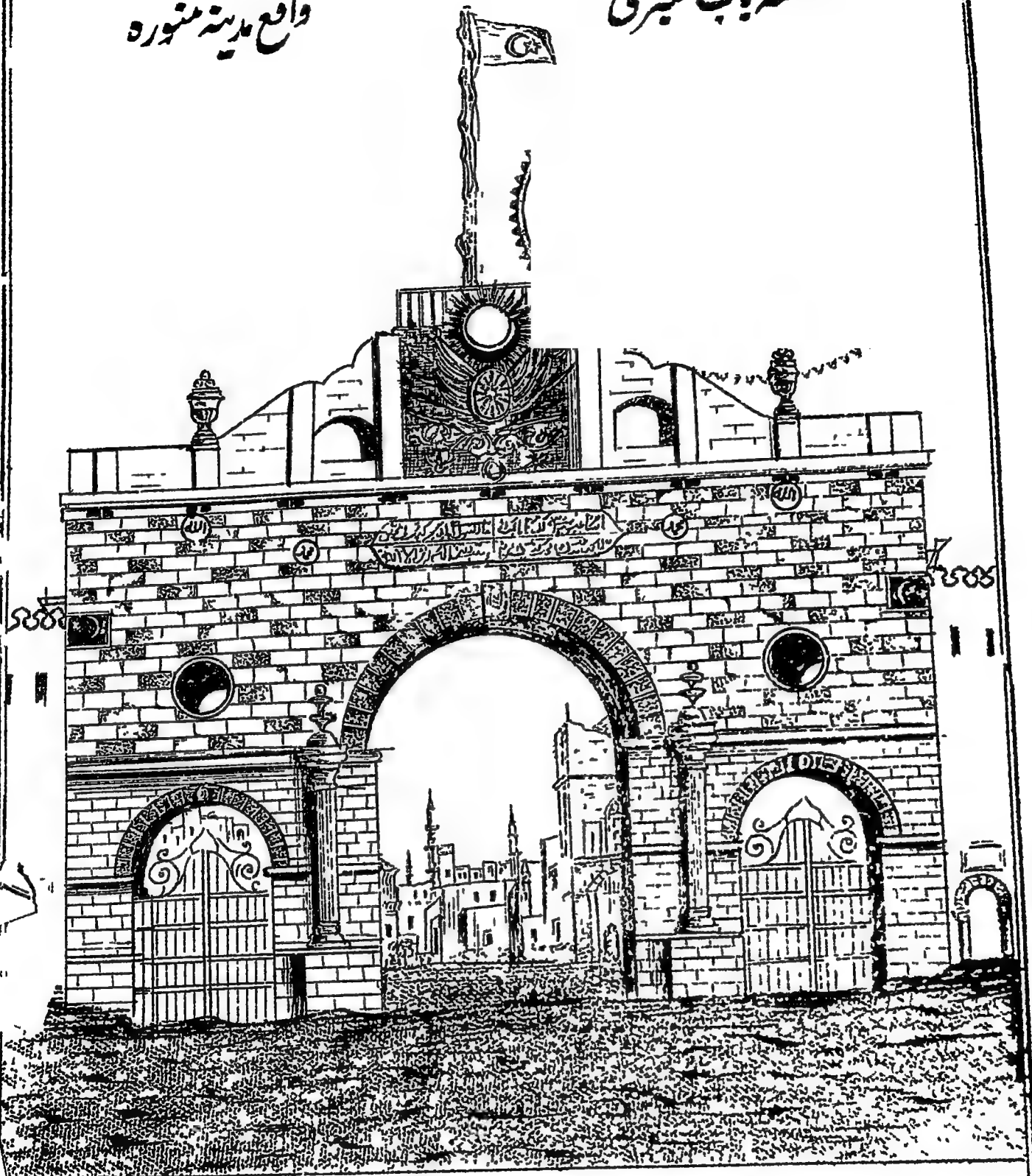
۱۲ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ نبوت یوم جمعہ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۸۸۲ء

جب اہل مدینہ کو یہ خبر ملی کہ آنحضرت صلیم حجرت کر کے یہاں تشریف لارہے ہیں تو سب انصار روزانہ پہاڑ پر جاتے اور آنکھیں پہاڑ پہاڑ کر آپ کا انتظار کرتے اور جب دھوپ برداشت نہ ہوتی تو مکان کو آتے یہاں تاک کہ آنحضرت صلیم مدینہ کے قریب پہنچے انصار مدینہ اُس وقت انتظار دیکھ کر مکان واپس جانے لگے تھے کہ ایک یہودی نے آپ کے اونٹ کو دوسرے دیکھ کر پکارا کہ ہذا اجدکم اور وہ لوگ فوراً پلٹ کر پہاڑ پر چڑھ آئے اور آپ صلیم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انصار مدینہ کی لڑکیاں بھی آپ کے آنے کی تمہینت میں غزلیں گاتی ہوئیں پیش قدمی کو آئیں۔

آنحضرت صلیم نے جمعہ کے دن شہر مدینہ میں داخل ہو نیکا قصد فرمایا اسپر ہر شخص کو آرزو ہوئی کہ مدینہ میں میرے مکان پر قیام فرمائیں آپ نے فرمایا کہ میرا اونٹ اللہ کے حکم سے مامور ہے اور میں وہیں ٹیرونگا جہاں یہ خود بیٹھ جائیگا۔ آپ بنو سالم کے گھر دن تک پہنچے تو آپ کا اونٹ بیٹھ گیا یہ مقام حضرت ابو الیوسف (نصاری) کے قریب تھا اب اس جگہ منبر نبوی ہے یہ جگہ دو یتیم بچوں کی تھی جو اس جگہ من زرارہ کی مہر پرستی میں تھے۔ اس سے پہلے سے نماز پڑھنے کے لئے ایک

نہج (بقیہ حاشیہ) منبر مدنی ہوئی کہ اُمس کلام الہی کچھ کچھ جاننے لگا یہاں تک کہ

اس امام نے اپنا سونے کے دلوں میں بٹھایا ۱۱



مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے آٹھ دروازے ہیں مگر یہ دروازہ جس سے حنفیہ صلیعہ داخل ہوئے تھے نہایت شاندار ہے اسوقت سے اسوقت تک تمام حجاج اور دیگر زائرین جو مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہیں اسی دروازہ سے داخل ہوتے ہیں مجراب کی پیشانی پر سلطانی نشان اور اوپر سلطان پیرہہ ہے۔ یہ پیرہہ جمعہ کو لگایا جاتا اور ہر وقت طرکی پیرہہ رہتا ہے۔ یہ دروازہ سب دروازوں سے بڑا ہے اور یہاں سے حرم کے منار کی دیتے ہیں اسوقت عاشقانِ رسول اس میں داخل ہوتے ہیں تو جوشِ مسرت سے جو انکے قلب کی حالت ہوتی ہے اسکو وہی خوب جاننا

اور وہ امیر معاویہ بن ابی صفیان کے زمانہ خلافت میں ایک لشکر کے ساتھ جسکے سالار صفیان تھے اور جس میں جناب امام حسینؑ اور یزید بن معاویہ بھی تھے ۵۵ھ میں جو قسطنطنیہ کے محاصرہ کے واسطے بھیجا گیا تھا شہید ہوئے اور وہیں دفن ہوئے اب جو سلطان روم جانشین ہوتا ہے پہلے وہیں حاضر ہو کر تاج شاہی سر پر کرتا ہے۔

مسجد نبویؐ کو آنحضرت صلم اور آپ کے اصحاب نے تیار کیا دیواریں کچی اینٹوں کی اور لکڑیاں چوارے کے درخت کی اُس میں لگائی گئیں۔ آنحضرت صلم خود اینٹیں لاتے اور لگاتے تھے صحابہ نے کہا کہ پختہ چہت پاٹ لیں آپ نے فرمایا نہیں یہ مثل عریش موسیٰ کے ہی اچھی ہے۔

پوری مسجد سایہ دار تو بن کر ہوئی مگر شروع میں صرف ایک چبوترہ بنایا گیا اور اُس کے چاروں طرف دیوار قائم کر لی گئی مسجد میں ایک عام دروازہ رکھا گیا اور دوسری طرف دروازہ اُن مکانوں کی طرف رکھا جو آنحضرت صلم نے اپنی بی بیوں کے رہنے کے واسطے رفتہ رفتہ بنایا تیسرے دروازہ کا نام باب الرحمتہ رکھا۔ ہوت تک بیت المقدس قبلہ تھا مگر اس کے توڑے ہی عرصہ بعد کعبہ کی طرف قبلہ ہوا۔

آنحضرت صلم کے بعد جب اہل اسلام کی تعداد بکثرت ہوئی تو خلیفہ دوم عمر بن الخطابؓ نے اس مسجد میں حضرت عباسؓ کے گہر کو جو انہوں نے مسجد کے لئے ہبہ کیا تھا شامل کر کے مسجد کو وسیع کیا تاکہ نزدیکوں کو تکلیف نہ ہو مگر اسکی ساخت بدستور سابق رہی عثمان بن عفانؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اسے کچھ تبدیل کیا یعنی خام دیواروں کے بجائے

اے آقا میری طرف سے دعا ہے کہ تیری مرضی سے ہر کام آجائے اور
 تیری مرضی سے ہر کام آجائے اور تیری مرضی سے ہر کام آجائے

[illegible]

چلے آئے اور طلحہ بن عبید اللہ بھی آئے اور ان سب کے آنے پر آنحضرت صلیم
اپنے نئے گھر میں رونق افروز ہوئے۔

انصار اگرچہ مالدار نہ تھے مگر دل کے ایسے فیاض تھے کہ کسی مساجر
کی شکستہ حالت کو نہیں دیکھ سکتے تھے اور جو مسلمان کفار کے ظلم کا ستا ہوا انکے پاس
پہنچتا تو اسکی بچہ خاطر کرتے اور ہر شخص یہ خواہش کرتا کہ یہ میرے پاس رہے بعض وقت
قرعہ ڈالا جاتا اور جسکے نام قرعہ نکلتا وہ اپنے گھر لیجاتا اور اپنی جائیداد کا ایک حصہ بھی اُس کو
دینا اور اس فیاضی پر فخر کرنا مواخاتہ آپس کے قلبی اتحاد و ایثار کی چاؤ کرکتے ہیں۔ انصار نے
جو فیاضی کہ مہاجرین کے ساتھ کی اُسکی نظیر دنیا پر نہیں مل سکتی۔

انصار نے مہاجرین کے لئے اپنے قریب کی تمام افادہ زمینیں دیدیں اور جسکے پاس
زمین نہ تھی انہوں نے اپنے مکانات خالی کر دیے۔

ب سے اول حارث بن نعمان نے اپنی زمین پیش کی اور بنو زہرہ کو وہاں آباد
کر دیا۔ عبید الرحمن بن عوف نے یہاں ایک مختصر قلعہ بنایا۔ اسطرح حضرت زبیرؓ
حضرت عثمانؓ۔ عبید اور مستاد کو مسکان اور زمین دی گئی۔

رشتہ اتحاد و یگانگی چارہ جن جن مہاجرین کا انصار کے ساتھ قائم ہو اُن میں سے چند

۱۔ ان کے معنی یہ کہ گئے ہیں۔ اسد میں انصار اہل مدینہ کو کہتے ہیں اور مہاجر کے معنی
ہجرت کرنے والے۔ مدینہ پہنچنے والے کے ہیں اور اسد میں یہ لقب اُن کا ہے جو مکہ چھوڑ کر
آپ کے ساتھ مدینہ میں آئے۔ اسوقت مدینہ میں تین گروہ تھے (۱) مہاجرین (۲) انصار

سنه ۱۱۱۱ هـ - ۱۱۱۲ هـ - ۱۱۱۳ هـ - ۱۱۱۴ هـ - ۱۱۱۵ هـ - ۱۱۱۶ هـ - ۱۱۱۷ هـ - ۱۱۱۸ هـ - ۱۱۱۹ هـ - ۱۱۲۰ هـ
 سنه ۱۱۲۱ هـ - ۱۱۲۲ هـ - ۱۱۲۳ هـ - ۱۱۲۴ هـ - ۱۱۲۵ هـ - ۱۱۲۶ هـ - ۱۱۲۷ هـ - ۱۱۲۸ هـ - ۱۱۲۹ هـ - ۱۱۳۰ هـ
 سنه ۱۱۳۱ هـ - ۱۱۳۲ هـ - ۱۱۳۳ هـ - ۱۱۳۴ هـ - ۱۱۳۵ هـ - ۱۱۳۶ هـ - ۱۱۳۷ هـ - ۱۱۳۸ هـ - ۱۱۳۹ هـ - ۱۱۴۰ هـ
 سنه ۱۱۴۱ هـ - ۱۱۴۲ هـ - ۱۱۴۳ هـ - ۱۱۴۴ هـ - ۱۱۴۵ هـ - ۱۱۴۶ هـ - ۱۱۴۷ هـ - ۱۱۴۸ هـ - ۱۱۴۹ هـ - ۱۱۵۰ هـ
 سنه ۱۱۵۱ هـ - ۱۱۵۲ هـ - ۱۱۵۳ هـ - ۱۱۵۴ هـ - ۱۱۵۵ هـ - ۱۱۵۶ هـ - ۱۱۵۷ هـ - ۱۱۵۸ هـ - ۱۱۵۹ هـ - ۱۱۶۰ هـ

۱۱۶۱ هـ	۱۱۶۲ هـ	۱۱۶۳ هـ	۱۱۶۴ هـ	۱۱۶۵ هـ	۱۱۶۶ هـ	۱۱۶۷ هـ	۱۱۶۸ هـ	۱۱۶۹ هـ	۱۱۷۰ هـ
۱۱۷۱ هـ	۱۱۷۲ هـ	۱۱۷۳ هـ	۱۱۷۴ هـ	۱۱۷۵ هـ	۱۱۷۶ هـ	۱۱۷۷ هـ	۱۱۷۸ هـ	۱۱۷۹ هـ	۱۱۸۰ هـ
۱۱۸۱ هـ	۱۱۸۲ هـ	۱۱۸۳ هـ	۱۱۸۴ هـ	۱۱۸۵ هـ	۱۱۸۶ هـ	۱۱۸۷ هـ	۱۱۸۸ هـ	۱۱۸۹ هـ	۱۱۹۰ هـ
۱۱۹۱ هـ	۱۱۹۲ هـ	۱۱۹۳ هـ	۱۱۹۴ هـ	۱۱۹۵ هـ	۱۱۹۶ هـ	۱۱۹۷ هـ	۱۱۹۸ هـ	۱۱۹۹ هـ	۱۲۰۰ هـ
۱۲۰۱ هـ	۱۲۰۲ هـ	۱۲۰۳ هـ	۱۲۰۴ هـ	۱۲۰۵ هـ	۱۲۰۶ هـ	۱۲۰۷ هـ	۱۲۰۸ هـ	۱۲۰۹ هـ	۱۲۱۰ هـ
۱۲۱۱ هـ	۱۲۱۲ هـ	۱۲۱۳ هـ	۱۲۱۴ هـ	۱۲۱۵ هـ	۱۲۱۶ هـ	۱۲۱۷ هـ	۱۲۱۸ هـ	۱۲۱۹ هـ	۱۲۲۰ هـ
۱۲۲۱ هـ	۱۲۲۲ هـ	۱۲۲۳ هـ	۱۲۲۴ هـ	۱۲۲۵ هـ	۱۲۲۶ هـ	۱۲۲۷ هـ	۱۲۲۸ هـ	۱۲۲۹ هـ	۱۲۳۰ هـ
۱۲۳۱ هـ	۱۲۳۲ هـ	۱۲۳۳ هـ	۱۲۳۴ هـ	۱۲۳۵ هـ	۱۲۳۶ هـ	۱۲۳۷ هـ	۱۲۳۸ هـ	۱۲۳۹ هـ	۱۲۴۰ هـ
۱۲۴۱ هـ	۱۲۴۲ هـ	۱۲۴۳ هـ	۱۲۴۴ هـ	۱۲۴۵ هـ	۱۲۴۶ هـ	۱۲۴۷ هـ	۱۲۴۸ هـ	۱۲۴۹ هـ	۱۲۵۰ هـ
۱۲۵۱ هـ	۱۲۵۲ هـ	۱۲۵۳ هـ	۱۲۵۴ هـ	۱۲۵۵ هـ	۱۲۵۶ هـ	۱۲۵۷ هـ	۱۲۵۸ هـ	۱۲۵۹ هـ	۱۲۶۰ هـ

- ۱۲۶۱ هـ - ۱۲۶۲ هـ - ۱۲۶۳ هـ - ۱۲۶۴ هـ - ۱۲۶۵ هـ - ۱۲۶۶ هـ - ۱۲۶۷ هـ - ۱۲۶۸ هـ - ۱۲۶۹ هـ - ۱۲۷۰ هـ

مدینہ آئے تو پتھر کی ٹوکری سر پر رکھ کر پیڑ بیچتے تھے مگر سعد بن ربیعہ کی وجہ سے مالدار ہو گئے جو انصار مالدار تھے وہ ہاجرین کو کھانا کھلایا کرتے۔ حضرت سعد بن عبادہ نہایت مالدار اور فیاض تھے وہ نشر انشی آدمی کا انتظام خورد و نوش روزانہ کیا کرتے۔

راتوں کو یہ لوگ عبادت کرتے اور قرآن مجید پڑھا کرتے۔ دعوت اسلام کے لئے اگر کسی بھیجے کی ضرورت پیش آتی تو یہ بھیجے جاتے۔ ان کی تعداد کم و بیش ۴۰۰ تک رہتی تھی۔

عبداللہ بن سلام اور سلمان فارسی کا ایمان لانا

۱۱۲۲ھ مطابق ۶۲۲ھ

سنہ ہجری میں ایک بڑا ہوشیار اور عالم شخص قوم یہود کا جس کا نام عبداللہ بن سلام تھا مسلمان ہوئے انہوں نے رسول پاکؐ کے یہ الفاظ وعظایتے وقت سُن لئے تھے کہ اے لوگو سب کو سلام کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔ عزیزوں سے نیک برتاؤ رکھو اور شب کے وقت جب سب سو رہے ہوں تم خدا کی عبادت کیا کرو۔ یہ دلنشین کلمات سُن کر ان کا دل نور ایمان سے معمور ہو گیا اور حبیب آپؐ کے حالات پر غور کیا تو گزشتہ نبیوں کی پیشین گوئیوں کو آپؐ کی ذات پر درست پایا۔

اسلام لانے سے قبل انہوں نے آنحضرتؐ سے یہ تین سوال کئے کہ آدمیوں کی اول غذا بہشت میں کیا ہوگی اور نشانی قیامت کی کیا ہوگی اور لڑکا کس وجہ سے باپ کی طرف مشابہت رکھتا ہے اور کس سبب سے ماں کی طرف۔ آپؐ نے جواب دیا کہ اول غذا اہل بہشت کی چھلی کا جگر گوشہ ہوگا اور اول علامت قیامت کی آگ ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے آئے گی اور حبیب نطفہ باپ کا غالب ہوتا ہے تو لڑکا باپ کے مشابہ یا اس کے اقربان کے

آپ نے آنحضرت صلعم سے اپنی آزادی کی نسبت کہا آپ نے اُن کے آقا سے دریافت کیا اُن کے آقا نے یہ شرط آزادی کی کہ مسلمان ایک باغ لگاویں اور جب اُس میں پھل لگ جائیں اُس وقت ایک اوقیہ طلائی بھی منجھک دیں اُس وقت آزاد کر دوں گا۔ چنانچہ آنحضرت نے خود اپنے ہاتھ سے باغ لگایا اور وہ بفقہہ اسی سال بار آور ہوا اور کچھ سو نا جو غنیمت میں آیا تھا مسلمان کے حوالہ کیا اور انہوں نے وہ اپنے آقا کو دیکر اپنے کو خلاص کر لیا مسلمان نے فارسی نے ۳۳ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے اسلام کے بعد ابوقیس مرہ بن ابی انس جو عیسائی مذہب کا عالم اور نہایت فصیح شخص تھا مسلمان ہوا۔

مہاجرین کو مدینہ کی آب ہوا بہ نسبت مکہ کے خوشگوار نہ پڑی کیونکہ مدینہ کی آب دہوا مرطوب تھی اور مکہ کی بالکل خشک دوسرے اس وقت تک مدینہ میں کوئی انتظام صفائی کا بھی نہ تھا اس لئے تھوڑے عرصہ کے ہی بعد مسلمانوں کو تبدیل آب دہوا کا اثر ہونے لگا اور چند بخار وغیرہ میں مبتلا ہو گئے جب حالت بخار میں وہ بکتے تھے تو کفار کو برا کہتے تھے جن کی وجہ سے مکہ کی عہد آب دہوا اُن سے چھوٹی تھی مگر یہ معیبت کچھ زیادہ عرصہ تک نہ رہی کچھ تو رفتہ رفتہ آب دہوا موافق آنے لگی اور دوسرے انتظام صفائی کا ہو گیا۔ آب دہوا کی تکلیف تو مسلمانوں کے سر سے ملی اب صرف ایک تکلیف فائدہ کشی کی رہ گئی جب تک امیر اور مہمان نواز انصار کے پاس روپیہ پیسہ رہا جب تک تو غریب مہاجرین کی وہ مدد کرتے رہے اور اُن کی چین سے گذرتی رہی مگر جب خود اُن کے پاس بھی نہ رہا تو اُن کو تکلیف ہونے لگی اور اُن کا زمانہ نہایت عسرت

حضرت سلمان کے انتساب باطنی کی تکمیل حضرت ابوبکر سے تھی اور اُن سے قاسم بن محمد بن ابوبکر فیضیاب ہوئے نوٹ امام جعفر صادقؑ کو جو اسے قاسم بن محمد بن ابوبکر کہتے تھے پہلے اپنے نانا سے مستفید ہوئے اور پھر امام محمد باقرؑ

اپنے والد ماجد سے اس سبب سے اُن کو ذبح کرین کہتے ہیں - ۱۲

جہاد اس وقت دو طرح کے تھے ایک وہ جس میں آنحضرت صلیع خود شریک ہوتے تھے اور دوسرا وہ جس میں اپنا قائم مقام دوسرا آدمی کر کے روانہ کرتے تھے۔ اول قسم کے جہاد کو غزوہ اور دوسرے جہاد کو سر یہ کہتے ہیں۔ آنحضرت کے زمانہ میں غزوات کی تعداد ۲۷ اور سر یہ کی ۵۵ تک پہنچ گئی تھی۔

مکہ اور مدینہ کی موجودہ حالت

۱۷ مطابق ۶۲۲ھ

اس وقت جبکہ نبی صلیع نے مکہ سے ہجرت فرمائی تو مکہ میں سب سے زیادہ قوم قریش کا زور تھا اور گرد و نواح میں بھی ان کی حکومت تسلیم کی جاتی تھی اور تمام لوگوں کا مذہب بھی زیادہ تر بت پرستی تھا۔

مگر مدینہ مختلف قوموں اور مذہب کا مجموعہ تھا۔ یہاں بت پرستی بھی تھی۔ اور یہودی بھی اور کلم تعداد میں عیسائی بھی موجود تھے۔

یہودی جس وقت ملک شام سے نکالے گئے اور غلامی کی ذلت میں مبتلا ہوئے تو مدینہ آکر آباد ہوئے اور حضرت موسیٰؑ کی اس بشارت کے کہ خدا موسیٰ کے بھائیوں میں سے شل موسیٰ بنی پیدا کرے گا انتظار کرتے رہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ الفاظ ایک پیغمبر کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں ضرور ہو کر رہیں گے اور وہ برگزیدہ نبی ہماری گئی ہوئی عظمت و شان اور حکومت کو پھر دوبارہ قائم کرے گا۔ جب کہ نبی محمد صلیع مدینہ میں تشریف لائے تو یہودی بہت خوش ہوئے۔

مگر جب انہوں نے دیکھا کہ یہ نبی حضرت عیسیٰؑ کو راست باز اور اس کی تعلیم کو صحیح

۱۲- ۱۱- ۱۰- ۹- ۸- ۷- ۶- ۵- ۴- ۳- ۲- ۱- ۰
 ۱۲- ۱۱- ۱۰- ۹- ۸- ۷- ۶- ۵- ۴- ۳- ۲- ۱- ۰
 ۱۲- ۱۱- ۱۰- ۹- ۸- ۷- ۶- ۵- ۴- ۳- ۲- ۱- ۰

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

ہو رہے ہیں تو خود بھی بعد از جنگ بظاہر مسلمانوں سے مل گیا۔ اور یہ دیکھ کر کہ یہودی مسلمانوں کے خلاف ہیں اُن پر اپنا اثر ڈالنا چاہا اور بظاہر مسلمان ہو کر یہ کوشش کی کہ مسلمانوں پر ہی اپنا عصب جمارہے تو جب مسلمانوں میں بیٹھتا تو ان کی سی کہتا اور یہودیوں میں بیٹھ کر ان کی رفاقت ظاہر کرتا جب مسلمانوں کو یہ حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے ایسے گروہ کا نام منافق رکھ دیا اور اس طرح اسلام کے دشمنوں میں ایک ایسا ہی گروہ شامل ہو گیا جو موقع پا کر مسلمانوں کو نقصان پہونچاتا تھا مدینہ کی جب یہ حالت تھی تو آپ خیال کر سکتے ہیں کہ نبی صلعم کو یہاں بھی اسلام کی اشاعت میں دشواری تھی مگر مکہ کے مقابلہ میں پھر بھی یہ غنیمت تھا اور آپ مطمئن تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ سرورجی بتا دیا تھا کہ پچھلا (مقام) تیرے لئے اول سے بہتر ہوگا۔ اور اس خوش خبری پر غور کر کے خوش ہوتے تھے۔

بین الاقوامی معاہدہ

مدینہ اس وقت مسلمانوں کے لئے ایک بطور دارالسلطنت کے تھا جہاں مختلف قبائل اور مختلف مذہب کے لوگ آباد تھے خاص کر یہودیوں کے اکثر قبیلے نہایت طاقتور تھے۔ جو اپنے اپنے قلعوں میں آباد تھے۔ ان حالات کو دیکھ کر ہجرت کے اول ہی سال آپ صلعم نے ارادہ کیا کہ ان تمام قبائل سے ایک معاہدہ ہو جانا چاہیے جس سے شر و فساد کا کٹکا جاتا رہے اور اشاعت اسلام میں کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہو اور سب کو تہذیب و تمدن میں ایک دوسرے سے مدد ملتی رہے۔ چنانچہ آپ نے یہ تجویز سب کے سامنے پیش کی اور بالاتفاق سب نے پسند کیا اور مندرجہ ذیل شرائط پر

(۱۲) خونہا اور فریہ کا جو پہلے قاعدہ تھا اب بھی قائم رہیگا۔

(۱۳) اس عہد کے اندر کوئی نئی بات جگر طے فساد کی پیدا ہو جائے تو اُسکا فیصلہ خدا اور اس کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق سمجھا جائیگا۔

جب یہ شرائط نامہ دستخطوں سے مکمل ہو گیا تو آپ نے گرد و نواح کے قبیلوں کو بھی اس معاہدہ میں شریک کرنا چاہا اس سے دُفائدے متصور تھے۔

(۱) مختلف قبائل کے درمیان جو خانہ جنگیاں ہمیشہ جاری رہتی ہیں اور جس سے آئے دن خونریزی ہوتی رہتی ہے اُسکا انسداد ہو جائیگا۔

(۲) قریش مکہ معاہدہ کرنے والے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اُبھار نہ سکیں گے۔

رسول صلعم کے یہ مبارک اور امن بخش خیالات دُنیا کو صاف صاف بتا رہے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت بن کر آئے تھے نہ کہ تلوار چلانے جیسا کہ حضرت مسیح کا قول ہے۔ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلانے آیا ہوں۔

رسول اکرم کا عالمگیر خلق تو یہ چاہتا تھا کہ تمام پر صلح رہے اور کشت و خون قطعی نہ ہو مگر کفار مکہ جن کو آنحضرت اور آپ کے معتقدین سے سخت عداوت تھی ہر وقت یہی سوچتے تھے کہ جس طرح بھی ہو ان سب کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہیے۔ جب تمام مسلمان یہ چوکر بدینہ آئے اُن کو پہر بھی سینکڑوں کوس پرے جانے پر ہی چین نہ آیا۔ سب سے اول حبیب مسلمان حبش گئے جب ہی کفار قریش نے حبش تک پہنچا کیا مگر چونکہ وہ ملک ایک غیر بادشاہ کے ماتحت تھا اور سمندر درمیان میں حائل تھا ان کا

سربہ رانغ

شوال ۱۴۲۲ھ مطابق ۶۲۲ء عیسوی

ماہ شوال میں قریب دو سو کے کفار قریش کسی کام کے واسطے مکہ سے باہر نکلے چونکہ مسلمانوں کو ان کی عداوت کا ہر وقت خیال لگا رہتا تھا اس لئے ہر وقت ہوشیار رہتے تھے رسول صلعم کو ان کی جماعت کی اطلاع دی گئی آپ نے اس خیال سے کہ دشمن کہیں موقع پا کر اچانک نہ آڑیں ابو عبیدہ بن حارث جو آپ کے چچا زاد بھائی تھے معہ ساٹھ آدمیوں کے تجسس حال کے لئے روانہ کئے گئے۔

رانغ کے میدان میں جو ابوا کے قریب ہے صرف تیروں سے تھوڑی دیر مقابلہ ہوا مگر خدا کی قدرت کہ دشمن باوجود چار چند ہونے کے تاب مقابلہ نہ لاسکا اور مکہ کو واپس بھاگا۔ مگر جانبین میں سے کسی کا نقصان جاں نہ ہوا۔

سربہ ضرارہ

ذیقعد ۱۴۲۲ھ مطابق ۶۲۲ء

اسی زمانہ میں آنحضرت صلعم نے سعد ابن ابی وقاص کو قریش کے دوسرے قافلہ کی خبر لینے کو مامور کیا اور انشی آدمی ان کے ساتھ روانہ ہوئے سعد میدان ضرارہ اور حجبہ تک گشت لگا کر واپس مدینہ آئے۔ مگر اس قافلہ کا کہیں پتہ نہ چلا۔

۱۰ یہ بزرگ خال النبی اور عشرہ مشرہ سے ہیں۔ اسلام لانے میں ان کا ساتھ ملتا تھا۔ فاتح فارس اور بانی کوذہ ہیں ۵۴ھ میں وفات پائی۔

[illegible]

سفرنامه

(၁) နယ်စပ်ဒေသများတွင် အခြေခံအဆောက်အအုံများ ပြုပြင်ဆင်နွှဲခြင်း။

— १०५ —

تمت بحمد الله تعالى في شهر ربيع الثاني سنة ١٢٨٥ هـ

۱- از آن جهت که به جهت...

۱- در مورد این موضوع تحقیق کنید.

[illegible]

ہسکائے میں آگے تو سر اسر تمہارا ہی نقصان ہوگا۔ کیونکہ اگر تم مسلمانوں سے لڑو گے تو اپنے ہی ہاتھ اپنے بھائیوں کے گھون میں رنگو گے اور اگر تم قریش مکہ سے لڑے تو وہ غیروں کا مقابلہ ہوگا۔ یہ سن کر انہیں ہوش آیا اور تمام صحیح منتشر ہو گیا جب قریش مکہ نے دیکھا کہ وار خالی گیا تو دوسری تدبیر یہ کی کہ خفیہ طور پر مدینہ کے یہودیوں سے خط و کتابت شروع کی اور حبيب اُن کو اپنی طرف خوب ملایا اور اپنی کامیابی پر پورا بھر دسمہ ہو گیا تو مدینہ کے مسلمانوں کو لکھ بھیجا کہ تم یہ نہ سمجھ لینا کہ تم ہم سے دور چنے گئے ہو اور اس پر مغرور مت ہونا کہ ہمارے ہاتھوں سے صاف نکل کر امن کی جگہ پہنچ گئے ہو تم یقین کرنا کہ ہم وہیں پہنچ کر تم سب کا قلعہ قمعہ کر دیں گے۔ اور اس خط کے بعد چھ چھتر چھڑ بھی شروع کر دی۔ اور مسلمانوں کے خلاف دیگر اطراف میں بھی سازشیں پیلہ کرنے کی کوشش کی۔

غزوہ ودّان یا شروہ الواد

ماہِ سفر ۲۲۳ھ مطابق ۶۲۳ھ

یوں اکرم کا ہمیشہ یہ خیال رہا کہ آپس میں کشت و خون نہ ہو اور جس طرح ہوسلح سے نہ ہتھکے جائے مگر کفار قریش کی یہ حالت تھی کہ وہ آئے دن لڑنے کی تیاریاں کیا کرتے اور اپنے غور و خوض کے قبیلوں کی بھی منہ نہی صند کے خلاف ابھارا کرتے تھے اس لئے آپ ﷺ یہ خیال نہ کر سکتے تھے کہ مدینہ کے گرد نواح قبیلوں سے مسلح رکھی جائے اور اُن کو معاہدہ صلح میں نہ ایک کریں یہ چاہئے آپ ﷺ اس امن بخش ارادہ کو پورا کرنے کے لئے ودّان کا سفر

لے کر

آوردن و اسرار آنچو که از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 بهر آنکه از آنجا که از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید

۱۵۱

و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید

۱۵۲

و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید
 و از دست خود بیرون آید و از دست خود بیرون آید

اور اس طرح سینکڑوں میل کا سفر کر کے اہل مدینہ کو ثابت کر گیا کہ ہم اتنے فاصلہ پہنچ سکتے ہیں۔

آنحضرت نے خود نثر آدمیوں کے ساتھ اس کا تعاقب کیا علم حضرت علی کے ہاتھ میں دیا اور چشمہ بدر تک گئے اور حبيب پتہ نہ چلا تو واپس آئے۔ اس واقعہ سے مسلمان بہت کچھ چوگنا ہو گئے اور ہر چار طرف کی خبر رکھنے لگے۔

غزوہ ذوالعشرہ

جمادی الاخرہ ۲ھ مطابق ۶۲۲ء

ذوالعشرہ ایک مقام درمیان مکہ و مدینہ جانب بندر یثرب واقع ہے، جب معلوم ہوا کہ کچھ کفار قریش کسی ارادے سے وہاں جمع ہیں تو نبی صلعم ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچے تو اس عرصہ میں دشمن خبر پا کر حلیہ دیا۔ مگر اس سفر سے یہ ایک فائدہ ضرور ہوا کہ وہاں کے قبائل بنی مدلج اور بنی ضمر اسے معاہدہ صلح کا ہو گیا۔

اسی سفر میں حضرت علی کو ابو تراب کا خطاب دیا گیا وہ اس طرح کہ حضرت علی ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے آپ نے پیار سے ابو تراب کہہ کر پکارا اور پھر جب سے یہی کنیت ہو گئی۔

اسی سلسلہ میں قبلہ کا رخ کعبہ کی طرف قرار پایا۔ تجویل کعبہ میں بہت سی حکمتیں مخفی

۱۵ سنین ابی داؤد۔

۱۶ بدر ایک چشمہ کا نام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی سفر کے قریب واقع ہے۔ سمندر کا کنارہ یہاں سے ایک رات ایسے کارستہ پر بعض کا قول ہے کہ اس چشمہ کے بنیوالے کا نام بدر تھا اسلئے یہ چشمہ کا نام مشہور ہوا کہ یہاں سو آدمیوں میں سے

نقلی مسلمانوں کو علیحدہ کر دیتا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جو منافق یہودی مسلمانوں کے ساتھ
ملکر نماز پڑھتے تھے قبلہ بدلنے سے ان کا راز فاش ہو گیا کیونکہ یہودی یہ کب گوارا کر سکتے تھے
کہ جو چیز ان کی تو میت بلکہ ان کی ہستی کی بنیاد ہے اس کو وہ چھوڑ دیں۔ اور اس طرح منافق
یہودی شناخت ہونے لگے۔

مریخ

رجب ۲۷ مطابق ۶۲۳ء

آنحضرت نے اپنے پہلی زاد بھائی عبداللہ بن حشیش کو احباب کے ساتھ مکہ کی
طرف روانہ کیا تاکہ قریش کے اس قافلہ کی جو اہل سائے امیہ کی زیر سرکاری کر کے نکل کر مدینہ
کی طرف رخ کئے ہوئے تھے خبر لائیں اور ایک نوشتہ ان کو دے دیا جس کی نسبت
یہ فرمایا کہ جب دو روز کا راستہ طے کر لو تو اس نوشتہ کو پڑھنا جو کچھ اس میں لکھا ہو دوسرا
عمل کرنا وودن کی منزل طے کرنے کے بعد عبداللہ بن حشیش نے تحریر کو پڑھا تو اس
میں بطن مخیل رجو ایک مقام مکر اور طائف کے مابین ہے (میں پہنچ کر کفار قریش کے
حالات دریافت کرنے کا حکم پایا۔ عبداللہ بن حشیش روانہ ہوئے طائف سے آتے
ہوئے کفار مکہ کی ایک جماعت مع مال و متاع کے ان کو ملی مسلمانوں نے اپنی صورت
مثل عمرو کرنے والوں کے تبدیل کر لی کہ کفار ان کو شناخت نہ کر سکے اور مسلمان نے
ایک دم چوپا مارا اور فتح پائی مسلمانوں کے ہاتھ سے ایک شخص عمرو بن العاص
کیا اور دو کافر یعنی عثمان اور نوفل گرفتار ہوئے۔ اور بہت سا مال مسلمانوں کے
ہاتھ لگا۔

کے حساب میں غلطی ہوئی جب مدینہ میں صحابہ اور یہودیوں نے اعتراض کیا تو عیسیٰ نے
 کو اپنی کارگزاری پر مدلل ہوا۔ تو اسی موقع پر تسلونک عن الشہد الحرام قتال الخ
 نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ بے شک ماہ حرام میں لڑنا برا ہے لیکن مسلمانوں کو
 جو کفار نے مسجد حرام یعنی کعبہ سے نکال دیا وہ اس سے بھی برا تھا اس لئے بُرائی کے
 بدلے بُرائی کی گئی جو چنداں ہیجان نہ ہوا۔

اس آیت سے تمام مسلمان خوش ہوئے۔

عثمان اور نوفل جو کفار ہوئے ان کی رہائی کے لئے کفار قریش نے فدیہ بھیجا اور
 اس طرح وہ رہ گئے نوفل تو مسلمان ہو کر مدینہ میں رہ گیا مگر عثمان مکہ چلا گیا اور
 کافر مرا۔

جنگ بدر

۱۷ رمضان یوم شنبہ ۱۲ھ مطابق ۱۲ مارچ ۶۲۴ء عیسوی

۱۲ھ ہجری میں جو سب سے بڑا واقعہ اسلام کو پیش آیا وہ غزوہ بدر ہے۔ لکھتے وقت
 بڑا غلجبان پیدا ہوا کہ اکثر مورخین کی غلط فہمیاں جو انہوں نے جنگ کی نسبت لکھی ہیں
 بایہ ثبوت کو نہیں پہنچیں کس طرح ثابت کیا جائے۔

اکثر مورخین کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو صفیان کا قافلہ لوٹنے کی غرض سے نکلے تھے
 جس سے ہاجرین کا افلاس کم ہو جائے۔ یہ محض غلط ہے ہم اس پر معقول شہادتیں
 پیش کرتے مگر حسب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے کلام پاک کی سورہ انفال
 میں تمام واقعات بدر کی کیفیت کہول دی تو اسے پڑھ کر کوئی دوسری شہادت آسمان

[illegible]

۱- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۲- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۳- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۴- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۵- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۶- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۷- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۸- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۹- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔
 ۱۰- قریب ۱۲۰۰ فوٹا کھدائی ہوئی ہے۔

[illegible]

کیونکہ اُن سے مدینہ کے باہر لڑنے کا معاہدہ نہ تھا۔ مگر اس جنگ میں انصار و مہاجرین سے یکنگے تھے۔

اس جنگ کی تشریح قرآن میں مفصل درج ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فتح اسلام کی خوشخبری دی ہے جو کفر و اسلام اور ظلمت و روشنی کو علیحدہ علیحدہ دکھا رہا ہے۔ یقین ہے کہ جنگ کے واقعات ناظرین خوب سمجھ گئے ہوں گے لہذا اب واقعات جنگ شروع کئے جاتے ہیں۔

بدر وہ مقام ہے جو مدینہ سے تقریباً انسی میل ہے جس کا راستہ دشوار گزار گھاٹیوں سے ہو کر جاتا ہے۔ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ آئے تو کفار قریش طرح طرح کی ایذا رسانی کی تدبیریں کرتے رہے اور اپنی چوٹی چوٹی جماعتوں کو مدینہ کے اطراف میں بھیجتے رہے جن سے مقصد یہ تھا کہ جو مہاجر ملے اسکو یا تو قتل کر دے یا اُن کے مال و متاع پر قبضہ کر لے اور کسی بڑی مہم کی تیاریاں درپردہ کرتے رہے۔

چونکہ بڑی مہم کی تیاری کے لئے مصارف کی بھی ضرورت پڑتی ہے اُس کی یہ تدبیر کی کہ اس موسم میں جو قافلہ تجارت قریش مکہ کا شام کو روانہ ہوا اُس میں تمام اہلیان مکہ شریک ہوئے اور جس کے پاس جو رقم تھی وہ تجارت میں لگا دی۔

علاوہ مزدوں کے خوردتوں نے بھی اس تجارت میں شرکت کی اور جو کچھ ان کے پاس تھا دیدیا۔ ابھی یہ قافلہ شام سے واپس ہی نہوا تھا کہ اتفاقاً حنظل بن امیہ نے قافلہ درپیش ہو گیا جس نے قریش مکہ کو اور بھی جلد تیار کر دیا۔

مکہ کے بے باب مدینہ کی حالت پر غور کیجئے تو یہاں آنحضرتؐ کا جانی دشمن عبداللہ ابن ابی مہجہ تھا جو گردنواح میں سردار مانا جاتا تھا جس کو بڑی آرزو مدینہ کی بادشاہت

کرنے میں اہل مکہ سے دو چار قدم بڑھ کر تھی جدہ ہرست اصحاب نکلتے وہ چہیتیاں کہتے اپنے
مقدور موافق اسلام سے برابر تہذیب کرتے۔ لہٰذا دین ہی بند کر دیا گو ان کو سخت سخت
سزائیں دی جاتی تھیں مگر پھر بھی ان کی حالت نہ درست ہوتی تھی۔

اس حالت کو دیکھ کر آنحضرت صلعم نے اسلام پر سلطنت جمہوریہ کے اصول قائم
کئے اور مدینہ کی قوموں سے ایک معاہدہ کیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا جس کی رو سے تمام
قوموں کے حقوق مساوی ہو گئے۔ قاتل کی پہلے کوئی سزا نہ تھی مگر آپ نے سزائے
موت اور غول بہا مقرر کیا اور بظاہر آپس میں ایک مساوات سی قائم ہو گئی۔ اس اتحاد
سے مخالفین عرب کے جو صلے تنگ ہو گئے اور اب وہ اپنی کوششوں کو نگاہ یاس سے
بے سود پانے لگے غیر قومیں بھی آنحضرت کے قانون پر اپنا سر جھکانے لگیں یہاں تک کہ انہوں نے
ہی اپنا سردار قرار دیا۔

مدینہ میں یہودیوں کی تین قومیں جو سب سے زیادہ سرکش اور متعصب تھیں اس عہد
پیمان پر اتفاق نہ کرتی تھیں مگر جب انہوں نے اسلام سے مقابلہ کرنے میں اپنا ہی سراسر
نقصان پایا تو وہ شریک حال اسلام کی ہو گئیں اور تمام شرطوں سے اتفاق کیا۔

مگر سب سے قابل افسوس یہ امر تھا کہ آنحضرت کی مہربانی، خلقِ رحمدلی، اتفاق یہودیوں
کے دلوں کو کچھ ہی تسکین نہ دیتی تھی۔ یا یوں سمجھو کہ آنحضرت کا خلقِ عظیم قانون کی پابندی
نہ کر سکتا تھا کیونکہ ان کے دلوں پر تو مخالفت کے نقشِ کندہ تھے اور ان کو ایک وقت
خاص کا انتظار تھا کہ جب تک وہ کسی طرح سے مٹائے نہ جائیں باز نہ آئیں آخر کار اس کا
یہ نتیجہ ہوا کہ انہوں نے عہد شکنی کی اور سب کے سب آنحضرت کی مخالفت پر ٹوٹ پڑے
اور ایسے ہو گئے گویا وہ سب عالم خواب میں دیکھا تھا۔ اگر کوئی ان سے سوال کرتا کہ تم

[illegible]

— محمد علی

[illegible]

ہوگی تو ناچار آپ نے بھی جنگ کی طرف رجوع ہوئے۔ کیونکہ آپ ہرگز یہ نہ چاہتے تھے کہ میرے رفیق خون میں نہاں یا خدا کی مخلوق درد سے چلائے مگر مشیتِ ایزدی کیونکہ آپ صرف اسلام ہی کی داعی تھے بلکہ لوگوں کے جان و مال کے بھی محافظ تھے اب آنحضرت صلعم بہت خبر گیری رکھنے لگے چنانچہ وہ مخبر جو پوشیدہ خبریں اہل مکہ کو دیتے تھے وہ چہرہ شخص گرفتار ہوئے اور وہ قانون رائج الوقت کے موافق سخت سزا دیا ہوئے۔

آنحضرت صلعم نے نگرانی کے واسطے آدمی مقرر کر دئے اور دو اصحاب طلحہ بن عبد اللہ اور سعید بن زید کو شام کی طرف روانہ کیا تاکہ ابو صفیان کے قافلہ کی واپسی کا حال دریافت کریں یہ اصحاب بتلاش قافلہ مقام نجد تک پہنچے اور نیز کشد کی منزل میں قیام کیا کشد نہایت مکرم و تعظیم سے پیش آیا۔ تھوڑے عرصہ بعد ابو صفیان ہی مع قافلہ کے آپہنچا اور کشد سے آنحضرت صلعم کا حال دریافت کیا مگر اس نے کچھ بیان نہ کیا طلحہ و سعید ایک پہاڑی پر چڑھ کر اس کے قافلہ کا زاویہ کرنے لگے اور بعد معائنہ مدینہ کو روانہ ہوئے اور کل کیفیت نبی صلعم سے بیان کی آپ نے بسیس بن عمر و عدی کو اپنے لشکر کی روانگی سے قبل کفار کے لشکر کی خبر لانے کو روانہ فرمایا۔ جب یہ لوگ بدر پہنچے تو دو شخصوں کی زبانی معلوم ہوا کہ قریش کا قافلہ کل یا پرسوں اس جگہ پہنچ جائیگا۔ یہ سن کر واپس آئے اور جملہ حالات نبی صلعم سے عرض کئے۔

جب یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا کہ مکہ قریش مدینہ پر ضرر حملہ کریں گے اور اوت کی سازش میں مدینہ کے بھی یہودی شریک ہیں تو آنحضرت نے سب کو حج کیا اور اس

رکے بیٹے رہتے تو ہیٹر بکریوں کی طرح ذبح ہو جاتے۔

کیا آپ نے انجیل لوقا میں نہیں پڑھا کہ جب حضرت مسیح اپنے تین سال کے وعظ کے بعد اپنے اصلی مقصد سے مجبور ہوئے تو اپنے حواریوں کو حکم دیا کہ اپنے کپڑے لٹے اور نقدی کے بدلے ہتھیار خرید کر مسلح ہو جاؤ۔ (لوقا ۲۲)

اسی ضرورت کے لحاظ سے خدا نے عروجل نے چودہ سال کفار کے ظلم و ستم سننے کے بعد اسلام پر احسان فرمایا اور حملہ آور دشمنانِ دین مافعت کا حکم نازل فرمایا۔

چونکہ یہ پہلا حکم جہاد کا ہے جس کی رو سے مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی گئی لہذا اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے اصل عبارت کلام مجید کی سورہ حج رکوع ۶ میں درج ہے۔

تم جہم۔ جنگ کرنے والوں کو اجازت دی جاتی ہے۔ کیونکہ ان پر ظلم ہوا خدا ان کی مدد پر بے شک قادر

ہے۔ یہ لوگ اپنے وطن سے بلادِ جہم اس لئے نکالے گئے کہ انہوں نے اللہ کو اپنا رب مان لیا ہے۔

اور اگر بعض لوگوں (حملہ آوروں) کو بعض لوگوں (یعنی مسلمانوں) سے اللہ ایک دفعہ نہ کر آتا تب ضرور

عیسائیوں کے گرجا۔ یودیوں کے معابد۔ اور ترسا کے مندر اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اسمِ الہی

کا ذکرِ شریعت سے ہوتا ہے گرا دی جائیں۔

اس حکم میں صاف وجوہات درج ہیں جو جنگ کر نیکی باعث ہوتیں۔ کہ جنگ جہاد ہے

یا مافعت۔ دوسرے مسلمانوں کا مظلوم اور حملہ آوروں کا ظلم تیسرے مسلمانوں کا گھر بار

چھوڑ کر نکلنا۔ اور اپنی ملکیت سے دست بردار کیا جانا صرف اس بنیاد پر کہ اسلام کیوں قبول

کیا۔ چوتھے یہ بھی بتایا گیا کہ جنگ صرف مسلمانوں کے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ عوام کے

فائدے کے لئے ہے۔

ان تمام ضروری وجوہات نے مسلمانوں کو جنگ کیلئے آمادہ کر دیا خواہ وہ دس سو سال

(۵) تمام لشکر کے آدمی زرہ پوش اور آلات حرب سے مسلح۔

(۶) متعدد گائے والی عورتیں اور بچے پڑھنے والے مرد۔

(۷) رسل کا انتظام مندرجہ ذیل امرائے قریش کے ہاتھ میں تھا۔

حارث بن عامر۔ نضر بن حارث۔ ابو جہل۔ عتبہ بن ابی لہب۔ امیہ وغیرہ۔ یہ لوگ ہر روز باری باری دین اور فوج کو کہلاتے تھے۔

عتبہ بن ربیعہ قریش میں سب سے زیادہ مالدار تھا اور فوجی انتظام اسی کے ماتحت تھا۔

پدر جس مقام پر کہ لڑائی ہوئی وہ مکہ سے تین منزل اور مدینہ سے دو منزل ہے۔ جب تک کہ کفار مکہ نے زیادہ راستہ طے نہ کر لیا۔ آپ نے ارادہ جنگ کا نہ کیا۔

جنگ سے ایک روز قبل نبی صلعم نے میدان جنگ کا معائنہ کیا اور بتلایا کہ کل انشاء اللہ فلاں جگہ فلاں اور فلاں جگہ فلاں قتل ہوگا۔

جنگ سے پہلے نبی صلعم نے دعا مانگی اور کہا کہ اے خداوند ان مسلمانوں پر رحم کر دو کیونکہ ان کے مارے جانے کے بعد دنیا میں تیرے جاہ و جلال اور وحدانیت کی مناد ہو کر رہنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اور اسی طرح مسلمانوں نے بھی دعائیں کیں۔

اب کفار قریش کا حال ملاحظہ ہو کہ یہ ہر دم و ہر کھٹہ آنحضرت کی خبریں منگواتے تھے اور ان کو یہ بھی معلوم تھا کہ محمد صلعم کے جاسوس جا بجا ہماری تلاش میں پھرتے ہیں چنانچہ ان کی واپسی کے بعد جب ابوسفیان اس مقام پر پہنچا تو مجیدی بن عمر سے حضرت کے اصحاب کا حال دریافت کیا مگر انہوں نے لاعلمی ظاہر کی صرف اس قدر کہا کہ صرف

۱۱ معارف بن قتیبة

۱۲ ابن الاثیر

[illegible]

نے اون کی دشمنی کے میگزین میں آگ لگا دی اور یک دم تمام مکہ کے لوگ جنگ کرنے کے لئے مستعد و آمادہ ہو کر نکل پڑے اور بدر کی طرف روانہ ہو گئے ایدہر وہ قافلہ صحیح و سلامت مکہ پہنچ گیا چنانچہ ابوصفیان نے ابو جہل کو فوراً اطلاع دی کہ جب مال بچ گیا تو پھر جنگ سے کیا مطلب مگر ابو جہل کی چال بازی کے آگے کسی کا بس نہ چلا دوسرے اس کی موت دامنگیر تھی بہلا کیوں کسی کی مانتا چونکہ قومی معاملہ تھا ابوصفیان ہی معہ جماعت کے ابو جہل کے ساتھ مل گیا مگر پھر بھی یہی بحث رہی کہ لڑنا مصالحت ہے یا واپس جانا۔

قبائل عدی اور زہرہ کے سرداروں نے کہا کہ اب لڑنا ضرور نہیں مگر ابو جہل نے نہ مانا اور ان ہردو قبائل کے لوگ شریک جنگ نہ ہوئے۔ ابو جہل نے آخر کار عامر کو بھی ملایا جس کا بھائی عمر جنگ عبداللہ میں مارا گیا تھا۔

غرض کہ نہایت ساز و سامان سے کفار روانہ ہوئے۔ جس کی تفصیل درج ہو چکی ہے راستہ میں عتبہ و شیبہ پیچھے رہ گئے اور ذکر خواب عاتکہ کا کرنے لگے۔ اس نے میں ابو جہل آگیا اور پوچھنے لگا کہ کیا ذکر کر رہے تھے انہوں نے اصل واقعہ بیان کر دیا ابو جہل بولا کہ تعجب ہے اولاد عبدالمطلب پر کہ اپنے مردوں کی نبوت پر تو رضامند

۱۵ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے قبل ازروا نگئی یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک شتر سوار نے بطحار مکہ میں یاد از بلند تین مرتبہ یہ کہا کہ اے کفار قریش جلد قتل ہونے کے واسطے آؤ پھر وہ شتر سوار اسی طرح مسجد الحرام میں گیا اور خانہ کعبہ پر چڑھ کر یہی کہا اس کے بعد وہ سوار کوہ ابوقیس پر گیا اور وہی آواز دی اور ایک بہتر اٹھا کر نیچے پھینکا۔ ابھی وہ بہتر گرا ابھی نہ تھا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تمام مکہ کی سرزمین پر پھیل گیا مگر خانہ نے بنی ہاشم اور بنی زہرہ میں کوئی سنگریزہ اٹکا نہ گیا یہ خواب عاتکہ نے عباس پر ظاہر کیا اور اس نے اور دن سے کہا۔ ۱۳

عہدہ موقعوں پر قبضہ کر لیا تھا اور چشمہ اور کنواں اپنی طرف سے کر لیا تھا چونکہ زمین بیتی تھی اونٹوں کے پاؤں تک دھسے جاتے تھے اس پر حباب بن مند نے کہا کہ حضور نے جو مقام تجویز کیا ہے اگر وہی کے رو سے نہیں ہے تو اس کو چھوڑ کر آگے بڑھنا مناسب ہے تاکہ چشمہ پر ہمارا قبضہ ہو جائے اور اس کی وجہ سے اس پاس کے کنویں بھی دشمن کے لئے بیکار ہو جائیں۔ آپ صلعم نے یہ رائے پسند فرمائی اور ایسا ہی کیا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا یہ مزید احسان ہوا کہ بارش ہو گئی جس سے زمین سخت ہو گئی اور آفتاب پس پشت تھا۔ مسلمانوں نے بارش کا پانی جا بجا جمع کیا جو وضو اور غسل کے کام آیا۔ مگر بارش کا فائدہ دشمن کو بھی ملا چونکہ یہ وقت رات کا تھا مسلمانوں نے کمر کھولی اور آرام کیا مگر رسول پاک شب بھر درگاہ الہی میں دعا کرتے رہے صبح کو نماز کے لئے اذان دی گئی اور بعد نماز آپ نے جہاد کا وعظ فرمایا۔

قریش جنگ کی تیاریاں نہایت یتیمی سے کر رہے تھے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس مختصر جماعت کو جھنگا کر اسلام سے بدلہ لیتا معمولی بات ہے مگر ان کی جماعت میں دو چار نیک دل بھی تھے جن کا دل لڑنے کو نہ چاہتا تھا اور خوزیر می سے ڈرتے تھے چنانچہ ان میں ایک شخص حکیم بن حزام تھا جو صلح کا خواہاں تھا اور اسی ارادہ سے عقبہ بدر راہ فوج کے پاس جا کر بولا کہ اگر آپ نیک نام بننا چاہتے ہیں تو آج کے دن آپ اپنی یادگار قائم کر سکتے ہیں سب بولادہ کس طرح حکیم نے کہا کہ قریش کا جو کچھ مطالبہ ہے وہ صرف دشمنی پر قتل ہے جو آپ کو سلیف تھا آپ خوں بہا دیے نیچے عقبہ چونکہ سینہ ہمسادہ شمس تھا اس نے تیرے منظور کر لیا مگر چونکہ ابو جہل کا اتفاق اسے ضرور

(۱-۲) کتب و دست‌نویس‌ها

سے اور ان کی بیوی بچہ اور اولاد کو دیکھ کر کہتا ہے یہ تو میری بہن کے بچے ہیں جو اب اس کا گھر چلا گیا ہے۔
 وہ کہتا ہے ہاں، میں نے سنا تھا کہ آپ نے کہا تھا کہ یہ بچے اس کا گھر چلا گیا ہے۔
 وہ کہتا ہے ہاں، میں نے سنا تھا کہ آپ نے کہا تھا کہ یہ بچے اس کا گھر چلا گیا ہے۔

۱۰۰

[illegible][illegible]

نبی صلعم نے صبح کے وقت اصول جنگ کے مطابق فوجوں کو مرتب کیا قبیلہ اوس
خزرج اور ہما جس میں کے تین دستے بنائے اور ان کے علم ترتیب وار سعد بن معاذ
حباب بن منذر اور مصعب بن عمیر کے سپرد کئے۔

صفیں درست کرتے وقت آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس کے اشارہ سے آپ
ہر ایک کو ایک قطار میں کھڑے ہونے کا اشارہ فرماتے تھے شور و غل کرنے کی ممانعت تھی
جب دونوں صفیں مقابل ہوئیں تو یہ عجیب منظر تھا۔ چند شخص مسلم کے مقابلہ میں
کفار کی جرار فوج۔ باپ کے مقابلہ میں بیٹا اور بہائی کے مقابلہ میں بہائی۔ یہ معرکہ ایشا
اور جان بازمی کا بڑا حیرت انگیز تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے بیٹے جو اب تک اسلام نہ لائے تھے
فوج سے نکلے تو حضرت ابو بکرؓ کے مقابلہ کو بڑھے۔ عقبہ میدان میں آیا تو ان کے مسلم بیٹے
خدیفہ سامنے آئے دوسری طرف حضرت عمرؓ اپنے ماموں کا خون بہا رہے ہیں اللہ غنی
کیا اسلام کی عزت تھی جو اپنے کافر عزیز کی محبت دل میں نہ آنے دیتے تھے۔

صبح جب ہر دو فوجیں قریب آگئیں اس وقت بھی آپ نے صحابہ کو پیش قدمی سے
روکا اور فرمایا کہ تیرے رو کو کفار بالمقابل جم گئے اور سب سے اول عامر اپنے بہائی حشرمی
کے خون کا بدلہ لینے کے لئے میدان میں آیا اس کے مقابلہ کو حضرت عمرؓ کا غلام مہجوع
آگے بڑھا مگر افسوس کہ عامر کی تلوار کا شکار ہو گیا۔

اس کے بعد عقبہ جو اس وقت پہ سالار تھا اور ابو جہل کے کھٹکتے سے بہیم ہو رہا تھا۔
اپنے بہائی شعیبہ اور بیٹے ولید کو ساتھ لیکر میدان جنگ میں آیا اور اپنا مبارز طلب کیا
ان کے مقابلہ کو عوف معاذ اور عید اللہ بن رواحہ انصاری فوج سے باہر

جب بھی نوک ٹیڑھی ہو گئی اور یہ برچی یادگار زمانہ ہو گئی۔ یعنی حضرت زبیر سے آنحضرت صلعم نے مانگ لی۔ آپ کے بعد چاروں خلفائے پاس رہی پھر حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس آگئی۔

مگر حضرت زبیر نے بھی کئی زخم کاری کہائے ایک زخم شانہ پر ایسا سخت آیا کہ اچھے ہوئے پر بھی اس قدر گہرا تھا کہ انگلی جاسکتی تھی چنانچہ ان کا بیٹا عروہ بچپن میں اس زخم میں انگلی ڈال ڈال کر کھیل کرتا تھا۔

حضرت زبیر کی تلوار بھی لڑتے لڑتے گر گئی تھی۔ چنانچہ جب عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے تو عبدالملک نے عروہ سے پوچھا کہ تم زبیر کی تلوار پہچان سکتے ہو۔ عروہ بولے بیشک عبدالملک نے کہا کیونکر تو جواب دیا کہ جنگ بدر کے معرکے میں دندا نے پڑ گئے تھے عبدالملک نے وہ تلوار عروہ کو دیدی۔ اسکی قیمت جو انکووائی تو چاندی کے قبضہ ہونے کی وجہ سے تین ہزار قرار پائی۔

حضرت علی ابن ابوطالب نے سترہ اٹھارہ کفار قتل کئے حضرت علی کو یہ اول ہی موقع جنگ کا ملا تھا گو آپ کا اوسط بدن میانہ قد تھا مگر از حد درجہ کی چستی اور جالاکی بھری ہوئی تھی مزاج میں نہایت استقلال تھا۔ آپ کی اس عمر کی ہمت پر لوگ تعجب کرتے تھے حمزہ بن عبدالمطلب نے بھی چہ سأت آدمی کنار کے ہلاک کئے ان کا طرز جنگ بھی زالا تھا۔

وقت جنگ کچھ کلمہ منہ سے نکالتے تھے جس سے طبیعت کو زور اور کفار کی ہلاکت کی خوشی دل میں موجزن ہوتی تھی۔ دوسرے ان کلمات سے یہ بھی غرض تھی کہ اپنے اور بیگانے

نجاہدین اسلام کی عقیدت کا سال سینے کے سنف درست کرتے وقت آنحضرت نے دیکھا کہ ایک شخص خضر اے قاعدہ کھڑا ہوا ہے آپ نے چاہا کہ اس کو لکڑی سے ہٹا کر صف میں شامل کر دیں اتفاقاً وہ لکڑی اس کے سینہ پر لگی اس نے آنحضرت سے کہا کہ آپ نے مجھے بلا قصور مارا اس کے عوض میں قصاص دیجئے کیونکہ انصاف یہ ہی ہے آنحضرت نے اپنا سینہ کھول دیا کہ تو بھی مار اس نے دوڑ کر سینہ مبارک کو بوسہ دیا آنحضرت نے متحیر ہو کر مجنونانہ حرکت کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ جب میں لڑائی میں شامل ہوا تو زندگی سے ہاتھ دھو چکا مرتے وقت آپ کے جسم مبارک میرے ہونٹوں سے چھو جانا میرے خیال میں ایک نعمت عظیم تھی۔ اس لئے میں نے یہ حرکت ایسا موقع پا کر کی۔

ابو جہل اپنی بد ذاتی اور شرارت میں کامل شہرت رکھتا تھا اور اسلام کے ساتھ اس کی دشمنی کا عام چرچا تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر معاذ اور معوذ انصار کے دوازدہ لوگوں نے یہ عہد کیا کہ آج یا تو ہم ابو جہل کو ماریں گے یا لڑ کر خود مر جائیں گے۔ ابو جہل کو چاروں طرف تلاش کرتے پھرتے حضرت ابو بکرؓ کے قریب آئے اور کان میں دریافت کیا کہ ابو جہل کہاں ہے آپ نے پوچھا کہ میاں صاحبزادے پوچھنے سے تمہارا کیا مطلب ہے وہ بولے ہم نے اس کافر کے مارنے کا اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے آپ نے اشارہ سے پتہ بتا دیا۔

یہ دونوں شیر کی طرح چبھتے اور جاتے ہی ایسا وارکاری تلوار کا لگا یا کہ زمین پر لوٹنے لگا۔ یہ دیکھ کر ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے پیچھے سے آکر معاذ کے بائیں شانہ میں ایسی تلوار مار دی کہ ہاتھ تسمہ کے سہارے جھولنے لگا معاذ کو چونکہ لڑنے میں ایسے شکنے والے ہاتھ سے وقت ہوتی تھی اس لئے زخمی ہاتھ کو پاؤں کے نیچے دبا کر بازو سے علیحدہ

[illegible][illegible]

وقت کیا تھا ان میں سے گیارہ شخص قتل ہوئے باقی تین بہاگ گئے جو بعد کو مسلمان ہوئے مگر ان لوگوں کی ہلاکت سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ مسلمانوں کے دشمن ہی غارت ہو گئے۔ جاہلیت کے جوش نے اور نئے نئے دشمن پیدا کر دئے جن کا آگے ذکر آوے گا ابو جہل اور عتبہ کے مارے جانے سے کفار قریش کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور سب کی ہمت ٹوٹ گئی امیہ بن خلف جو رسول صلعم کا جانی دشمن تھا وہ بھی اسی میدان میں کہیت رہا۔

عبدالرحمن بن عوفؓ نے ایسے ہی کسی موقع پر وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مدینہ آیا تو میں فہامن ہوں گا یہ جنگ بدر میں شریک تھا اور اس سے بدلہ لینے کا اچھا موقع تھا لیکن عبدالرحمن نے کو شمش کی کہ وہ بچکر نکل جائے اور اسی لئے اس کو پہاڑ پر لے گئے مگر چونکہ موت دامن گیر تھی کسی طرح بالال نے دیکھ لیا اور انصار کو خبر ہو گئی یہ سب لوگ اسپر چھپے انہوں نے امیر کے بیٹے کو سامنے کر دیا اور وہ فوراً قتل کر دیا گیا اب پہرا سکا نمبر آیا عبدالرحمن نے اس کو بچانے کے لئے اس کو زمین پر لیٹا دیا اور آپ اس پر چپا گئے مگر لوگوں نے اس کو ٹانگہ پکڑ کر گسیٹ لیا اور قتل کر دیا اس کشمکش کی حالت میں حضرت عبدالرحمن کی ٹانگہ بھی زخمی ہو گئی۔

کفار کے دل کا ٹوٹنا تھا کہ ان کی صفیں درہم برہم ہو گئیں اور فوجی انتظام قائم نہ رہ سکا اور درست بدہمت کی لڑائی ہو گئی مگر وہ کیا لڑ سکتا ہے جس کی ہمت ہی جواب دے چکی ہو بالآخر بہاگ شروع کیا اور سب مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے ایک جماعت تو تعاقب میں تھی اور کفار کو گرفتار کرنے میں مشغول تھی اور دوسری مال غنیمت حاصل کر رہی تھی۔

ہے اور ان کی تعلیم کے لیے جو کچھ ہے وہ سب اس کے لیے ہے۔ یہی ہے کہ جس نے اللہ کو پہچان لیا، وہ اپنے لیے ہر شے کا مالک بن گیا۔

၁။ နိဗ္ဗာန်သို့ ရောက်ရှိရန်

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

۱۔ ختمیہ کے لئے یہ ہے کہ اس کی تعلیم پر توجہ دے کر اس کی تعلیم کو
 ختمیہ کے لئے ہی کر دیا جائے۔ اس کی تعلیم کو ختمیہ کے لئے ہی کر دیا جائے۔
 اس کی تعلیم کو ختمیہ کے لئے ہی کر دیا جائے۔ اس کی تعلیم کو ختمیہ کے لئے ہی کر دیا جائے۔

مڑائی میں آنحضرت کا معمول تھا کہ جہاں لاش نظر آئی آپ نے فوراً دفن کر دیا مگر جب لاشوں کا ڈھیر ہو گیا تو آپ نے ایک کنویں میں سب کو ڈلوادیا صرف ایک احمیہ کی لاش باقی رہی وہ اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ جگہ سے ہی نہیں ہٹ سکتی تھی۔ اس لئے اسکو وہیں خاک میں دبا دیا۔

شہدائے بدر نواحِ مدینہ میں دفن ہوئے۔ اس متبرک مقام پر اور بھی بہت سے شہداء کی قبریں ہیں جن کی زیارت کو ہر سال مسلمان جاتے ہیں۔

فہرست شہداء و بدر

(۱) صحیح بن صالح یہ حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام قوم عک سے تھے سب سے پہلے میدانِ جنگ چھانکے اور شہید ہوئے۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ یومئذ صحیح سید الشہداء۔

(۲) عئیدہ بن حارث ابو الحارث یا ابو معاویہ کنیت سب سے اول اسلامی تاریخ کے سردار ہی بنائے گئے۔ ۳۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

(۳) عیمربن ابوقاص حضرت سعد کے چوٹے بھائی ہیں عشرہ مبشرہ سے ہیں وقتِ شرکتِ جنگ ۱۲ سال کی عمر تھی آنحضرت صلعم نے بوجہ صغر سنی واپس کر دیا تو آپ رو پڑے۔ پھر اجازت دیدی۔ پھر خنداں خنداں لڑے اور جنت کو سد ہائے۔

(۴) عاتل بن کبیر یہ خالد کے بھائیوں میں ہیں۔

قیدیوں میں عباس بن عبدالمطلب ہی تھے ان کی مشکیں بہت سخت بند ہی ہوئی تھیں یہ رات کو بسبب بے چینی کے کھڑا رہے تھے اور ادھر آنحضرت صلعم ان کی آواز سے بے قرار تھے کسی صحابی نے آپ کی بے چینی دریافت کر کے عباس کے ہاتھ ڈھیلے کر دئے عباس کی وہ تکلیف رفع ہو گئی اور کمر بند ہو گیا جب آنحضرت نے آواز سنی تو معلوم کیا کہ ضرور رعایت کی گئی اس پر آنحضرت نے فرمایا کہ تمام قیدیوں کی مشکیں کھول دو۔

قیدی دو دو تین تین ہر صحابہ کے سپرد کر دئے گئے تھے ان میں ابو عمرؓ بھی تھے جو حضرت مصعب بن عمیرؓ کے بھائی تھے ان کا بیان ہے کہ میں جس انصار کے گھر قید تھا وہ مجھ کو دونوں وقت کھانا کھلاتا اور خود کچوروں پر گنہ کرتا مجھ کو شرم آئی اور میں نے روٹی دیکر کچوریں ان سے لے لیں مگر انہوں نے فوراً اپنی کچوریں واپس کر لیں یہ صرف اسوجہ سے کہ رسول صلعم کا حکم قیدیوں کو آرام سے رکھنے کا تھا۔

سہیل بن عمروؓ بھی قیدی تھا جو نہایت فصیح تھا اور کھلے میدان آنحضرت صلعم کے خلاف تقریر کیا کرتا تھا۔ حضرت عمارؓ نے کہا یا نبی اللہ اس کے دینچے کے دانت اگڑوا دیجئے تاکہ اچھا نہ بول سکے آنحضرت نے جواب دیا کہ اگر میں ایسا کروں گا تو خداوند تعالیٰ بھی میرے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔

یسیران بدر کے پاس کپڑے نہ رہتے تو آنحضرت صلعم نے سب کو کپڑے دلوا دئے مگر حضرت عباسؓ کا قدر اس قدر اونچا تھا کہ کسی کا کپڑا ٹھیک نہ آیا۔ عبداللہ بن ابی نے جو منافق رئیس مدینہ میں تھا اپنا گرتہ اُتار کر دیا جو حضرت عباسؓ کے درست آیا

کہ ضرورت ہاتھ پھیلانے کی کیا ہے وہ نقد جو چلتے وقت اپنی بی بی کے سپرد کر آئے ہونگے اور اس پر عباس نے بے اختیار ہو کر کہا کہ بیشک آپ سچے بنی اور برگزیدہ خدا ہیں اس نقد کی کسی دوسرے کو خبر نہ تھی آپ کو متجاہل نہ معلوم ہوا۔ مگر جو لائق فدیہ دینے کے نہ سمجھے گئے وہ ویسے ہی چوڑے گئے اور جو قابل فدیہ ادا کرنے کے تھے ان سے چار چار ہزار درہم تک فدیہ لیا گیا اور امرائے اور بھی زیادہ۔ خواہرہ قیدی اس شرط پر رہ گئے کہ وہ انصار کے لڑکوں کو پڑھائیں آنحضرت کے داماد ابوالعاص بھی قیدیوں میں تھے ان کے چھڑانے کے واسطے زمین بنت رسول نے اپنی ہیکل فدیہ میں بھیجی اور یہ وہ ہیکل تھی جو حضرت خدیجہ کبریٰ نے ہمیز میں دی تھی اس ہیکل کو دیکھ کر حضرت خدیجہ آپ کو یاد آئیں اور آپ بہت متاثر ہو کر آبدیدہ ہوئے اور اصحاب سے اجازت لیکر ہیکل کو واپس کر دیا تاکہ بیٹی کے پاس ماں کی یاد گار باقی رہے اور ابوالعاص کو اس شرط پر رہا کر دیا کہ وہ زمین بنت رسول کو مدینہ بھیج دے تاکہ مبادلہ ہو جائے۔ چنانچہ ابوالعاص مکہ آئے اور حضرت زینب کو مدینہ بھیج دیا۔

ابوالعاص ایک بڑے تاجر تھے چند سال بعد نہایت سامان سے تجارت کے لئے شام کو روانہ ہوئے وہاں ایسی میں مسلمانوں نے ان کا تمام مال لوٹ لیا اور آپس میں تقسیم کر لیا یہ جبکہ حضرت زینب کے پاس پہنچے اور اماں چاہی آنحضرت نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا اگر مناسب سمجھو تو ان کا مال واپس کر دو سب کی گردنیں جھک گئیں اور ایک ایک تار تک واپس کر دیا اس احسان کا اثر ان پر اس قدر ہوا کہ مکہ آکر سب کا حساب کر کے مال سپرد کیا اور خود مدینہ آکر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

انصار نے آنحضرت سے عرض کیا کہ حضرت عباس ہمارے بہانچے ہیں ہم انکو

[illegible]

بدر کے مال غنیمت میں مسلمانوں میں کچھ چھپا ہوا اگر آپ صلعم نے فوراً ہی اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا اور پھر ہمیشہ کے واسطے سورہ انفال میں اس کا تصفیہ ہو گیا پھر کبھی اسلام میں مال غنیمت پر گفتگو تک نہ ہوئی مال غنیمت کا سردار کی مرضی پر منحصر کہا گیا چنانچہ بدر کی لڑائی میں ایک خمس رسول کا الگ کر دیا گیا اور چار خمس سب پر تقسیم کیا گیا رسول کے خمس کو سرمایہ بیت المال یا جنگل کی اصلاح کے موافق مالگناری سرکار کہنا چاہیے جس سے کہ مساکین و غربا کی مدد کی جاتی تھی مقتول کے ہتھیار قاتل کو دئے جاتے تھے۔

حضرت عمر صائبؓ ارے تھے مگر کفار کے حق میں سخت تھی آنحضرت آپ کی باتوں کو وقت پر سننے تھے اور اکثر کاربند ہی ہوتے تھے بدر کے قیدیوں کی نسبت آپ کی رائے گردن مارنے کی تھی اور آپ نے آنحضرت سے کہا کہ میرے عزیز قتل ہونے کے لئے میری سپرد کر دئے جاؤں عقیل اپنے بھائی علی ابن ابی طالب کے حوالے ہوں اور عباس کی نسبت ان کے بھائی حمزہؓ کو حکم دیا جاوے کہ وہ قتل کریں تاکہ عام طور پر معلوم ہو جاوے کہ اہل اسلام کو اب کفار کے ساتھ کسی قسم کی

۱۷ فرقہ شیخان حضرت عمر کی خوبیوں کا قائل نہیں ہے حضرت کے وقت میں حضرت عمر صائبؓ رائے اور بہادر سمجھے جاتے تھے وہ کہتا ہے کہ عجز و تکبر کے مطلب ہی کے نہ تھے البتہ وہ قیدی یا مجبوری کی حالتیں جو پیش ہو اُس کے قتل کر نہیں ہی بڑے مرد تھے بلکہ یہ فرقہ حضرت علیؓ کو سب پر ترجیح دیتا ہے اسکو تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے جو کار نمایاں کیں وہ صفیہؓ روزگار سے میٹ نہیں سکتیں مگر اس کے ساتھ اس سے انکار بھی نہیں ہو سکتا کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ اور خود اپنے وقت میں خود مختار حکمراں ہو کر اسلام کے ساتھ جو سلوک کئے اور جو کار نمایاں دکھائیں وہ زبانوں سے چاہے نہ کہی جاویں مگر کتابوں کے صفحوں سے تو میٹ نہیں سکتیں۔ ۱۷

جائے رہا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ اپنے اونٹ کے کہو جانے پر روتی ہے مقتول
بدھ پر ماتم کرنا بدستور منع ہے۔ اس وقت اسود نے ایک نہایت دردناک مثنوی
تصنیف کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ گم ہونے پر لوگ رونے پاتے ہیں اور
میرے تین نخت جگر مارے گئے مگر میں رونے نہیں پاتا۔

مدینہ میں بھی مسلمانوں کے دشمن موجود تھے مگر کمیوں کی طرح سنگ دل نہ تھے مگر ہر
بھی مضرت پہونچانے کی جرات رکھتے تھے وہ لوگوں کو ہکاتے تھے اسلام کی ہجو کرتے
تھے اور اہل مدینہ کو اسلام قبول کرنے سے روکتے تھے منجملہ اُن کے عصما بنت مروان
ایک عورت تھی کہ جو مثل ام حبیل کے مسلمانوں کو بہت برا کہتی تھی اور انصار کو تو
بہت ہی ناشائستہ الفاظ سے یاد کرتی تھی جب مسلمان جنگ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو
اس کی زبان اور بھی کھل گئی۔ عمیر نامی ایک شخص نابینا انصار سے تھا جو شریک بدر نہ ہوا
تھا جب مسلمان بعد فتح بدر سے واپس آئے تو عمیر رات کو اس عورت کے مکان پر گیا
اور ٹول کر نہایت چالاکी سے اس کے کلیجے میں ایسا خنجر مارا کہ اس کا کام تمام ہو گیا مگر
قتل کرنے کے بعد اس کو یہ خیال ہوا کہ میں نے آنحضرتؐ کے بغیر بوجھے کیا ہے لیکن
اپنے سن کر کچھ برا نہ کہا اور حضرت عمرؓ نے تو بہت تعریف کی اسی طرح ایک اور شخص
دشمن خدا اور رسول ابو عصف نامی مدینہ میں تھا جس کو سالم بن عمرؓ نے اچانک رات
کے وقت مار ڈالا کعب بن اشرف بھی ایک شخص اسی کے ہم عصر تھا جس کو چند
اصحاب نے مار کر حیلہ سے مار ڈالا کہ وہ بھی بہت میز می اور مفسد تھا آنحضرتؐ کے
خلافت ساز شیں کرنے کو اور کفار کو جنگ کے لئے ترغیب دینے کو وہ کہہ تاک خود
گیا تھا۔

اپنے قیدی بیٹے کو بھی چڑھاتا صفوان نے کہا تم کچھ فکر نہ کرو میں تمہارے اور تمہارے
بچوں کے خرچ کا ذمہ دار ہوں۔ عمیر مطمئن ہو کر گھر آیا اور تلوار زہر میں بچھا کر مرنے پہنچ گیا۔
مسجد نبوی کے سامنے اپنا اونٹ بٹھلا رہا تھا کہ اونٹ بلبلایا حضرت عمرؓ کی نگاہ اس
طرف پڑی دیکھا تو عمیرؓ ہے دل میں سمجھ گئے کہ شیطان ہے ضرور کوئی شر و فساد برپا
کرتے یہاں آیا ہے اونٹ اور گلا دبا کر حضور صلعم میں پیش کیا آپؐ نے فرمایا کہ اس
کو چوڑ دو اور عمیرؓ سے پوچھا کہ تم یہاں کیسے آئے بولا بیٹے کو چٹانے۔ آپؐ نے فرمایا
سچ سچ بتاؤ پھر وہی جواب دیا آپؐ نے فرمایا کہ پھر تلوار کیوں حمل ہے۔ عمیرؓ بولا
کہ اس تلوار نے بدر کے موقع پر ہی آپؐ کا کیا کر لیا اس لئے یہ بیکار ہے آپؐ نے فرمایا
دیکھ عمیرؓ تو اور صفوانؓ مکہ سے باہر سنسان پہاڑ میں گئے تھے اور صفوانؓ نے تیرا
اور تیرے کنبہ کے خرچ کا بار اپنے ذمہ لیا ہے اور کیا تو میرے قتل کا وعدہ کر کے
یہاں نہیں آیا ہے۔ عمیرؓ یہ پتہ کی بابت سن کر حیران ہو گیا اور کہا کہ تو بیشک پیغمبر
ہے کیونکہ اس معاملہ سے سوائے صفوانؓ کوئی تیسرا واقف نہیں اور فوراً مسلمان
ہو گیا۔ نبی صلعم نے صحابہ سے فرمایا کہ تم اپنے بھائی کو دین سکھاؤ اور قرآن یاد کرو۔
عمیرؓ نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت جانے کی دیجئے تاکہ مکہ میں دعوت اسلام دوں
اور جس طرح اب تک اسلام کا دشمن بنا رہا اب کفار کا دشمن بن کر اون کو دق کروں
اہل مکہ کو جب اس کے اسلام کی خبر ہوئی تو سخت صدمہ ہوا۔ عمیرؓ نے کچھ عرصہ
میں ایک اچھی خاصی جماعت اپنے ہم خیال بنالی۔ اور بہت لوگوں کو مسلمان کر لیا۔
غزوہ بدر کو جو دیگر غزوات پر ترجیح ہے وہ اس لئے بھی ہے کہ خود خداوند تعالیٰ

۱۰ مہرین۔ صفوانؓ بھی مشنہ پیری میں مسلمان ہو گیا

[illegible]

جیسا کہ اس کتاب کے پہلے حصے میں

تاریخچه و پیدایش اسلام در هندوستان

۱۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۲۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۳۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۴۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۵۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۶۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۷۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۸۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۹۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے
 ۱۰۔ اس کے لئے جو اس کے لئے ہے

اور دوسری قوم کو دے دی جائے گی۔ جو اس کے اچھے اچھے پہل لائے۔

بنی صلعم یہودیوں کے حالات سے خوب واقف تھے اور آپ نے امن عامہ قائم رکھنے کے لئے ایک معاہدہ یہی کیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا اور اسی وجہ سے آپ یہودیوں پر مہربانی کرتے اور مساوات کا درجہ قائم رکھنے کی کوشش فرماتے۔ چنانچہ یہود عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے تو آپ نے یہی حکم دیدیا کہ مسلمان بھی عاشورہ کا روزہ رکھا کریں۔

اگر کسی یہودی کا جنازہ راستہ میں ملجاتا تو آپ تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔

اہل عرب بالوں میں مانگ نکالتے تھے اور یہودی بالوں کو یوں ہی چوڑ دیتے تھے آنحضرت صلعم ہی ان ہی کی طرح بالوں کو چوڑ کرنے لگے۔

ایک مرتبہ ایک یہودی نے حضرت موسیٰ کی فضیلت اس طرح بیان کی گویا تمہارا درجہ حضرت محمد صلعم سے افضل تر ہے یہ سن کر ایک انصاری کو غصہ آیا اور اس کے منہ پر تھپڑ مارا اس یہودی نے آنحضرت سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اور پیغمبروں پر فضیلت مت دو ورنہ قیامت کے دن لوگ بہیوش ہو جائیں گے۔ اور تم کو سب سے پہلے جب ہوش آئیگا تو موسیٰ کو عرش کا پایہ پکڑے دیکھو نہنگا۔

اس زمانہ میں جو احکام قرآن مجید میں نازل ہوئے وہ اہل کتاب کے ساتھ ملالہ قائم رکھنے کی پابست تھے۔ چنانچہ حکم الہی کہ اہل کتاب کے ساتھ کہا نا تمہارے لئے حلال ہے نازل ہوا جو معاشرت اور ان کی قدر و منزلت پر پورا اثر ڈالتا ہے۔

۱۵ مئی ۲۱ تا ۲۳ - ۲۴ ۱۵ صحیح بخاری ۱۵ بخاری شریف

۱۵ بخاری - ۱۲

ان باتوں کے سوا انہوں نے اسلام کی بیخ کنی کی ملکی تدبیریں بھی شروع کر دیں کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مسلمانوں کو سب سے بڑی قوت انصار کے قبائل اوس اور خزرج سے پہونچی ہے۔ جو آپس میں ایک ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں اگر یہ دونوں مثل سابق آپس میں لڑتے بڑتے رہیں تو اسلام خود ضعیف ہو کر غارت ہو جائے گا۔ یہ اور بتا دیا گیا ہے کہ عرب کو گزشتہ کینہ یاد دلا کر ابھار دینا نہایت معجزی کام تھا۔ ایک روز دونوں قبیلوں کے خاص خاص لوگ آپس میں بیٹھے کچھ گفتگو کر رہے تھے چند مفسد یہودی بھی وہاں پہونچ گئے اور گزشتہ جنگ بغاث کا ذکر شروع کیا یہ وہ لڑائی تھی جو ان ہردو قبائل میں بہت عرصہ تک جاری رہی تھی اور ان کی تمام قوت برباد کر دی تھی۔ اس تذکرہ نے دونوں کے دلوں پر اثر کیا اور گزشتہ کینہ دماغ میں موجیں مارنے لگا۔ عداوت کی آگ سلگنے لگی اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگا اور ہاتھ پائی کی حد سے گزر کر تلواریں آپس میں کھینچ گئیں سول اکرم کو فوراً خبر ہو گئی آپ فوراً موقع پر تشریف لائے اور پسند و نصائح سے دونوں فریق کو ٹھنڈا کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ اے مسلمانو! اگر تم اہل کتاب کے بعض لوگوں کا کلمہ مانو گے تو وہ تم کو ایمان لائے بعد پر کافر بتائیں گے (ال عمران))

یہودیوں کو مدینہ میں رہ کر سب سے بڑا نقصان جو مسلمانوں سے پہونچا تھا اور جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے دشمن بن گئے تھے وہ یہ تھا کہ ان کے سود کی گرم بازاری نہ رہی تھی اور ان کی مالی حالت روز بروز کمزور ہوتی جاتی تھی۔ مدینہ اور اطراف مدینہ میں ان کا لین دین جاری تھا اور قریب قریب تمام آبادی ان کی قرضدار تھی اور چونکہ یہی لوگ سرف مالدار تھے اس لئے جس شرح پر وہ روپیہ قرض دیتے

۱۰۰ - لکھنؤ، ۱۹۱۱ء، پرنٹنگ پریس، لکھنؤ، ۱۹۱۱ء

پیشہ و تجارت کے شعبہ میں لکھنؤ کی تاریخ و ترقی کا ایک
مختصر ملاحظہ کرنے کے لئے اس کتاب کو پڑھئے۔

پیشہ و تجارت کے شعبہ میں لکھنؤ کی تاریخ و ترقی کا ایک
مختصر ملاحظہ کرنے کے لئے اس کتاب کو پڑھئے۔

پیشہ و تجارت کے شعبہ میں لکھنؤ کی تاریخ و ترقی کا ایک
مختصر ملاحظہ کرنے کے لئے اس کتاب کو پڑھئے۔

پیشہ و تجارت کے شعبہ میں لکھنؤ کی تاریخ و ترقی کا ایک
مختصر ملاحظہ کرنے کے لئے اس کتاب کو پڑھئے۔

کافرض تھا کہ ان کی بد اعمالیوں پر آپؐ پند و وعظ فرماتے کیونکہ کلام مجید میں ان کے اخلاق اور عادات کی پردہ درمی پر آستیں نازل ہو رہی تھیں۔ سورہٴ نسا میں حکم آیا (ترجمہ)۔ وہ جو بڑی باتوں کے سننے والے اور حرام مال کے کھانے والے ہیں۔ اور تو ان میں اکثر لوگوں کو دیکھ گاکہ گناہ کی تعدی کی طرف بہت تیزی سے بڑھتے ہیں اور چونکہ یہودیوں کو دین سے منع کر دیا گیا تھا اور چونکہ یہ لوگوں کا مال خورد برد کر جاتے ہیں) ان وجوہات سے تمام یہودی اسلام سے ناخوش رہنے لگے اور آنحضرتؐ کو تکلیفیں پہنچانے کی کوشش کرنے لگے۔ مگر رسول صلعم کو حکم تھا کہ ان کی تمام ایذا رسانیوں کی برداشت کریں۔ چنانچہ سورہٴ آل عمران رکوع ۱۹ میں نازل ہوا۔ کہ (ترجمہ)۔ اور اہل کتاب اور مشرکوں سے تم بہت سی ایذا کی باتیں سہنو گے اور اگر صبر کئے رہو اور پرہیز گاری پر قائم رہو تو یہ (تمہاری) ہمت کے کام ہیں (مدینہ اور اطراف مدینہ میں اس وقت یہودیوں کے تین قبیلے آباد تھے۔

(۱) قینقاع (۲) قریضہ (۳) نضیر اور یہ سب عموماً زمیندار تجارت پیشہ اور نہایت دستکار اور مالدار تھے۔

قبیلہ قینقاع زرگری کا پیشہ کرتے تھے چونکہ یہ سب میں زیادہ بہادر اور شجاع تھے اس لئے ان کے پاس ہمیشہ آلات جنگ کا ذخیرہ بھی کافی موجود رہتا تھا۔ تجارت اور زمینداری کے علاوہ ان میں علم بھی تھا ان کے مقابلہ میں انصار ناخواندہ اور مفلس تھے اس لئے اکثر ان کے قرض دار رہا کرتے اور جاہل ہونے کی وجہ سے ان کو عزت کی نگاہ سے بھی دیکھتے تھے جو انصار بہت پرست تھے اور جن کے بچے زندہ نہیں رہتے تھے وہ منت مانگتے تھے کہ اگر ہمارا بچہ زندہ رہے گا

چنانچہ طلحہ بن برادر ایک صحابی تھے جب ان کا وقت آخر ہوا تو یہ وصیت کی کہ
اگر میرا انتقال رات کو ہو جائے تو رسولِ صلعم کو خبر نہ کیجئے گا کیونکہ مجھ کو خوف ہے
کہ یہود آپ کو رات کے وقت کچھ نقصان نہ پہنچائیں۔

غزوہ قینقاع

واقعہ ماہ شوال ۶۲۳ھ مطابق ماہ مارچ ۶۲۴ء

مذکورہ بالا بیان صاف بتا رہے ہیں کہ یہود مسلمانوں کے کس قدر خلاف تھے
اسی دوران میں جبکہ مسلمان جنگ بدر سے واپس آئے تو ایک اتفاقیہ واقعہ پیش
آگیا جس سے ان کی آتشِ غضب اور ہڑت اُٹھی اور ان کے خیالات کی پوری
قلعی کھل گئی۔

ایک انصاری نوجوان عورت مدینہ کے محلہ قینقاع میں ایک دوکان پر دوڑ
فروخت کرنے لگی۔ چند بد معاش یہودیوں نے شرارت کی اور اس خاتون کی
بے حرمتی کرنی چاہی اور اس کو سر بازار بہنہ کر دیا عورت کی چیخ پکار سن کر ایک
مسلمان موقع پر جا پہنچا اور یہ دیکھ کر غیرت سے بیتاب ہو گیا۔ اور طیش میں آ کر
فساد انگیز یہودی کو قتل کر دیا۔ اس پر سب یہودی جمع ہو گئے اور اس مسلمان کو بھی
قتل کر دیا اور بلوہ کیا۔ آنحضرت صلعم کو اطلاع ہوئی تو آپ صلعم نے بلوہ کی متعلق
دریافت کرنے کے لئے یہودیوں کو بلایا تو انہوں نے معاہدہ کا کاغذ واپس کر دیا
اور خود نہ آئے جب یہ حالت معلوم ہوئی تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے اور

[illegible][illegible][illegible]

حضرت عمرؓ نے جرات کی اور یہی جواب پایا کچھ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی بہر حال حب علیؓ نے درخواست کی تو آپؐ نے اقرار فرمایا اور حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا اثاثہ ہے آپؐ نے جواب دیا کچھ نہیں نبی صلعمؐ نے فرمایا کہ وہ زرہ کہاں گئی کہ جو جنگ بدر میں ہاتھ لگی تھی عرض کیا وہ موجود ہے آپؐ نے فرمایا بس وہ کافی ہے۔ یہ پڑھ کر شاید ناظرین کو خیال ہو گا کہ وہ کوئی قیمتی ہوگی۔ نہیں۔ بلکہ اسکی قیمت ڈیڑھ دو روپیہ سے زائد نہ تھی اس کے علاوہ اور جو حضرت علیؓ کے پاس سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک پرانی چادر تھی۔

حضرت علیؓ نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہؓ کے مہر میں ادا کیا حضرت علیؓ اس وقت تک آنحضرتؐ کے پاس رہا کرتے تھے مگر عرب کے رواج کے موافق شادی کے بعد لڑکی کا بار باپ پر نہیں رہتا تھا۔ اس لئے حضرت علیؓ کو الگ مکان لینے کی ضرورت پڑی۔

حارثہ بن نعمان انصاری کے چند مکان تھے جن کو وہ آنحضرتؐ کے نذر کر چکے تھے حضرت فاطمہؓ نے اپنے باپ سے کہا کہ مجھ کو بھی کوئی مکان ان سے دلو اور مجھے آپؐ نے فرمایا کہ وہ بہت کچھ دے چکے ہیں اب زیادہ کہتے مجھ کو شرم آتی ہے حارثہؓ نے جب یہ سنا تو دوڑے آئے اور عرض کیا کہ یا نبی السلام میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب حضورؐ کا ہے۔ قسم خدا کی میرا جو مکان آپؐ لے لیتے ہیں مجھ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو میرے پاس رہ جاتا ہے چنانچہ حارثہؓ نے اپنا مکان ایک خالی کر دیا۔ اور حضرت فاطمہؓ اس میں رہنے لگیں۔

رسول مقبولؐ نے جو چیز اپنی لاڈلی بیٹیؓ کو دیا اس کی فہرست یہ ہے۔

(۲) زکوٰۃ مسلمانوں پر فرض ہوئی اور یہ اسلام کا تیسرا رکن قرار پایا۔

(۳) قبلہ کا رخ کعبہ کی طرف تبدیل ہوا۔

(۴) اذان کا طریق جاری ہوا۔

۱۵ زکوٰۃ مسلمانوں کو مسکینوں کا ہمدرد بنانی اور غربا کی دستگیری سکھاتی اور اپنے بھائیوں کی رفاقت کی تعلیم دیتی ہے۔ زکوٰۃ حقیقت میں اس صفت ہمدردی اور حمدی کے باقاعدہ استعمال کا نام ہے جو خداوند تعالیٰ نے انسان کے دل میں اپنے اپنا جس کے ساتھ نظر ثانی کیا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو اپنے مال کی محبت مغلوب نہیں کرتی بخل اور کنجوسی کی عادت انسان میں پیدا نہیں ہوتی۔ بے انتہا مالدار ہونے پر بھی غرور اور تکبر پیدا نہیں ہوتا۔ اور غربا کے گرد وہ کو اس کے ساتھ ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ وہ مالدار کے روپیہ میں اپنا ایک حصہ سمجھتا ہے۔ اب رہی تقسیم مال زکوٰۃ کی۔ اس کی تصریح کلام پاک اور احادیث میں دیکھو۔ کہ جن موات پر زکوٰۃ تقسیم کی گئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت سے ملک اور قوم اور افراد کی نوعی و شخصی ضروریات کو کس خوبی سے پورا کیا گیا ہے۔

۱۶ قبلہ کی تبدیلی کا حکم رسول صلعم کے دلی اشارے کے وقت نازل ہوا تھا۔ کیونکہ آپ کی خواہش تھی کہ مسلمانوں کا قبلہ وہ مسجد بنائی جائے جس کے بانی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جسے مکعب شکل کی عمارت ہونے کی وجہ سے کعبہ اور عبادت الہی کی غرض سے بیت اللہ اور عزت و حرمت کی وجہ سے مسجد الحرام کہا جاتا تھا۔ کلام مجید میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔ (۱) کہ اللہ پاک کو جملہ اطراف سے یکساں نسبت ہے۔ (۲) عباد کے واسطے کسی کی کسی طرف کا مقرر کر دینا طبقات انسان میں شائع رہا ہے۔ (۳) کسی طرف متحرک نہ کرنا اصل عبادت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ (۴) تعین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ تابعین رسول صلعم کے لئے ایک تمیزی خلافت قرار دیا جائے۔

یہی وجہ تھی کہ جب تک حضور مکہ میں رہے اس وقت تک بیت المقدس قبلہ رہا کیونکہ مشرک لوگ

غزوہ سولق

ذالحدجہ ۳۲ھ ہجری مطابق مئی ۶۲۲ء ہجری

جب جنگ بدر سے ابو صفیان شکست کھا کر ہبا گاتھا تو شیخی میں بہر کر یہ قسم کھائی تھی کہ میں جب تک محمد صلعم یا اصحاب محمد صلعم سے بدلہ نہ لے لوں گا ہرگز اپنی عورت پاس نہ جاؤں گا اور سر میں تیل بھی نہ ڈالوں گا۔ اور نہ غسل کروں گا کیونکہ اب یہ قریش کا سردار تھا اور اس منصب کا سب سے بڑا فرض مقتولان بدر کا انتقام تھا۔ آنحضرت صلعم سے بدلہ لینا تو کچھ مذاق نہ تھا اول تو وہ خود منہ کی کھا چکا تھا دوسرے جوش اسلام کی خبریں سن کر اور چپکے چوٹے جاتے تھے اس لئے محض قسم اوتارنے کو معہ دو سو شتر سواروں کے مدینہ کے گرد و نواح میں آیا اور قسم اوتارنے کی فکر میں ہوا اور مقام بن النضر میں قیام کیا اور ایک رات کو مجھے بن اخطب کے مکان پر اس غرض سے گیا کہ آنحضرت صلعم کا کچھ حال دریافت کرے مگر اس نے حال بتانے اور ابو صفیان کو مہمان رکھنے سے صاف انکار کر دیا وہاں سے اپنا سامنہ لیکر واپس آیا اور سلام بن مشکم یہودی کے مکان پر شب کی تاریکی میں گیا اس نے اس کو مہمان رکھا اور شراب و کباب سے ضیافت کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۰۔ اس لئے اس کی قدامت ظاہر ہے۔ مجموعہ بامیل سے معلوم ہوتا ہے کہ خزائنہ قدسی نے اہل کتاب کو بتا دیا تھا کہ جو مسجد آخر میں قبلہ ہوگی وہ درجہ میں پہلے قبلہ سے برتر ہوگی۔ انجیل کے صفحات بھی شہادت دیتے ہیں کہ کتاب ۷۰ باب ملاحظہ کیجئے کہ تمام عبارت مکہ کی تعریف میں ہے حاجی لفظ شوکت کا لکھا ہے جس کا عربی ترجمہ بیت المحرام ہے۔ اور خانہ کعبہ کا بھی یہی نام قرآن میں آیا ہے۔

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय

101

گرفتار ہوئے اس گروہ کی تلاش کے لئے آنحضرت صلعم ہی مع اصحاب کے بطن وادی کو روانہ ہوئے اور وہاں بھی چند آدمی مع اونٹوں کے گرفتار ہوئے ان آدمیوں میں ایک غلام سیار نامی گرفتار ہوا جب آنحضرت صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو وہ اونٹ اصحاب پر تقسیم کر دئے گئے اور سیار نامی غلام آنحضرت کے حصہ میں آیا اور وہ بچکا مسلمان ہو گیا پھر اس غلام کو آپ نے آزاد کر دیا۔

قتل کعب بن اشرف

۱۲ ماہ صفر ۳۲ ہجری مطابق ۲۶ جولائی ۶۲۷ء یوم اتوار

مسلمانوں کے عروج پر کفار کا حسد روز بروز بڑھتا گیا جس طرح مسلمان کفار سے بچنے کی تدبیریں سوچتے تھے اسی طرح یہ کم نجب سنے نئے پہلوانیدارسانی کے ٹوٹتے اور ایک نہ ایک مفسد پیدا ہو جاتا تھا۔

جب اہل اسلام جنگ بدر میں فتح مند ہوئے تو کوئی کافر مدینہ اور نواح مدینہ میں الیا نہ رہا جو ذلیل و خوار نہ ہوا ہو۔ اور مسلمانوں کی کامیابی اور یک جہتی نے بالآخر یہودیوں کی زبان سے یہ کہلا دیا کہ مسلمان جس جگہ چڑھائی کریں گے فتح پائیں گے۔

کعب بن اشرف یہودیوں میں ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کا باپ قبیلہ طے کا باشندہ تھا اسکے باپ اشرف نے اپنی لیاقت اور ہوشیاری سے اس قدر عزت اور اعتبار حاصل کر لیا تھا کہ ابو رافع ابن ابی اسحق جو یہودیوں میں نہایت باعزت اور بڑا تاجر حجاز تھا اس کی لڑکی سے شادی کر لی اس کے بطن سے یہ کعب پیدا ہوا اس رشتہ داری کی بنیاد پر یہ یہود اور عرب سے برابر کا تعلق رکھتا تھا۔ پھر اس کی شاعری کا حوام پر

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين أجمعين

لے کر اپنے بڑے بھائی کے پاس چلے گئے اور ان کے پاس سے روٹی کھانے کے لئے لے کر آئے۔

70-99-11

[illegible][illegible]

۹ ستم سزا است بر کسی که بگوید - ای منیر - و غیره در این کتاب

بکڑ کر عہد کیا کہ ہم سب بدر کا انتقام لیں گے۔

جب مدینہ واپس آیا تو نبی صلعم کی ہجو نویسی شروع کی اور لوگوں کو اپنی جماعت میں سنا تا اور لوگوں کو رسول اکرم کے خلاف ابھارتا۔ عرب میں شاعری کا وہ زور و شور تھا جو آجکل دنیا کے بڑے بڑے مدبروں اور قوم کے رہنما یوں میں پایا جاتا ہے۔ جو اپنی پُراثر تقریر سے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیتے ہیں اور اپنی زبان کی سحر بانی سے گایا پلٹ کا کام لیتے ہیں۔ اسی طرح عرب میں ایک شاعر اپنے شعر کے زور سے قبیلے کے قبیلے الٹ دیتا تھا۔

کعب نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ یہ قصد کیا کہ کسی نہ کسی طرح رسول اکرم کو قتل کر ادھے۔ چنانچہ یہ ارادہ کر کے ایک روز آنحضرت صلعم کو دعوت میں بلایا اور چند آدمیوں کو اس کام پر مقرر کیا کہ جب آپ یہاں آجائیں تو دھوکے سے آپ کو قتل کر دیں مگر آپ صلعم شریف نہ لائے اور اس کے خبث باطن کا پتہ چل گیا۔ جب کعب کی حملہ بدذاتیوں کا راز افشا ہو گیا تو آپ صلعم نے اس کی فتنہ انگیزیوں کا حال صحابہ سے کیا تو محمد بن مسلمہ آنحضرت کے اشارے سے کعب کی شرارت دفع کرنے کے لئے تیار ہوا اور کعب کے قتل کی فکر میں ہوا اور تدبیر سوچ کر ابوتاملہ (برادر رضا کعب) اور عبادہ بن بشر۔ حارث بن معاذ اور ابو عیش کو اپنے ہمراہ لیا۔ سب سے اول ابوتاملہ کعب کے مکان پر گیا اس نے تعظیم دی ابوتاملہ کہنے لگا کہ ہم لوگ تو محمد صلعم سے بڑے تنگ آگئے جب سے یہ مدینہ میں آئے ہیں ہم پر ایک بلائے عظیم نازل ہے اول تو آئے

۱۲ حمیس۔ ۱۳ تاریخ علامہ یعقوبی۔ ۱۲

۱۴ نسخہ الباری۔ ۱۲

[illegible]

محمد بن مسلمہ نے کہا کہ کیا خوب چاندنی رات ہے اگر طبیعت چاہے تو اوکو ذرا دُور گھوم آئیں کعبہ
سبوں کے ہمراہ ہو لیا راستہ میں ابو نائلہ نے کہا کہ اے کعبہ تمہارے بدن سے بڑی خوش بو
آ رہی ہے کعبہ بولا کہ جناب از حد درجہ کی عمدہ عورت میرے نکاح میں ہے یہ اس کی
خوشبو میرے بدن سے آتی ہے بعد اہ ابو نائلہ نے کعبہ سے اجازت لیکر اوس کے
سر کے بال پکڑ کر سونگھے اور سبوں کو تعجب سے منگھائے اور ہر چوڑیے دوبارہ خوشبو
سونگھنے کے حیلہ سے کعبہ کے سر کے بال نہایت مضبوطی سے پکڑ لے اور اپنے ہمراہوں
سے کہا کہ اس دشمن خدا اور رسول کو ہلاک کرو اس پر چند حملہ خمیشہ کے کئے مگر دار کا رہی
نہ لگا آخر کار محمد بن مسلمہ نے ایسی تلوار مار ہی کہ سینہ سے ناف تک گھل گیا کعبہ اس حالت
میں نہایت ہیبت ناک سے چلایا تمام اہل حصار جمع ہو گئے اور روشنی کے لئے آگ جلا دی
مگر اس کا سرفوراً ہی کاٹ لیا گیا اور سب وہاں سے چل دئے نہر چند اہل حصار نے
تلاش کیا مگر راستہ بھول گئے اور پہرہ پا سکے اس اثنائے میں تلوار اچٹ کر حارث کے
بھی لگ گئی مگر حرب آنحضرت کے رو برد آیا تو آپ کے لعاب دہن سے اچھا ہو گیا۔

قتل ابورافع تاجر حجاز

دوسرا یہودی ابورافع بن ابی الحقیق برادر کٹنا نہ نہایت مالدار اور حجاز کا تاجر
ایسا سخت مشرک اور دشمن خدا و رسول تھا کہ اپنے حبیب خرچ سے کفار کو روپیہ
آنحضرت کے مقابلہ کرنے کے لئے دیا کرتا تھا اور خوب درغلانہ اور فساد کے لئے آمادہ
کیا کرتا تھا مسلمان اس سے سخت ناراض تھے اور بہت تنگ آ گئے تھے اب اسلام

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

درخواست کی انہوں نے پہر آواز پر خبر مارا اور اب کے زخم کاری لگا اور فوراً اطمینان کر کے چل دئے جلدی میں زمین سے اترتے ہوئے ٹانگ میں چوٹ آئی پگڑی سے ٹانگ کو کس کر اور ایک ہی پیر سے لنگڑاتے ہوئے دروازہ تک آئے یہاں کنجیوں کی جگہ تو معلوم ہی تھی دروازہ کھول کر اپنے ہمراہیوں سے آئے۔ اور زیر قلعہ قیام کیا جب ابو رافع کا مرنا بخوبی ثابت ہو گیا تو چاروں آدمی باری باری عبد اللہ کو کندہوں پر بٹاتے ہوئے مدینہ تک لائے اور آنحضرت کو تمام کیفیت سے مطلع کیا آنحضرت نے عبد اللہ کی ٹانگ پر ہاتھ پھیرا اور وہ بفضلہ اچھا ہو گیا اہل حصار کو جب ابو رافع کے قتل کا حال معلوم ہوا تو بہت اندیشہ ناک اور غمگین ہوئے اور کہنے لگے کہ معلوم محمد اور ان کے تابعین کس قسم کے آدمی ہیں کہ خلق کو حصار ہائے مضبوط میں بھی قتل کر جاتے ہیں۔

۱۷ عیسائی مورخ ان قتلوں کو جو مصاحبت وقت سے کئے گئے تھے برا سمجھتے ہیں اور ان قتلوں کا الزام آنحضرت پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ محمد کی شان کے بالکل خلاف تھا کسی کو پوشیدہ قتل کیا جاتا۔ یہ بے شک ہو کہ مسلمان پوشیدہ ان کے قتل کو بھیجے گئے مگر ان کا یہ اعتراض انصاف پر مبنی نہیں ہے کیونکہ معلوت وقت اسی کی مقتضی تھی کہ ان کو کسی نہ کسی تدبیر سے خواہ پوشیدگی سے خواہ ظاہر طریقہ سے ہر سفیہ دنیا سے مٹا دینا چاہیے۔ کیونکہ ان کے زندہ رہنے سے ہزاروں جانوں کے ضائع ہونے کا خوف تھا یہ آنحضرت صلعم کے خلاف سازشیں پھیلا رہے تھے اور انہوں نے وہ ہل چل مچا کر قوم میں برا فرد و نگلی پھیلا دی تھی کہ آخر کار وہ جنگ پر تل گئے اور بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جو شخص امن میں رخنہ ڈالنے کی کوشش کرے اور جو صدمہ جانوں کے ضائع ہونے کا بند و بست کرے اس شخص کا کیا بند و بست کیا جاوے گا ہر شخص جو ذرا بھی عقل رکھتا ہو گا ضرور کہدے گا کہ اس کو سب سے اول قتل کرنا چاہئے۔ پس ان کا قتل بھی معلوت وقت سے کیا گیا تھا وہ انصاف کی رو سے الزام

کیفیت دریافت کی تو اس نے کہا کہ اون کا ارادہ پیشتر ہی سے یہ تھا کہ اگر مسلمان حملہ آور ہوں گے تو ہم درہ کوہ میں چھپ جائیں گے چنانچہ ایسا ہی کیا۔ مسلمان بھی یہ خیال کر کے کہ واقعی اب لڑائی نہ ہوگی۔ ادھر ادھر منتشر ہو گئے اس روز کچھ مینہ برس گیا تھا کپڑے تر ہو گئے تھے آنحضرتؐ نے اپنے کپڑے اتار دئے تھے اور ایک درخت کے نیچے تنہا آرام فرما رہے تھے یہودی یہ تمام کیفیت درہ کوہ سے دیکھ رہے تھے۔ جب آنحضرتؐ صلعم کو انہوں نے تنہا سوتے دیکھا تو دشمنوں نامی یہودی سنگی تلوار لیکر بہاڑے اُتر آئے آنحضرتؐ کی آنکھ آہٹ پا کر گھل گئی یہودی آنحضرتؐ پر تلوار تان کر کہنے لگا۔ بتاؤ تمہیں کون بچائے گا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہی اس وحشی بدو نے تلوار کا وار کرنا چاہا محمد صلعم نے اچانک تلوار چین لی پھر آنحضرتؐ نے تلوار لے کر فرمایا کہ بتا دیجئے اب کون بچائے گا اور وہ زمین پر گر پڑا اور کہنے لگا۔ اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد الرسول اللہ یعنی وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو بچایا یہ سن کر آنحضرتؐ نے تلوار اس کو دے دی یہی یہودی پھر برسوں تک اسلام کا خادم اور جان نثار بنا رہا اس غزوہ میں نہ تو جنگ ہوئی اور نہ کچھ مال غنیمت دستیاب ہوا۔

سریہ قرۃ

جمادی الآخرہ ۳؎ مطابق ماہ ستمبر ۶۲۴ء

مکہ والے یہ روز کی خبریں سن سن کر بہت ہی خبردار ہو گئے تھے اور بخوبی معلوم کر لیا تھا کہ مسلمان مدینہ ہماری تاک میں رہتے ہیں تو انہوں نے شرب یعنی نواح مدینہ کا راستہ چھوڑ کر عراق عرب یعنی مدینہ سے مغرب ہو کر شام کو بغرض تجارت جانے کا

اس کا بند و بست کیا جائے۔ چنانچہ ابو حیل کا بیٹا عکرمہ ان معزز لوگوں کے پاس گیا۔ جن کے عزیز جنگ بدر میں مارے گئے تھے۔ اور اپنا ارادہ ظاہر کیا وہ تو پہلے ہی سے تیار تھے۔ سب نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور یہ تمام لوگ ملکر ابوصفیان کے پاس گئے چنانچہ ان تمام لوگوں کی ایک باقاعدہ کمیٹی ہوئی اور بالآخر سب کی اتفاق رائے سے یہ امر طے پایا کہ اصل روپیہ مالکان کو واپس کر دیا جائے اور جس قدر منافع کی رقم ہے وہ ضروریات جنگ میں صرف کی جائے۔ اس کو تمام اہل بیان مکہ نے بخوشی منظور کیا۔ لیکن قریش کو مسلمانوں کی قوت کا اندازہ ہو چکا تھا اس لئے وہ جانتے تھے کہ پہلے سے زیادہ ساز و سامان کی ضرورت ہے۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ اب جو حملہ کیا جائے وہ ہر طرح کامیاب ہو اور مسلمانوں پر فتح پا کر اپنے مقتولین کی طرف سے دل ٹنڈا کیا جائے۔

عرب میں لوگوں کو گرہ لگا رہا رہا اور جوش پھیلانے کا سب سے تیز آلہ شعر شاعری تھا۔ چنانچہ اس وقت کے یہ چار مشہور شاعر (۱) عمر و جمحی (۲) مسافع (۳) عمر بن العاص (۴) رہبرین ابی وہب جو نہایت چرب زباں تھے منتخب کئے گئے تاکہ وہ اپنی سحر بیانی سے عرب کے قبائل کو جنگ کے لئے آمادہ کریں اور ان کو محمد صلعم سے بدلہ لینے کی ہمت دلائیں۔ ان چاروں میں اول کے دو شاعر نہایت ممتاز تھے اور پہلا عمر و جمحی شاعر وہ تھا جو جنگ بدر میں شریک ہو کر گرفتار ہو گیا تھا مگر رسول صلعم کی مہربانی اور رحمدلی سے وہ رہا ہو گیا تھا۔ اس نے اس خدمت کی انجام دہی سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں نے محمد سے اس وعدہ پر اپنی جان بخشی کرائی ہے کہ ہرگز آپ کے خلاف لوگوں کو نہ بہکاؤں گا۔ مگر قریش کب ماننے والے تھے اس پر

[illegible]

۱۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۲۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۳۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۴۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۵۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۶۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۷۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۸۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۹۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔
 ۱۰۔ ہر ایک کو اپنے آپ کو جاننا چاہیے کہ وہ کون سا طبقہ ہے اور اس کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔

وَقَدْ جَاءَ فِيهِ بَيِّنَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ
وَلَا تَدْرِي لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ
وَلَا تَدْرِي لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

رشتہ دار غزوہ بدر میں قتل ہو چکا تھا اس لئے وہ خود انتقام کے لئے جوش میں بہری ہوئی تھیں انہوں نے اپنے بتوں سے غنیمتیں مانگی تھیں کہ عزیز و اقارب کا بدلہ لیکر دم لیں گے چنانچہ اس لڑائی میں اور بہت سے معزز خاندان کی عورتیں بھی آکر شامل ہو گئیں جن کے چند نام درج ذیل ہیں۔

ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کی بیوی	مسماۃ ام حکیم
عتبہ کی بیٹی یعنی والدہ امیر معاویہ	ہندہ
حضرت خالد کی ہمیشہ	فاطمہ
دختر مسعود ثقفی رئیس طائف	برزہ
عمرو بن العاص کی بیوی	رلیطہ
والدہ حضرت مصعب بن عمیر	حناس

عورتوں کے واسطے پندرہ ہودج تیار کئے گئے اور جنگ کا انتظام کیا گیا لڑائی کی خبر سن کر ابو حامر راہب جس کو ابو راہب فاسق بھی کہتے ہیں اپنے بچاؤ کیوں کے ساتھ کفار قریش سے آ ملا۔

چونکہ حضرت حمزہ کی تلوار سے جنگ بدر میں جبیر بن مطعم کا چچا اور مہندہ کا باپ عتبہ مارا گیا تھا اس بنا پر مہندہ نے جبیر کے ایک وحشی نامی غلام کو جو فن سپہ گری میں کمال رکھتا تھا اور تیر لگانے میں مشہور تھا حضرت حمزہ کے قتل پر مامور کیا اور انعام و اکرام کے علاوہ اس سے وعدہ کیا کہ اگر تو کامیاب ہو تو اس حملہ میں آزاد بھی کر دیا جائے گا۔

فرز شکہ کفار قریش کا لشکر بڑے ساز و سامان کے ساتھ مکہ سے چل پڑا۔

[illegible]

بات بھی زبان سے مت نکالو اگر مسلمانوں کو ذرا بھی اس کی خبر لگ گئی تو یاد رکھنا کہ پہر سہاری نئی پُرانی قبروں کی خیر نہ ہوگی اور جڑ بنیاد سے تمام قبریں بعد مردوں کے اگھاڑ کر ہینیک دیں گے۔

دوسرا پڑاؤ کفار کا ذوالحلیفہ پر ہوا یہاں تین روز قیام ہوا۔ اسی جگہ پر انیس اور موتس واسطے دریافت حال لشکر کفار کے حکم حضرت صلعم پہنچے اور تمام حالات خفیہ طور سے معلوم کر کے واپس مدینہ گئے تھے اور آنحضرتؐ کو صورت واقعہ سے مطلع کیا تھا۔

جب رسول صلعم کو خبر پہنچی کہ لشکر قریش مدینہ کے قریب آگیا تو آپؐ نے جناب بن منذر کو کفار کی تعداد دریافت کرنے کو روانہ کیا انہوں نے اگر صحیح تخمینہ بتایا چونکہ شہر پر حملہ کا اندیشہ تھا۔ چاروں طرف پہرے بٹھا دئے گئے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ مسلح ہو کر رات بھر مسجد نبویؐ کا پہرہ دیتے رہے۔

جب صبح نماز سے فارغ ہو کر تمام صحابہ کو بلایا اور لڑائی کے لئے مشورہ طلب کیا انصارؓ کے ذمی وقعت صاحبان اور مہاجرین نے عموماً یہ رائے پیش کی کہ دشمن چونکہ زیادہ تعداد کے ساتھ ہے اس لئے عورتیں باہر قلعوں میں بھیج دی جائیں اور ہم کو شہر میں پناہ گیر ہو کر مقابلہ کرنا چاہیے تاکہ دشمن کا قابو نہ چل سکے عبید اللہ بن ابی سلول جو اس وقت تک کہی مشورہ میں شریک نہ ہوا تھا اس مشورہ میں موجود تھا اور اس کی بھی رائے تھی کہ موافق قاعدہ سابق دھس بنا کر عورتوں کو وہاں پہنچا

[illegible]

vhd

مقام اُحد پر قبضہ کر لیا جو لڑائی کی جان تھا اُحد مدینہ کے شمال و مغرب میں تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے جس کو مدینہ سے اُحد کی پہاڑی نے جدا کر دیا ہے اس مقام کو ابو صفیان نے حسب و نحوہ مورچہ بندی کر کے مستحکم کر لیا اور ہر طرح مطمئن ہو کر مسلمانوں کا انتظار کرنے لگا۔

آنحضرت صلعم مدینہ سے ایک ہزار آدمی لیکر اُحد کی طرف بڑھے اور پہاڑ پر اُو مقام سنجین پر کیا یہاں فوج کی درستی کی گئی اور جایزہ لیا گیا جو لوگ کم سن تھے واپس کر دئے گئے۔ ان میں حضرت زید بن ثابت۔ ابو سعید خدری۔ ایرار بن عازب۔ عبداللہ بن عمر اور عرابہ اوسی بھی تھے جو شوق جہاد اور آنحضرت کی محبت میں شریک جنگ ہونا چاہتے تھے۔ جان نثاری کی یہ حالت تھی کہ ان ہی نوجوانوں میں سے جب رافع بن خدیج سے کہا کہ تم چوٹے ہو ابھی جنگ کے قابل نہیں واپس چلے جاؤ تو وہ انگوٹھوں کے بل تن کر اور سینہ نکال کر کھڑے ہو گئے تاکہ قداونچا معلوم ہو۔ چنانچہ ان کی یہ ترکیب چل گئی اور وہ داخل کر لئے گئے۔ اس چالاکی کو دیکھ کر ایک نوجوان لڑکا جس کا نام سمرۃ تھا آگے بڑھا اور یہ دلیل پیش کی کہ میں رافع کو کشتی میں پھپھاڑ لیتا ہوں جب یہ لے لیا گیا تو مجھے ہی لینا چاہیے چنانچہ دونوں کی کشتی ہوئی اور سمرۃ نے رافع کو پھپھاڑ دیا اور اس بنا پر اس کو بھی اجازت مل گئی۔

آنحضرت کے ایک ہزار لوگوں میں عبداللہ بن ابی کے بھی تین سوجوان تھے مگر اس نے عین وقت پر دعا کی اور ابو صفیان کی درپردہ سازشوں کی وجہ سے

۱۔ ...

[illegible]

— קריית יתרו

۱۔ کتب خانہ دارالافتاء دہلی

୭। ଶୁକ୍ରବାର

... ۷۰۰

۱۲۰۰

• • 11 700

... ۱۲۵۱

الحمد لله رب العالمين

نہایت کمال و بزرگواری و ...

[illegible]

و اما در این کتاب که به نام "تذکره" است، از زندگی و وفات بزرگان و اولاد آن بزرگان یاد شده است.

کے لئے ایک نیا راستہ تلاش کیا۔ اس کے نتیجے میں ایک نیا راستہ تلاش کیا گیا۔

[illegible]

کفار کی تمام فوج کا سپہ سالار ابو صفیان تھا جس کو بدر میں تجربہ ہو چکا تھا اس لئے نہایت ہوشیاری سے صف آرائی کی تھی۔ یعنی میمنہ پر خالد بن ولید کو مقرر کیا میسرہ پر ابو جہل کے بیٹے عکرمہ کو تعینات کیا سواروں کا افسر صفوان بن امیہ کو بنایا جو قریش کا مشہور رئیس تھا۔ تیر اندازوں پر عبداللہ بن ابی ربیعہ سردار تجویز ہوا طلحہ کو لشکر کا علم دیا گیا اور ان کی اردلی میں دو سو گھوڑوں کا دستہ حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ آنحضرت صلعم نے میمنہ۔ میسرہ اور مقدمہ لشکر کے لئے عکاشہ بن محسن۔ ابولہب بن عبد الاسد اور ابو عبیدہ بن جراح کو ترتیب وار مقرر کیا مصعب بن عمیر کو علم عنایت ہوا۔ زمبیر بن العوام رسالے کے افسر مقرر ہوئے۔ جو حصہ فوج کا زرہ پوش نہ تھا اس کو حضرت حمزہ کی ماتحتی میں رکھا۔ اور پچاس تیر انداز عبداللہ بن جبیر کی ماتحتی میں دے کر فوج کے پیچھے ایک شکاف کوہ پر مقرر کیا اور ہدایت کردی کہ اگر فتح بھی ہو جائے تاہم وہاں سے نہ ہٹیں۔ مال غنیمت میں مصروف نہ ہوں۔ اور فیوریت کے وقت امداد کو آئیں۔

جب ہردو لشکر مقابلہ میں آگئے اور طبل جنگ بجا تو سب سے پہلے لشکر کفار میں خاتونان قریش دف بجاتی اور اشعار پڑھتی آگے بڑھیں۔ جن میں کشتگان بدر کے پردرد و نو سے اور انتقام خون کے رجز تھے ابو صفیان کی بیوی ہندہ چودہ سورتوں کی گویا سردار تھی اور اسی کی آواز کے ساتھ تمام عورتیں چلا چلا کر لگا رہی تھیں۔

۵ طبری جلد ۳۔

۵ دجسپی کے لئے چند اشعار درج کئے جاتے ہیں تاکہ اس زمانہ کی طرز و انداز کا بخوبی پتہ چل جائے (بقیہ صفحہ آئندہ)

میں جھے ہوئے شہادت کا بے صبری کے ساتھ انتظار کر رہے تھے۔

اب لڑائی کا آغاز ہوا۔ کفار کی صف سے طلحہ علمبردار نکلا اور مسلمانوں سے مخاطب ہو کر طنزیہ بیکارا۔ اے مسلمانوں کیا تم میں کوئی ایسا ہے کہ مجھ کو جلد دوزخ میں پہنچائے یا خود میرے ہاتھوں بہشت پہنچ جائے۔ یہ سن کر حضرت علیؑ اسلامی صف سے نکلے اور بولے دیکھ میں ہوں اور یہ کہہ کر تلوار ماری تو طلحہ کی لاش زمین پر تر پتی نظر آئی۔

اس کے بعد طلحہ کا بیٹا عثمان علم ہاتھ میں لئے ہوئے رجز پڑھتا ہوا آگے بڑھا اس کے پیچھے عورتیں بھی اشعار پڑھ رہی تھیں اور اس کی ہمت بڑھ رہی تھیں حضرت حمزہؓ مقابلہ کو صف سے نکلے اور آتے ہی شانہ پر ایسی تلوار ماری کہ مکر تک اتر گئی اور ساتھ ہی زبان سے نکلا کہ میں ساتی حجاج کا بیٹا ہوں۔

اس کیفیت کو دیکھ کر طلحہ کا دوسرا بیٹا ابوسعید میدان میں آیا اور علم کو فوراً اٹھا کر اپنے باپ اور بہائی کا بدلہ لینے پر تیار ہو گیا اس کے مقابل حضرت سعد ابن ابی وقاص میدان میں آئے اور آتے ہی اپنے حریف کے حلقوں پر اس قدر تیرا سے کہ زبان باہر نکل پڑی اور زمین پر گر کر کام تمام ہوا۔

اس کے بعد طلحہ کے تین بیٹے سامح، حارث اور کلاب باری باری میدان میں علم بردار ہو کر آئے اور عاصم بن ثابت اور زبیر بن العوام کے ہاتھوں مارے گئے۔

یہ کیفیت دیکھ کر کفار کے چمکے چوٹ گئے اور غصہ میں بہر کر اطاعت شریعت اور غلام عبد اللہ اور شریح بن بارتب جن کو اپنی پہلوانی اور بہادری پر نہایت گھمنڈ تھا یکے بعد دیگرے میدان میں آکر اپنا مبارک طلب کیا اور حضرت علیؑ شہید خدا۔ سعد ابن ابی وقاص اور نقرہ

[illegible]

کام تمام کر دیا یہ دیکھ کر ایک خاتون جس کا نام عمرہ بن علقمہ تمام دانہ وار آگے بڑھی اور علم ہاتھ میں لیکر بلند کر دیا یہ دیکھ کر قریشی ہر چار طرف سے آکر جمع ہو گئے اور اکٹھے پاؤں پھر جم گئے۔

حضرت حمزہ کے ہاتھ میں دو دستی تلوار تھی وہ جس طرف رخ کرتے تھے کائی سی بہت جاتی تھی اسی دوران میں سباع غبشانی نظر پڑ گیا۔ لٹکار کر بچا را کہ حرام زادے کہاں جاتا ہے۔ وہ ذرا اٹھرا ہی تھا کہ یہ سر پر جا پہنچے اور اس کا سر خاک پر تھا۔

جوشی غلام جس سے ہندہ اور اس کے آقا جبرین مطعم نے وعدہ کیا تھا کہ اگر حمزہ کو قتل کر دیا تو فوراُزاد کر دیا جائے گا وہ حضرت حمزہ کی تاک میں لگا ہوا تھا اور ایک بہتر کی آڑ لے ہوئے تھا کہ اتفاقاً حمزہ اس کے قریب آئے تو اس نے ایک چوٹا نیزہ جس کو حربہ کہتے ہیں اور جو حبشیوں کا ایک خاص آلہ ہوتا ہے پھینک کر مارا جو اتفاق سے ناف میں لگا اور گہرا زخم کر دیا۔ حضرت حمزہ اس پر حملہ کرنے کے لئے بیکے مگر لڑکھڑاکر گر گئے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ ہندہ خوش خوش دوڑتی ہوئی امیر حمزہ کی لاش پر آئی اور پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور چبا گئی مگر نگل نہ سکی اس لئے اگلنا پڑا تارخوں میں اس کا نام جگر خواہ اسی بنا پر لکھا گیا ہے۔ یہی عورت فتح مکہ میں مسلمان ہو گئی۔ اس کے علاوہ اور خاتونان قریش تھیں جو مکہ سے صرف انتقام بدر کے جوش میں یہاں تک آئی تھیں ان کا کام گام بجا کر مردوں کو لڑانا تھا۔ اس کے علاوہ زندہ مسلمانوں کا تو وہ کچھ کر نہ سکتی تھیں البتہ مردوں کی فکر میں لگی رہتی تھیں جہاں کسی مسلمان کی لاش نظر پڑی اور انہوں نے اس کے ناک کان کاٹ لئے۔ ان کا پہرہ باریا اور گلے میں ڈالا۔ اسطرح بہت سی لاشیں بے حرمت کی گئیں۔

بہادر اور کار آزمودہ شخص تھا جو بعد کو مسلمان ہوا اور سیف اللہ کا خطاب پایا اس کے سخت حملہ کی یہ چند نفوس تاب نہ لاسکے اور سب کے سب شہید ہو گئے اب خالد کے لئے راستہ صاف تھا انہوں نے سواروں کے دستے سے مسلمانوں پر بے جگری کے ساتھ حملہ کیا۔ مسلمان لوٹنے میں مصروف تھے انہوں نے جوڑ کے دیکھا تو تلواریں برس رہی ہیں درہ چوڑے پر نادام ہوئے مگر اب کیا ہو سکتا تھا بدحواسی میں دونوں فوجیں آپس میں اس طرح مل گئیں کہ اپنے بیگانے کی ہی شناخت نہ رہی۔ گہرا ہٹ میں اگلی صفیں پھیلی صفوں سے جا ملیں اور جنگ خوفناک ہو گئی دوست اور دشمن کی تمیز جاتی رہی مسلمان مسلمانوں کے ہی ہاتھ سے مارے گئے۔ حضرت خدیفہ کے والد یمان جنگ کی نازک حالت سن کر مدینہ سے بھاگے اور کشمکش میں آگئے اور ان پر تلواریں پڑنے لگیں حضرت خدیفہ چلاتے ہی رہے کہ ارے ٹھیرو میرے والد ہیں مگر وہاں کون سنتا تھا غرض کہ وہ بیچارے شہید ہو گئے اور حضرت خدیفہ صرف یہ کہہ کر رہ گئے کہ اے مسلمانو خدا تم پر رحم کرے۔ یمان کا خونہا آنحضرتؐ نے مسلمانوں کی طرف سے دینا چاہا مگر خدیفہ نے معاف کر دیا۔ ان ہی کے ساتھ ثابت بھی مدینہ سے نکلے تھے اور راستہ میں مشرکوں کے ہاتھ سے مارے گئے یہ دونوں صاحب وہ تھے جنکی حفاظت میں نبی صلعم نے مستورات کو مدینہ کے پاس قلعوں میں بھیجا تھا۔

مصعب بن عمیر جو مدینہ میں بطور معلم اسلام آئے تھے اور جن کے وعظ سے لوگ اس وقت کے قبیلے مسلمان ہو گئے تھے اس وقت لشکر اسلام کے علم بردار تھے یہ آنحضرتؐ صلعم سے صورت میں مشابہ تھے اسی پہچان میں ابن قثمیہ ایک قریشی کے ہاتھ سے شہید ہوئے کفار نے یہ موقع پا کر مشہور کر دیا کہ محمد صلعم شہید ہو گئے اس آواز نے تمام مسلمانوں کو

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

تھا۔ ان کی بہن نے انگلی کی شناخت سے پہچانا۔

صحابہ جان نثاری کے جوش میں برابر لڑتے جاتے تھے مگر نگاہیں نبی صلعم کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ سب سے پہلے کعب بن مالک کی نظر پڑی حضور کا چہرہ مغفر سے چھپا تھا مگر آنکھیں نظر آتی تھیں کعب یہ چہرہ مبارک دیکھ کر چلائے کہ مسلمانوں مطمئن رہو حضور صلعم بخیریت ہیں یہ آواز سن کر تمام کفار سب طرف سے سمٹ کر ادھر ٹوٹ پڑے اور ایک دم رسول صلعم پر ہلا کر دیا مگر رسول صلعم کے چند بچوہ جان نثاروں نے اپنی پوری قوت سے کام لیا اور دشمن کو تلوار کے زور سے پیچھے ہٹا دیا۔ دشمن نے پھر حملہ کیا تو رسول صلعم نے فرمایا کون ہے جو مجھ پر جان نثاری کر سکتا ہے زیاد بن سکن معہ چہ انصاری کے آگے بڑھے اور باری باری دشمن کفار سے لڑ کر اپنی جانیں قربان کر دیں۔ ان میں عمارہ بن زیاد کو یہ شرف ملا کہ جب آپ شہید ہو گئے تو رسول صلعم نے کہا ان کا لاشہ میرے پاس لاؤ جب لوگ قریب لائے تو انکا آخری وقت تھا اور تھوڑی جان باقی تھی انہوں نے اپنا منہ حضور کے قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان دی۔

دنیا میں ہر طبیعت کے لوگ ہوتے ہیں اس ہنگامہ میں ایک بہادر مسلمان بھی تھا جو نہایت بے پرواہی سے کجوریں کھا رہا تھا۔ رسول صلعم کے آگے آیا اور دریافت کیا کہ اگر میں لڑائی میں مارا گیا تو کہاں جاؤں گا رسول اکرم نے فرمایا بہشت میں اس خوشخبری کو سن کر تلوار برہنہ کی اور بے ساختہ کفار کی صفوں پر جا بٹھا اس

۱۷ تاریخ طبری۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔

۱۸ صحیح بخاری۔ ۱۹ طبری۔ ۱۲

اور سرِ پارِ رحمت بنایا گیا ہے اور پرفرمایا کہ اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما کیونکہ وہ مجھے پہچانتی نہیں۔

حضرت انسؓ کے علاقے بابِ ابوطلیحہ مشہور تیر انداز تھے۔ انہوں نے دشمن رسول پر اس قدر تیر برسائے کہ ان کے ہاتھ میں کئی کمانیں ٹوٹ گئیں انہوں نے اپنی سہرے رسول صلعم کا چہرہ ڈھانک لیا تھا اور حبيب آنحضرتؐ منہ اٹھا کر فوج کو دیکھنا چاہتے تو آپ نہایت منت سے کہتے کہ آپ سر نہ اٹھائیں ایسا نہ ہو کہ تیر لگ جائے یہ میرا سینہ سامنے ہے۔ حضرت سعد بن وقاص بھی حضورؐ کے قریب تھے یہ بھی تیر چلانے میں کمال رکھتے تھے حضرت صلعم نے اپنا ترکش ان کے آگے ڈال دیا اور فرمایا کہ تیر چلاتے رہو۔ اسی حالت میں آنحضرتؐ صلعم کی زبان سے عبرت کے لہجے میں یہ کلمہ نکل گیا کہ اس قوم کو کیا بہودی ہو سکتی ہے جو اپنے نبی کو زخمی کرتی ہے اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ (ترجمہ۔ تم کو اس معاملہ میں کچھ اختیار نہیں) اس آیت نے آنحضرتؐ صلعم پر بہت بڑا اثر ڈالا۔ اور پھر کبھی ایسا لفظ نہیں نکلا۔ ان جان نثاروں کے علاوہ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ اور خنظلہ کی بے نظیر شجاعت۔ کمال استقامت اور جانبازی کے بھی نہایت شاندار واقعات ظہور میں آئے۔

یہ جگہ جہاں آپؐ مقیم تھے چونکہ بہت زیادہ خطرناک ہو گئی تھی اس لئے آپؐ صلعم اپنے جان نثار ہمراہیوں کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے جہاں دشمن کا قابو نہیں چل سکتا تھا۔ ابوسفیان نے دیکھ لیا اور پیدل سپاہیوں کو ہمراہ لیکر پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ مگر حضرت عمرؓ نے اور چند صحابہ نے اس قدر پتھر مارے کہ

۱۰۰ - ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ - ۱۰۴ - ۱۰۵ - ۱۰۶ - ۱۰۷ - ۱۰۸ - ۱۰۹ - ۱۱۰

۱۱۱ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷ - ۱۱۸ - ۱۱۹ - ۱۲۰

۱۲۱ - ۱۲۲ - ۱۲۳ - ۱۲۴ - ۱۲۵ - ۱۲۶ - ۱۲۷ - ۱۲۸ - ۱۲۹ - ۱۳۰

۱۳۱ - ۱۳۲ - ۱۳۳ - ۱۳۴ - ۱۳۵ - ۱۳۶ - ۱۳۷ - ۱۳۸ - ۱۳۹ - ۱۴۰

۱۴۱ - ۱۴۲ - ۱۴۳ - ۱۴۴ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۷ - ۱۴۸ - ۱۴۹ - ۱۵۰

۱۵۱ - ۱۵۲ - ۱۵۳ - ۱۵۴ - ۱۵۵ - ۱۵۶ - ۱۵۷ - ۱۵۸ - ۱۵۹ - ۱۶۰

۱۶۱ - ۱۶۲ - ۱۶۳ - ۱۶۴ - ۱۶۵ - ۱۶۶ - ۱۶۷ - ۱۶۸ - ۱۶۹ - ۱۷۰

۱۷۱ - ۱۷۲ - ۱۷۳ - ۱۷۴ - ۱۷۵ - ۱۷۶ - ۱۷۷ - ۱۷۸ - ۱۷۹ - ۱۸۰

۱۸۱ - ۱۸۲ - ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۱۹۰

۱۹۱ - ۱۹۲ - ۱۹۳ - ۱۹۴ - ۱۹۵ - ۱۹۶ - ۱۹۷ - ۱۹۸ - ۱۹۹ - ۲۰۰

۲۰۱ - ۲۰۲ - ۲۰۳ - ۲۰۴ - ۲۰۵ - ۲۰۶ - ۲۰۷ - ۲۰۸ - ۲۰۹ - ۲۱۰

۲۱۱ - ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۱۵ - ۲۱۶ - ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۲۰

۲۲۱ - ۲۲۲ - ۲۲۳ - ۲۲۴ - ۲۲۵ - ۲۲۶ - ۲۲۷ - ۲۲۸ - ۲۲۹ - ۲۳۰

۲۳۱ - ۲۳۲ - ۲۳۳ - ۲۳۴ - ۲۳۵ - ۲۳۶ - ۲۳۷ - ۲۳۸ - ۲۳۹ - ۲۴۰

۲۴۱ - ۲۴۲ - ۲۴۳ - ۲۴۴ - ۲۴۵ - ۲۴۶ - ۲۴۷ - ۲۴۸ - ۲۴۹ - ۲۵۰

۲۵۱ - ۲۵۲ - ۲۵۳ - ۲۵۴ - ۲۵۵ - ۲۵۶ - ۲۵۷ - ۲۵۸ - ۲۵۹ - ۲۶۰

۲۶۱ - ۲۶۲ - ۲۶۳ - ۲۶۴ - ۲۶۵ - ۲۶۶ - ۲۶۷ - ۲۶۸ - ۲۶۹ - ۲۷۰

۲۷۱ - ۲۷۲ - ۲۷۳ - ۲۷۴ - ۲۷۵ - ۲۷۶ - ۲۷۷ - ۲۷۸ - ۲۷۹ - ۲۸۰

۲۸۱ - ۲۸۲ - ۲۸۳ - ۲۸۴ - ۲۸۵ - ۲۸۶ - ۲۸۷ - ۲۸۸ - ۲۸۹ - ۲۹۰

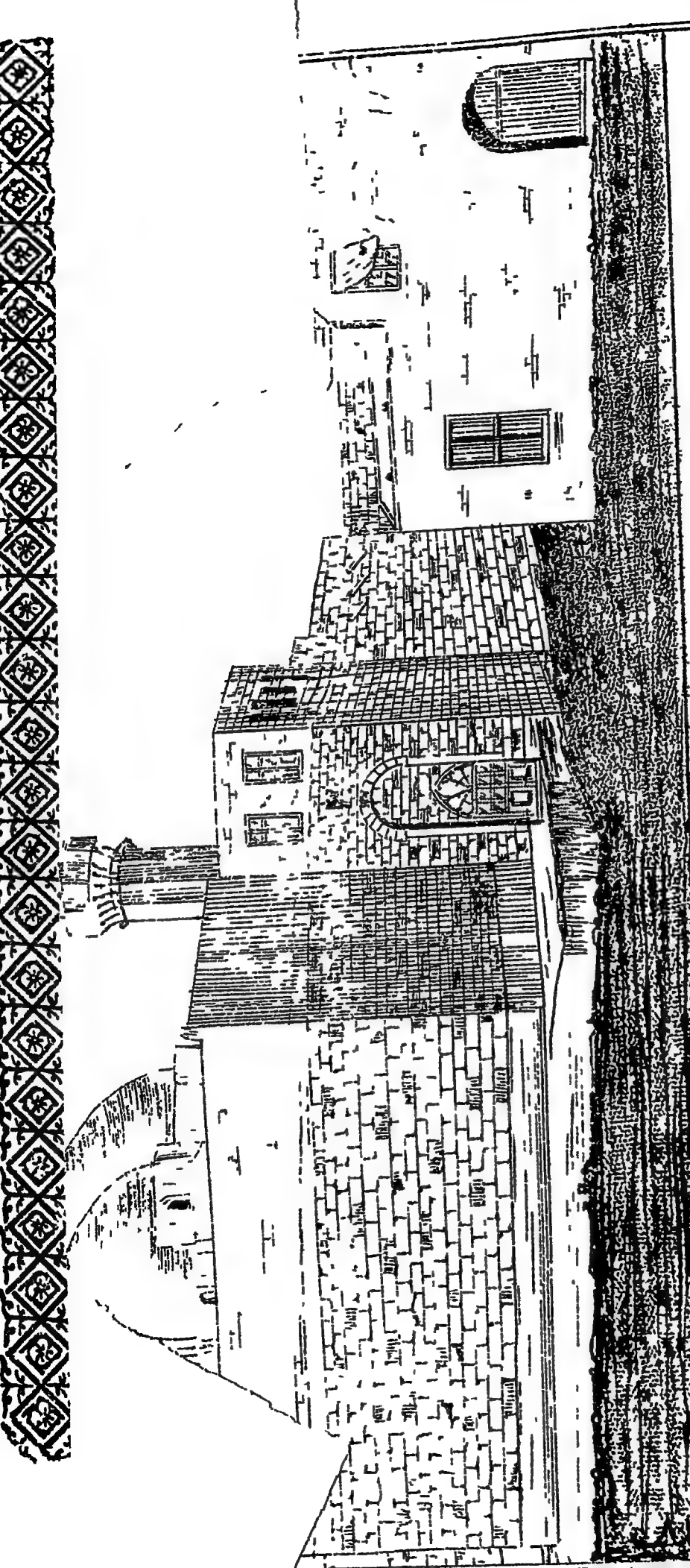
ابو صفیان بولا آج کا دن جنگ بدر کا جواب ہے فوج نے بغیر حکم مردوں کے ناک کان کاٹ لئے مگر حبیب مجھے معلوم ہوا تو کچھ افسوس ہی نہیں ہوا۔ جب ابو صفیان نے دیکھا کہ محمد صلعم حفاظت کی جگہ پہنچ گئے۔ جہاں اب قابو نہیں چل سکتا تو وہ مجبور ہو کر پیچھے لوٹ گیا۔ اور اپنی جماعت کو لیکر مکہ کا رخ کیا۔

اس جنگ میں خاتونان اسلام نے بھی بڑی بڑی نازک خدمات انجام دیں۔ حضرت عائشہؓ اور ام سلیمؓ جو حضرت انسؓ کی والدہ تھیں یہ زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں ان دونوں نے اپنے پائیسچے چڑھائے تھے اور مشک بہر بہر کر لائیں اور زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں اور مردانہ وار ان کی تیمارداری کرتی تھیں۔ ام سلیمؓ جو حضرت ابوسعید خدریؓ کی ماں تھیں وہ بھی یہی خدمات انجام دے رہی تھیں اور ام عمارہؓ نے تو وہ بہادری دکھائی کہ جس کو دیکھ کر بہادر بھی حیران ہو گئے یعنی عین اسوقت جب کہ کافروں نے عام حملہ کر دیا تھا اور حضورؐ کے پاس چند جان شارباقی رہ گئے تھے یہ آنحضرت صلعم کے پاس پہنچیں اور اپنا سینہ سپر کر دیا کفار حبیب نبی صلعم پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ ابن قتیہ حبیب صفیں چیرتا ہوا رسول صلعم تک پہنچ گیا تھا تو ام عمارہؓ نے بڑھ کر روکا اور اس کی تلوار کندھے پر بڑھی مگر جان نثار اور جوش میں قطعی پرواہ نہ کی اور اس کے ایسی تلوار مار سی کہ اگر وہ دودھ زرد نہ پہنے ہوتا تو کام تمام کر دیا تھا۔

جنگ کے بعد حضرت صفیہؓ (امیر حمزہؓ کی بہن) شکست کی خبر سن کر مدینہ سے

۱۱ بخاری شریف۔ ۱۲ کتاب النغازی۔ ۱۲

۱۳ مجمع بخاری۔ ۱۴ ابن ہشام۔ ۱۲



یہ مزاریدہ منثورہ سے باہر قریب تین میل کے فاصلہ پر ایک پھاڑی کے واسن میں واقع ہے۔ یہاں یہاں سلام پڑاتا ہے۔ اسی جگہ گنج شہیدان۔ مقام شہادت وندان مبارک۔ درہ خالد بن ولید
 غارتگانف۔ ہمارے مشہد امیر و غیرہ کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ جیل احسہ بھی یہاں سخت معرکہ ہوا تھا اسی جگہ ہے۔ جس کی نسبت حضور نے فرمایا ہے کہ جو سب سے زیادہ یہ پھاڑی عزیز
 ہے۔ جنگ اُحد کی تمام مشہور یادگار اسی جگہ ہیں۔

روحاً پہنچا تو اس کو خیال آیا کہ کام ادھر رہا وہ گیا ایک حملہ لگے ہاتھ اور کرنا چاہیے جس سے یہ مصیبت ہمیشہ کے لئے ٹل جائے۔ چنانچہ دوسرے روز آپ نے اعلان کر دیا کہ کوئی مدینہ واپس نہ جائے اور تعاقب کے لئے تیار ہو جائے آپ نے زخمی بدن پر ہتھیار لگائے اور تمام صحابہ کے ساتھ تعاقب کا قصد کیا جب مسلمانوں کا لشکر مقام حمرار پر جو مدینہ سے ۸ میل ہے پہنچا تو معبد خزاعی جو یہاں کے قبیلہ خزاعہ کا سردار تھا اور اس وقت تک ایمان نہ لایا تھا۔ مگر درپردہ مسلمانوں کا طرف دار اور ہمدرد تھا شکست کی خبر سن کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہاں سے جا کر پیر ابو صفیان سے ملاقات کی۔ ابو صفیان نے اپنا طرفدار سمجھ کر تمام ارادہ ظاہر کر دیا معید بولا میں ابھی دیکھتا آ رہا ہوں کہ محمد صلعم ایسی تیار ہی کے ساتھ تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں کہ مقابلہ ناممکن ہے ابو صفیان اور اس کے ہمراہی یہ سن کر بہت ہی خائف ہوئے اور مکہ بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے کچھ دور تک تعاقب کیا مگر مقابلہ نہ ہوا اس مقام پر گزار کے دو شخص گرفتار ہوئے ایک ابو عذرہ شاعر تھا جو اسیرانِ معرکہ بدر میں شامل تھا اور اس عہد پر اپنی خلاصی کرائی تھی کہ میں کبھی اسلام کے خلاف قریش مکہ کا ساتھ نہ دوں گا۔ یہ آنحضرت صلعم کے روبرو لایا گیا اور حکم نبی قتل کیا گیا دوسرا کا از اسیر معینہ بن المغیرہ تھا۔ یہ بھی رسول صلعم کے خلاف کوشش کرتا تھا اس کے ساتھ قتل ہوا۔ ایسی واقعہ کو بعض مورخین نے غزوات کی تعداد زیادہ کرنے کے لئے غزوہ حمرار الاسد کا نیا عنوان قائم کر کے علیحدہ لکھا ہے حالانکہ یہ ایک ہی ہے۔

[illegible]

میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ میرے لئے کیا ہوگا؟
میرے لئے تو یہ ہے کہ میں اس کے ساتھ رہوں
اور وہ میرے ساتھ رہے۔

[illegible]

کے ساتھ ہے۔ اہل اسلام میں شہداءِ اُحد کا بڑا درجہ ہے جہاں یہ لوگ مدفون ہوئے ہیں وہاں آنحضرت صلعم اور آپ کے بعد خلیفہ اول و دوم برابر جاکر سلام بھیجتے رہے۔
(جنگِ اُحد کا ذکر قرآن مجید کی سورہ آل عمران میں مفصل درج ہے)

فہرست شہداءِ اُحد

مہاجر ۴ - انصار ۶۶ - میزان ۷۰

مہاجر

(۱) حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب - بنی صلعم کے چچا - اسد اللہ و رسولہ لقب - سید الشہداء خطاب تھا۔

(۲) عبد اللہ بن جحش - بنی صلعم کے پوپی زاد بھائی - المجدع فی سبیل اللہ لقب تھا۔

(۳) مصعب بن عمیر - المقرئ القاری لقب - دو ہجرتیں کیں - انصار کے دو قبیلے ان کی تعلیم سے مسلمان ہوئے - بدر اور اُحد میں علم نبوی انہیں کے ہاتھ میں تھا جو بعد شہادت حضرت علیؓ کو دیا گیا - بڑے صحابہ میں سے ہیں عمر بوقت شہادت ۴۰ سال۔

(۴) شماس بن عثمان - بدری ہیں دو ہجرتیں کیں عمر بوقت شہادت ۴۴ سال تھی
انصار

(۵) انس بن نضر بن حارثی - انس بن مالکؓ انہیں کے بیٹے تھے - جب لشکرِ اسلام بھاگنے لگا تو کہا کہ اے خدا میں مسلمانوں کے افعال کا تجربہ سے معذرت چاہتا

کے ساتھ ہے۔ اہل اسلام میں شہداءِ اُحد کا بڑا درجہ ہے جہاں یہ لوگ مدفون ہوئے
ہیں وہاں آنحضرت صلعم اور آپ کے بعد خلیفہ اول و دوم برابر جا کر سلام بھیجتے رہے۔
رجبِ اُحد کا ذکر قرآن مجید کی سورہ آل عمران میں مفصل درج ہے

فہرست شہداءِ اُحد

ہاجر ۴ - انصار ۶۶ - مہجران ۷۰
مہاجر

(۱) حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب - بنی صلعم کے چچا - اسد اللہ و رسولہ لقب۔
سید الشہداء خطاب تھا۔

(۲) عبد اللہ بن جحش - بنی صلعم کے پوپی زاد بھائی - المجدع فی سبیل اللہ لقب
تھا۔

(۳) مصعب بن عمیر - المقرئ القاری لقب - دو ہجرتیں کیں - انصار کے دو قبیلے
ان کی تعلیم سے مسلمان ہوئے - بدر اور اُحد میں علم نبوی انہیں کے ہاتھ میں تھا
جو بعد شہادت حضرت علیؓ کو دیا گیا - بڑے صحابہ میں سے ہیں عمر بوقت شہادت
۴۰ سال۔

(۴) شماس بن عثمان - بدری ہیں دو ہجرتیں کیں عمر بوقت شہادت ۴۴ سال تھی
انصار

(۵) انس بن نضر نجاری - انس بن مالکؓ انہیں کے بہتیجے تھے - جب لشکرِ اسلام
بھاگنے لگا تو کہا کہ اے خدا میں مسلمانوں کے افعال کا تجھ سے معذرت چاہتا

(۱۴۷) عبداللہ بن جبیر عقیلی بدرہی اس جنگ میں تیر اندازوں کے سردار تھے۔

(۱۵) عبد اللہ مجذوبین زیادہ بدتر ہی انصار کے حلیف

(۱۶) عباد دین غشتخاش۔
 { یہ تینوں ایک قبر میں دفن ہوئے۔ }

(۱۷) نعمان بن عبد عمرو۔ بدری ہیں۔

(۱۸) عبید بن جریہ - بدری - عقبی - ابو مشیج کنیت

(۱۹) یسار۔ یہ عبید بن جہان کے غلام تھے۔

(۲۰) عبداللہ بن عمرو بن حرام۔ بدری۔ نقیب محمدی۔ ابو جابر کنیت۔ ان

کے صاحبزادے حضرت جابرؓ بڑے صحابی تھے جنکی نسبت روایت ہے

کہ ان کے جنازہ پر فرشتوں نے سایہ کیا تھا اور نبی صلعم نے بعد شہادت

اُن سے کلام فرمایا تھا۔ ہند انہیں کی بہن تھیں۔

(۲۱) عمرو بن جموح بن زید۔ سید الانصار تھے پاؤں سے لنگڑے تھے۔ لڑائی

کے وقت فرمایا کہ میں یوں ہی ننگر اٹا ہوا بہشت میں جا پہنچوں گا۔ یہ

نہایت سخی تھے۔ انہیں کی اہلیہ کا نام ہند تھا۔ جنہوں نے ان کی خیر

شہادت من کر کہا تھا کہ سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ کیسے ہیں جب

کہا کہ بخیریت ہیں تو بولیں کہ اب تمام مصیبتیں آسان ہیں۔

(۲۲) خلد دین عمرو بن جموح - بدری ہیں اور نمبر ۲۱ کے فرزند رشید ہیں۔

(۴۳) ایوایمن۔ یہ نمبر ۲۱ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

(۲۴) عمار دین زیاد۔ ایشلی میں ان کے جسم پر ۱۴ زخم تیر و تلوار کے تھے اب

تقدیر دیکھو جب زخمی نبی صلعم کی خدمت میں لائے گئے تو آپؐ نے اپنے

(۳۵) عامر بن مخلص بن حارث - بدری ہیں۔ کوئی اولاد نہیں چھوڑی چلتی۔

(۳۶) اُشیش بن قتادہ بن ربیعہ - (بدری) (۳۷) ابوہبیرہ بن حارث۔

(۳۸) اوس بن ارقم - (یکے از اکابر صحابہ) (۳۹) عمرو بن ثابت (خدیقہ کے بہنوئی)

(۴۰) سلمہ بن ثابت - (۴۱) ثابت بن عمرو - بدری۔

(۴۲) ثعلبہ بن سعد - (مشہور صحابی ہیں) (۴۳) حارث بن انس - بدری

(۴۴) حارث بن عبد اللہ (۴۵) حارث بن ثابت

(۴۶) حارث بن عمرو (۴۷) حلیب بن زید۔

(۴۸) رافع (۴۹) رفاعہ بن عمرو (عقبی - بدری) (ابو الولید کنیت)

(۵۰) سعد بن سوید (حذری) (لا ۵) سہل بن عدی۔

(۵۱) سہل بن قیس (بدری) (۵۲) سُبُع بن حاطب - اوسی۔

(۵۳) سُوَیْق بن حاطب (۵۴) صحزہ بن عمرو۔

(۵۵) عامر بن امیہ (بدری) (۵۶) عبید بن معلی (انکے بہائی رافع بدری شہید ہوئے)

(۵۷) عباس بن عبادہ (۵۸) عمرو بن ایاس۔

(۵۹) عمرو بن مطروف (۶۰) عتبہ بن ربیع

(۶۱) عباد بن سہل (۶۲) قیس بن مخلص۔

(۶۳) مالک بن سنان (۶۴) نوفل بن ثعلبہ

(۶۵) یزید بن حاطب (۶۶) وہب بن قابوس

(۶۷) اوس بن ارقم - (۶۸) ثقیب بن فروہ (انصاریوں کے بڑے عالم تھے)

قریش کے سربراہ اور وہ لوگ موجود ہوتے تھے جو اپنی عظمت اور اقتدار کا اثر ڈال کر اپنی سحر بیانی سے ان کو اسلام کا دشمن بنا دیتے تھے۔ قریش کے احکام پر چلنے کی ایک اور بڑی وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں کی معاش لوٹ اور غارت گری تھی اور اسلام اس کو منع کرتا تھا۔ اس لئے ان کا یہ خیال تھا کہ اگر اسلام ترقی پکڑ گیا تو ہمارے ذریعے معاش بند ہو جائیں گے۔

بدر کی فتح نے جس طرح عرب کے تمام قبائل پر اپنا رعب جما دیا تھا جس کی وجہ سے ان کو اسلام کے خلاف سازش کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی اور تمام قبیلے اپنی اپنی جگہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ اسی طرح اُحد کی شکست نے اُن کے حوصلے پر بڑا دُورے کی حالت میں خاصی تبدیلی ہو گئی اور تمام قبیلے پہر اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن کو اپنی ہستی کے اچھے آثار نظر آنے لگے۔ چنانچہ ذیل کے واقعات اُن کے خیالات کی پوری شہادت دیتے ہیں۔

سر قطن یا ابی سلمہ

یکم محرم ۳۷ھ ہجری مطابق ۱۳ جون ۶۲۵ء عیسوی بروز جمعرات جنگ اُحد کا نتیجہ دیکھ کر طلحہ اور خویلد نے اپنے زیر اثر قبائل بنی اسد وغیرہ کو جو فہد کے کوہستانی علاقہ قطن میں رہتے تھے رسول اکرم کے خلاف ابھارنا شروع کیا جب ان ڈاکوؤں کا پورا گروہ جمع ہو گیا تو مدینہ پر چا پا مارنے کی تجویز ہوئی۔ حضور صلعم کو ان کے تمام ارادوں کی اطلاع ہو گئی تو آپ صلعم نے ابو سلمہ مخزومی کو ڈیڑھ سو مہاجر اور انصار کے ساتھ اُن کی گوشمالی کرتے کو روانہ

مسلمانوں کے ساتھ کیا یعنی انہوں نے دو مشہور قوموں عضل اور قارہ کے سات آدمیوں کو اپنی طرف بلا کر مدینہ روانہ کیا۔ جنہوں نے جا کر آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ آپ چند لوگوں کو ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ وہ احکام اور عقائد سکھائیں آپ نے دس بزرگ صحابہ کو جن کے سردار عاصم بن ثنابت (حضرت عمر فاروق کے نانا) تھے ان کے ہمراہ کر دیا۔

جب یہ معلوم کا گروہ مقام رجم پر پہنچا جو عسفان اور مکہ کے درمیان میں ہے تو ان بدذاتوں نے بد عہدی کی اور قبیلہ بنو لحيان کو اشارہ کر دیا کہ اب یہ سب ہماری زد میں ہیں ان کا کام تمام کر دیں۔ بنو لحيان دو سو آدمیوں کی جماعت سے جن میں سو تیرا انداز تھے مسلمانوں کے تعاقب میں لگے اور ان کا محاصرہ کر لیا یہ سب لوگ ایک مختصر سی بیڑی پر چڑھ گئے۔ تیراندازوں نے کہا کہ تم سب لوگ نیچے آ جاؤ ہم تم کو پناہ دیتے ہیں مگر عاصم نے کہا کہ ہم کافر کی پناہ میں نہیں آنا چاہتے۔ یہ کہہ کر سر آسمان کی طرف کیا اور کہا کہ اے خدا اپنے رسول کو خبر کر دے۔ یہ کہہ کر لڑائی کی طرف متوجہ ہو گئے مگر وہ لوگ ان سے بیس گنا زیادہ تھے چاروں طرف کے تیروں سے کس طرح نجات مل سکتی تھی بالآخر لڑ بھڑ کر اٹھ شہید ہو گئے۔ اور دو بزرگوار خلیفہ اور زید جو کفار کی باتوں پر اعتماد کر کے نیچے اتر آئے گرفتار ہو گئے اور ان کی مشکیں کس دی گئیں۔ قریش نے چند آدمیوں کو بھیجا کہ عاصم کے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر لے آئیں تاکہ مسماۃ سلامتہ زن طلحہ کو نشانی دکھائی جائے جس نے ان کے قتل پر سو اونٹ کا انعام مقرر کیا تھا۔ مگر خداوند تعالیٰ کو چونکہ ان کی

۱ ابن ہشام میں چٹہ اور صحیح بخاری میں دس ہیں۔

اشعار پڑھتے۔

ترجمہ میں جب میں اسلام کے لئے قتل کیا جا رہا ہوں تو مجھ کو اسکی پرواہ نہیں کہ کس ڈھب قتل کیا جاؤں گا۔ یہ جو کچھ بھی ہے خالصاً اللہ ہے اگر وہ چاہے گا تو ان جسم کے ٹکڑوں پر اپنی رحمت نازل کرے گا۔

ظالموں نے ان کو صلیب پر لٹکا دیا اور نیزہ والوں نے ان کے جسم پر زخم لگائے اور جسم پر آبی کے چر کے لگائے مگر زبان سے اُف تک نہ نکلا۔

دوسرے بزرگ حضرت زید تھے ان کو صفوان بن امیہ نے قتل کے ارادہ سے خریدا تھا۔ یہ بھی مقتل میں آئے تو قریش کے معزز سردار تماشادیکھنے کے لئے موجود تھے جب قاتل نے تلوار ہاتھ میں لی تو ابو سفیان بولا ذرا سچ کہنا اس وقت تمہارے بدلے اگر محمد (صلعم) قتل کئے جاتے تو تم کو کس قدر خوشی ہوتی زید نے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے عوض میں نبی صلعم کے پاؤں میں کاٹا بھی چبے۔ دو رکعت نماز ادا کرنے کے بعد صفوان کے غلام نسطاس نے ان کا سر تلوار سے اڑا دیا۔ صلیب دیدی۔ اسی زمانہ سے دستور پڑ گیا کہ قتل کے وقت مقتول پہلے دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہے۔

ان بزرگوں کی لاشیں ۴۰ دن تک مقتل میں لٹکتی رہیں۔

ایک سخت دل حضرت خبیب کے جگر پرانی لگاتا تھا تو دوسرا اپنا الگ وار کرتا تھا۔ مگر یہ خدا کا برگزیدہ بندہ ہمیشہ کی نجات اور خوشنودی خدا اور رسول کا

[illegible]

عطا فرمائے گا۔ فقط

سب سے آخر میں یہ دعا تھی کہ اے خدا ہم نے تیرے رسول کے احکام کو لوگوں تک پہنچا دیا۔ اب تو اپنے رسول کو ہمارے حال اور ان کفار کے فعلوں کی خبر پہنچا دے۔

حضرت سعید بن عامر جو حضرت عمر فاروقؓ کے عمال سے تھے اونکا یہ حال تھا کہ کبھی کبھی بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اس کی وجہ پوچھی تو بولے کہ مجھے نہ تو کوئی مرض ہے اور نہ کوئی شکایت۔ جب حضرت خبیثؓ کو صلیب پر چڑھایا تو میں اس وقت موجود تھا مجھے جب ان کی باتیں یاد آ جاتی ہیں تو میں کانپنے لے ہوش ہو جاتا ہوں۔ اللہ غنی کیسے اہل دل اور رقیق القلب مسلمان تھے۔

واقعہ میر معونہ

نشر معلمین اسلام کا قتل

آخر ماہ صفر ۱۲۸۵ھ مطابق اگست ۱۹۲۵ء

واقعہ بالا کے کچھ دن بعد کفار نے دوسرا فریب اور کیا۔ ابو پرار کلابی جو قبیلہ کلاب کا سردار تھا بنی صلوٰۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ ملک نجد کی تعلیم و ہدایہ۔ چہ دعا و اعطا اور معلم میرے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ اسلام کی دعوت دیں آپ نے فرمایا مجھ کو نجد کے لوگوں کا اعتبار نہیں ابو پرار نے کہا کہ میں ان کا ضامن ہوں ہر طرح اون کی حفاظت کی جائے گی میرا ہی نتیجہ عامر بن

سپاہی تھے اور نہ ان کے پاس ہتھیار تھے محض چند نصیحت کرنا ان کا کام تھا اس قدر
گروہ میں کیا کر سکتے تھے سب کے سب یہیں شہید ہو گئے۔ صرف حارث بن ضمہ
اور عمر بن امیہ جو اونٹ چرانے گئے تھے بچ گئے۔ واپس ہوئے تو کسی کو نہ پایا اور ایک
طرف جانور اڑتے ہوئے دیکھ کر شبہ ہوا تو پیلے پر چڑھ کر دیکھا تو سب کی لاشیں نظر آئیں
مدینہ میں ایسی خبر دینا مناسب نہ جانا طیش میں آ کر کفار پر جاؤٹے ان میں حارث
بہادر شخص تھے جو چار کو مار کر خود بھی شہید ہو گئے۔ عمرو امیہ دو آدمی قتل کرنے کے
بعد گرفتار ہو گئے جس کو عامر نے یہ کہہ کر رہا کر دیا کہ میری ماں نے ایک غلام آزاد
کرنے کی منت مانگی تھی۔ میں تجھ کو آزاد کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر ان کے بال کاٹے اور
چھوڑ دیا۔ مدینہ پہنچ کر کل واقعہ رسول صلعم سے عرض کیا سن کر آپ کو اس قدر صدمہ
ہوا کہ تمام عمر کبھی نہیں ہوا تھا۔ برابر ایک مہینہ فجر کی نماز میں آپ ان ظالموں کے
حق میں بدعا کرتے رہے۔

عمر و بن امیہ جب رہا ہو کر مدینہ آ رہے تھے تو راستہ میں دو شخص اپنے دوستدار
قبیلہ کے سوتے دیکھ کر خیال ہوا کہ یہ بھی قاتلوں کی جماعت سے ہیں اور اس دہوکہ
سے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ آنحضرتؐ سے جب یہ راستہ کا واقعہ بیان کیا تو آپ ناخوش
ہوئے اور ان دونوں کا خون بہا ان کے قبیلے میں بھیجے کا انتظام کیا۔

غزوہ بنو نضیر

بیع الاول ۴۲۵ھ مطابق اگست ۶۴۵ء

عمرو امیہ نے قبیلہ عامر کے جو دو شخص قتل کر دیے تھے اس کا خون بہا اب تک واجب الادا

آخر کار انہوں نے رسول صلعم کے پاس بذریعہ قاصد کہلا بھیجا کہ آپ صرف تین ہی شخص لیکر آجائیں۔ ہمارے بھی تین عالم ہوں گے اگر ہمارے عالم آپ پر ایمان لے آئے تو ہم بھی اسلام قبول کر لیں گے اور ہر کوئی جھگڑا آپس میں باقی نہ رہے گا۔ آپ اس پر رضامند ہو گئے۔ مگر آپ کو راستہ میں ہی ایک ذریعہ سے معلوم ہو گیا کہ تمام یہودی مسلح آپ کے منتظر ہیں کہ آپ تشریف لائیں تو قتل کر دیں۔

جب آپ صلعم کو ان کی بدذاتی اور فریب کا پورا حال معلوم ہو گیا تو آپ نے صحابہ کو جمع کیا اور بالاتفاق یہ رائے قرار پائی کہ جب تک اون کی پوری سرکوبی نہ ہوگی ہرگز یہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئیں گے اور آئے دن ایسے ہی فریب کرتے رہیں گے۔ آپ ایک کافی جماعت مسلمانوں کی لیکر تونقیصیر کی طرف بڑھے جب ان کو اسلامی سپاہ کا حال معلوم ہوا تو اپنے مضبوط قلعوں میں قلعہ بند ہو گئے مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور اس قلعہ کے گرد جوان کے نخلستان تھے اسکے کچھ درخت بھی کٹوا دئے جو لینۂ سم کے تھے اور اہل عرب کے عام خوراک نہیں ہے۔ اس درخت کا کلام مجید میں بھی ذکر ہے۔ ترجمہ

تم نے لینۂ کے درخت جو کٹوا دیئے اور جس قدر قائم رکھے سب خدا کے حکم سے تھاکہ خدا فاسقوں کو رسوا کرے۔ (سورہ حشر)

اب رہا یہ امر کہ یہ درخت فضول کیوں کٹوائے وہ صرف اس لئے تھا تاکہ منافقین ان جنتوں سے کمیں گاہ کا کام نہ لے سکیں اور محاصرہ میں کوئی چیز حاصل نہ ہو سکے کہ یہ ایسا موقع تھا کہ کفار اور منافقین سے ہر وقت ہوشیار رہنا پڑتا تھا۔

فتح الباری۔ جلد سابع۔ صحیح بخاری۔

کہ لوگوں کو جشن کا دھوم کا ہو۔ خود اونٹوں پر سوار تھے۔ آگے باجا بجاتا تھا۔ حورتیں دف بجاتی اور گاتی جاتی تھیں عروہ بن الورد مشہور شاعر کی بیوی جس کو یہودیوں نے خرید لیا تھا وہ بھی ہمرکاب تھی۔

اہل مدینہ کا بیان ہے کہ ایسے دھوم کی سواری کبھی ان کی نظر سے نہیں گذری۔ آلات حرب کا ذخیرہ جو وہ چھوڑ گئے اس میں پچاس خود تین سو چالیس تلواریں اور پچاس زہریں تھیں۔

ان کے جانے کے وقت یہ قصہ درپیش ہوا کہ انصار کی وہ اولاد جنہوں نے مذہب یہودی اختیار کر لیا تھا اور یہودی ان کو اپنے ہمراد لئے جاتے تھے انصار نے روک لیا کہ ہم ان کو نہ جانے دیں گے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ۔ مذہب میں زبردستی نہیں ہے۔

اس پر انصار نے ان کو چھوڑ دیا۔

ان یہودیوں کی خیر والوں نے بڑی قدر و منزلت کی یہاں تک کہ ان کو خیر کارئیں تسلیم کر لیا۔

اب یہودیوں کی زمین جس سے وہ جلا وطن کئے گئے موافق قانون جنگ کے مسلمانوں کے قبضہ میں آئی۔ جس کی تقسیم غریب مہاجرین پر انصار کی مرضی سے کی گئی۔ جو اب تک اپنے بھائی مدینیوں کی حفاظت میں تھے اور وہ بھی ان کی پرورش کرتے تھے اسوقت مہاجرین نہایت ہی تنگ دست تھے نہ رہنے کو مکان نہ کھانے کو مال موجود تھا جب

طبری ۷۲ ابوداؤد کتاب الجہاد۔ ۱۲

۷۲ ضری۔ ۱۲

یہ تدبیر کی کہ نعیم بن مسعود جو مدینہ سے آیا ہوا تھا اس کو ابو صفیان نے اپنی طرف کاٹھ لیا یہ شخص نہایت فصیح اور خوب زبان تھا اس سے کہا کہ ہم لوگ اس سال جو جسہ قحط سالی لڑنا پسند نہیں کرتے اگر تو مسلمانوں کو ہماری شوکت و عظمت اور تیاری لشکر سے مطلع کر کے ان کو جنگ سے باز رکھے تو ہم تجھ کو اس صلہ میں بیس اونٹ رسالہ پیش کر دیں گے۔ نعیم نے منظور کیا اور مدینہ آکر ایسے فصاحت و بلاغت سے کفار کے سامان جنگ کا حال بیان کیا کہ مسلمانوں کی رائے پلٹ گئی اور جو خیالات مسلمانوں کے پیشتر تھے سرد ہو گئے۔ جب حضرت عمرؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو نبی صلعم سے کہا کہ کفار کے ساتھ تمہارا مقابلہ کرنا کسی صورت سے برا نہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اگر کوئی نہ جائے گا تو میں تنہا جنگ کے لئے جاؤں گا خدا میری مدد خود کرے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ دفعتاً تمام مسلمانوں میں جوش پھیل گیا اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

ابو صفیان کو خیال تھا کہ مسلمان نعیم کی گفتگو سے متاثر ہو کر مقابلہ میں نہ آئیں گے اس لئے مسلمانوں پر اپنا پورا رعب جمانے کے لئے مکہ سے روانہ ہو گیا اور پہلا پڑاؤ ظہران یا عسفان پر کیا۔ نعیم مسلمانوں کی تیاریاں دیکھ کر اہل مکہ کو خبر دینے کے لئے روانہ ہو گیا اور اس پڑاؤ پر ابو صفیان سے ملا اور تمام کیفیت بیان کی کہ مسلمان پہلے سے زیادہ اپنے ارادوں میں مستحکم ہیں اور عنقریب روانہ ہونے والے ہیں یہ سن کر کفار کی ہمتیں پست ہو گئیں اور رہے سے ہوش جاتے رہے اور یہ کہہ کر کہ قحط سالی کے زمانہ میں لڑنا مصلحت کے خلاف ہے آئندہ سال دیکھا جائے گا واپس لوٹے ہوئے۔

۱۲- در این کتاب، مؤلف به بیان و تفسیر احوال و سیرت امیرالمؤمنین علیه السلام پرداخته است.

[illegible]

۱۰۱۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۰۲۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۰۳۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۰۴۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۰۵۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۰۶۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۰۷۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۰۸۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۰۹۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔
 ۱۱۰۔ یہ ہے کہ اگر ہم سے ملے گا تو ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

۱۰۰

چند روزی که در آنجا بود،

[illegible]

حکم اللہ تعالیٰ کا شراب کی نسبت یہ نازل ہوا۔

کہ لوگ تجھ سے شراب اور جوئے کی نسبت سوال کرتے ہیں۔ تو ان سے کہہ ان میں گناہ بڑا ہے اس کے نفع سے (جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے شراب کو بڑا سمجھ کر پینا کچھ کم کر دیا۔

حضرت عمرؓ کو شراب سے زیادہ پرہیز تھا جب لوگوں کی زبان سے واہیات کلمے سننے تو فرماتے کہ اے پروردگار شراب کے بارہ میں کافی حکم نازل کر دے ایک مرتبہ نشے میں مسلمانوں نے نماز پڑھی اتفاقاً امام بھی اس دن شراب میں غمخور تھے قرآن کے الفاظ اَلْطَّيْلُطْ پلٹ کر پڑھنے لگے۔ کہتے کچھ تھے نکلتا کچھ تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ۔ (اے وہ لوگو جو ایمان لائے اللہ پر نزدیک ہو نماز کے جب کہ نشہ میں ہو یہاں تک کہ سمجھ نہ لگو اس چیز کو جس کو کہتے ہو۔) اس آیت کے نزول سے لوگ شراب کو بہت بُرا سمجھنے لگے۔ کیونکہ جب حالت نشہ میں نماز پڑھنے کی مانعت ہوئی تو اس سے وہ کچھ زیادہ پرہیز کرنے لگے۔

ایک مرتبہ چند اصحاب حالت نشہ میں خوب لڑے چنانچہ اس جلسہ میں سعد ابن وقاص کا سر ہٹ گیا آنحضرت صلعم کے رو برو فریاد آئی۔ آپ نے ذرا سی پینے کو بھی بُرا بتایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ قطعی حکم نازل فرما۔ پھر تیسری مرتبہ جو آیت نازل ہوئی اس میں شراب قطعی حرام کی گئی۔ آنحضرت صلعم نے فوراً تمام مدینہ میں اعلان کر دیا کہ شراب حرام ہو گئی اب کوئی ایک قطرہ تک نہ پیئے۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ لوگ ابو طلحہ کے گھر بیٹھے تھے اور میں بہر بھر کر

३५५। नमो

[illegible][illegible]

-۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-

[illegible]

۱۸۸۵

یہی سب کچھ ہے؟ اور کیا یہ سب کچھ ہے؟

[illegible]

شروع کر دیں۔ سب سے پہلے قبیلہ بنی اشجار اور ثعلبہ نے فوج مرتب کی اور مدینہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک گڈریا جو بکریاں فروخت کرتے مدینہ آیا ہوا تھا اس نے تمام کیفیت بیان کی آنحضرتؐ نے اس کی خبر تصدیق کر کے حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین چھوڑا اور خود چار سو آدمیوں کو لیکر مدینہ سے روانہ ہوئے جب اون کی سرزمین ذات السراقہ پر پہنچے تو سوائے عورتوں کے کسی کو نہ پایا کیونکہ تمام مرد اسلامی لشکر کی خبر سنکر ہپارڈوں میں بہاگ گئے تھے۔

صحابہ کو یہ خیال ہوا کہ اگر ہم مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوئے اور دشمن موقع پا کر ہم پر ٹوٹ پڑا تو موقع بہت نازک ہو جائیگا۔ آنحضرتؐ صلعم نے جب صحابہ کا یہ حال دیکھا تو نماز خوف ادا کی۔ اور یہ صلوٰۃ الخوف سب سے پہلے اسی جگہ ادا ہوئی۔ پندرہ دن اس سفر میں گزر گئے مگر لڑائی کا موقع نہ ہوا اور نہ کچھ مال غنیمت ملا۔

غزوہ دومۃ الجندل

اوردیبع الاول ۱۰ھ مطابق جولائی ۶۲۶ء

کوفہ اور دمشق کے درمیان دس دس پڑاؤ کے فاصلہ پر ایک قلعہ دومۃ الجندل واقع ہے اس کا حاکم اکید بن مالک قوم نصاریٰ سے تھا یہ ایک لشکر آنحضرتؐ صلعم کے مقابلہ کے لئے جمع کر رہا تھا اور مسافروں کو بھی لوٹتا تھا۔ اس کی بغاوت کی خبر مدینہ آئی اور آپؐ ایک ہزار اسلامی لشکر لیکر اس کی سرکوبی کو روانہ ہو گئے بمقتضائے مصلحت وقت شب کو سفر کیا جاتا اور دن کسی محفوظ جگہ بسر کیا جاتا

عنایت کیا چونکہ قبیلہ خزاعہ ان کا حلیف تھا اس نے ان کی تمام پابندیوں پر عمل کیا لہذا ان کو بھی اسی لقب سے ممتاز کیا۔

قبیلہ خزاعہ کا ایک خاندان بنی مصطلق کے نام سے مشہور تھا اور مقام مریضہ میں جو مدینہ سے ۹ منزل ہے رہا کرتا تھا۔ اس خاندان کا حاکم حارث بن ابی ضرار تھا یہ آنحضرت صلعم کا دشمن تھا اس نے اپنے میل کے قبیلوں کو لکھا کہ اگر تم میری مدد کرو تو میں محمد صلعم پر چڑھائی کروں۔ اور اس طرح کچھ گروہ اپنی طرف ملا لئے اسیں منہ بنی مدینہ کا بھی اشارہ تھا۔ اس لئے حارث کو اپنی کامیابی کی بڑی امید تھی۔

شدہ شدہ یہ خبر آنحضرت صلعم کو پہونچی آپ نے مزید تحقیقات کے لئے ہریدہ بن خصیبؓ کو روانہ کیا یہ بڑے ہوشیار شخص تھے۔ حارث سے جا کر ملے اور اجنبی بنکر ان سے کہا کہ اگر حقیقت تمہارا ارادہ چڑھائی کا ہے تو میں ایک جہاز فوج سے تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ حارث نے ہریدہ کو اپنا در خواہ پا کر تمام کچا چھٹا بتا دیا اور ان کی بڑی خاطر داری کی ہریدہ یہ بہانہ کر کے کہ میں اپنی فوج لینے جاتا ہوں وہاں سے رخصت ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور تمام کیفیت سے بنی صلعم کو آگاہ کیا آپ نے جنگ کے لئے لشکر تیار کیا اور حضرت علی اور سعد بن عبادہ کو علمبردار بنایا۔ حضرت عمرؓ کو مقدمہ لشکر یعنی سب کے آگے رہنے کا حکم دیا۔ زید بن حارث اور عکاسہ کو دائیں بائیں لشکر کے تعینات کیا اور ۲۰۰۰۰ شعیانؓ کو مدینہ سے روانہ ہوئے۔

اتنا راہ میں ایک جاسوس کفار کا ملا اور گرفتار ہوا جب اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو قتل کیا گیا۔ اس جاسوس کے قتل کی خبر جب کفار کو پہونچی تو ان پر اسلام کی

۱ بعض کتب میں ہریدہ بن خصیب کے بجائے زید بن خصیب درج ہے۔

آئیں قریب ہی تھا کہ تلواریں چل جائیں فوراً ہی چند لوگ درمیان میں آگئے اور بچ بچا کر دیا۔

منافقوں کے سردار عبداللہ بن ابی نے جب دیکھا تو دل میں خوش ہوا کہ اچھا موقع ہاتھ آگیا یہ لوگوں میں شیر و شکر کی طرح ملا ہوا تھا انصار سے بولا کہ بھائی یہ بلا تم نے خود مول لی ہے۔ مہاجرین کو تم نے بلا کر اپنے گھر رکھا ان کی خاطر مدارت کر کے ایسا سر چڑھایا کہ خود تم سے برابر ہی کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو گئے۔ اور آئندہ نہیں معلوم کہ کیا ہوا اب بھی موقع ہے اگر تم ان کی امداد سے ہاتھ اٹھاؤ تو وہ خود پریشان ہو کر یہاں سے نکل جائیں۔

جب یہ واقعہ آنحضرت صلعم سے کہا تو حضرت عمر اس وقت موجود تھے غصہ سے لال ہو گئے اور کہا کہ کسی شخص کو حکم دیجئے کہ اس منافق کا سر اٹار لے آپ نے فرمایا کہ اگر یہ قتل ہوا تو اور قوم کے لوگ چرچا کریں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو بھی مارتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی کے بیٹے نے جس کا نام بھی عبداللہ تھا جب یہ سنا کہ میرے باپ نے ایسی حرکت ناشائستہ کی ہے جس پر رسول صلعم قتل کا حکم دینے والے ہیں تو دوڑ کر نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سب جانتے ہیں کہ میں اپنے باپ کا کس قدر خدمت گزار بیٹا ہوں لیکن اگر اس کے قتل کا حکم آپ دینے والے ہیں تو مہربانی فرما کر مجھے اس کے قتل کا حکم دیجئے گا میں ابھی اس کا سر کاٹے لاتا ہوں۔ اور اگر کسی دوسرے شخص کو حکم ہوا تو مجھے اپنے اور پر ایسی قدرت

اسی طرح ایک اور موقع پر اتفاق ہوا۔ اُس وقت تمام لشکر ٹھیرا دیا گیا اور وہ جگہ اسی تھی کہ جہاں پانی میسر نہ ہوتا تھا اور نماز کا وقت قضا ہوا جاتا تھا حضرت ابو بکرؓ نے بہت کچھ حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آپ ایسے مقام پر آنحضرتؐ کو ٹھیرا دیتی ہیں جہاں پانی بھی وضو کو نہیں ملتا۔ اسی وقت آیت تمیم نازل ہوئی۔

غزوہ خندق یا جنگ احراب

یعنی تمام عرب کی متحدہ جنگ

۸ ذیقعد روز اتوار ۵۵ھ مطابق یکم اپریل ۶۲۷ء

اس سال کا سب سے مشہور واقعہ ہی جنگ خندق ہے۔ اس میں سب سے بڑی سازش یہودیوں کی تھی جو تمام قبائل کو اشتغال دلا کر مدینہ پر چڑھا لائے تھے قرآن مجید میں اس کا نام جنگ احراب ہے۔

بنو نضیر جب مدینہ سے جلا وطن ہو کر خیبر میں آباد ہوئے تو وہاں بھی چین سے نہ بیٹھے اور مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے لئے جس کی فکر وہ شروع سے کر رہے تھے ایک عظیم الشان سازش کا ارادہ کیا اور یہ کوشش کی کہ عرب کے تمام قبائل اور حبلہ مذاہب کے جنگجو شامل ہو کر مدینہ پر حملہ کریں اور اس طرح اسلام کو یخ و بن سے اگماڑ کر بھینکیں۔ چنانچہ انہوں نے بیس سردار اپنے قبیلے کے انتخاب کئے جو کہ عرب کے تمام قبیلوں کو حلے کے لئے آمادہ کریں۔ ان سرداروں میں سے یقیناً ذی وقعت رئیس (۱) سلام بن ابی اسحقین (۲) جثلی بن اخطب (۳) کنانہ بن الربیع مکہ معظمہ گئے اور قریش سے مل کر کہا کہ تم اگر ہماری امداد کرو تو آج ہم تمام مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیں۔ قریش تو منہ کھولے

پہر ان کل کا سپہ لار ابو صفیان تھا۔

مدینہ کے قریب پہنچ کر حُجَی بن اخطیب (حضرت صفیہ کے باپ) نے قبیۃ بنو قریظہ کے ملانے کی کوشش کی تاکہ اندرون شہر میں بھی بغاوت ہو جائے اور خود بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس چسپکر پہنچا اس نے امداد دینے سے انکار کیا حُجَی بولا میں اپنے ساتھ ایک لشکر عظیم لایا ہوں جس میں بچہ بچہ محمد کے خون کا پیاسا ہے تم ایسے وقت ہم سے الگ ہوئے جاتے ہو جبکہ کل کام تیار ہے اور اسلام کا خاتمہ ہے اس جرّار لشکر میں قریش اور عرب کے تمام قبائل موجود ہیں صرف تمہاری شرکت کا انتظار ہے۔ مگر کعب اس وقت تک راضی نہ ہوا اور بولا کہ تمہارا کہنا سب درست ہے مگر میں کس بنیاد پر محمد سے علیحدہ ہو جاؤں جب میں نے ان کو ہر بات میں سچا اور صادق الوعد پایا۔ مگر حُجَی کی حرب زبانی اور تمام قریش اور عرب کے دیگر قبائل کے اثر سے اس کو مجبوراً ساتھ دینا پڑا غرض کہ بنو قریظہ نے اس کثیر فوج میں اور اضافہ کر دیا۔

آنحضرت صلعم کو یہ خبر لگی تو آپ نے تمام حجت کے لئے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کو ان کی ہدایت کے لئے روانہ کیا اور ان سے فرمایا کہ اگر بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے تو اگر مبہم لفظوں میں بیان کرنا تاکہ لوگوں میں بے دلی نہ پھیلے۔ انہوں نے جا کر سبھایا کہ تمکو ہرگز زیبا نہیں کہ معاہدہ کو توڑ دو اور امن میں خلل ڈالو اور خلل ڈالنے کے علاوہ اٹے ہمارے ہی دشمنوں سے ملکر ہمسے لڑو مگر بنو قریظہ نے ترش روئی سے جواب دیا کہ ہم محمد اور اس کے معاہدہ کو نہیں جانتے کہ کیا چیز ہے۔

جب آنحضرت محمد صلعم کو تحقیق ہو گیا کہ تمام عرب کی مدینہ پر چڑھائی ہے تو آپ نے

ہو کر رسول صلعم کی تعریف میں شعر پڑھتے جاتے اور کام کرتے جاتے ہیں اس کے ساتھ انصار کے حق میں دعائے خیر بھی دیتے جاتے تھے۔

رسول صلعم برابر کام میں مشغول تھے سیدہ مبارک کے بھال مٹی میں چسپ جاتے اور اسی حالت میں رجز پڑھتے جاتے خندق کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان نکل آئی جس پر کسی کی ضرب نے کام نہ دیا حضرت صلعم تشریف لائے۔ تین دن کا فاقہ تھا اور پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا اس پر ضرب لگائی لوہے اور پتھر کی رگڑ سے تین مرتبہ بغیر معمولی چمک پیدا ہوئی ہر دفعہ کی روشنی کی نسبت آپ نے فرمایا کہ مجھ کو اس روشنی میں شام۔ فارس اور یمن کے محلات نظر آتے ہیں جو مسلمانوں کو عنقریب ملنے والے ہیں ان چند ضربوں میں وہ پتھر پاش پاش ہو گیا۔ جب کفار کا محاصرہ کچھ دنوں تک رہا تو متعصب بن فشر نے اسی فقرہ پر کہا کہ کہاں تو محمد بن۔ شام۔ اور فارس کی حکومت مسلمانوں کو دیتے ہیں اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ مدینہ میں ہی انکار مہنا و شوار ہو ا جاتا ہے۔

اب کفار کی بے شمار فوجیں مدینہ کے قریب آگئیں اور مدینہ پر تین طرف سے اس زور شور سے حملہ کیا کہ زمین لرز گئی اللہ تعالیٰ کلام پاک میں اس واقعہ کو اس طرح فرماتا ہے ترجمہ سورہ احراب۔ (جب دشمن اوپر اور نیچے کی طرف سے آپڑے اور جب آنکھیں ڈاگنے لگیں اور کلیجے منہ کو آگئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے خیال کرنے لگے تب مسلمانوں کی آزمائش کا وقت آگیا اور وہ زور سے کانپنے لگے۔)

گزشتہ جنگ کی طرح اس میں بھی منافقوں کی تعداد شامل تھی جو ظاہر مسلمانوں

۱۵ صحیح بخاری - ۱۲ صحیح بخاری - ۱۲

۱۵ ابن ہشام - ۱۲

کردئے گئے۔

اب بتو قرظہ نے شہر میں بد امنی پھیلانی شروع کی اور مسلمان عورتوں اور بچوں کو خطرہ میں ڈال دیا مجبوراً تین ہزار آدمیوں میں سے ایک ہزار آدمیوں کو شہر کی حفاظت کے لئے علیحدہ کرنا پڑا۔ بتو قرظہ سمجھے ہوئے تھے کہ حیب باہر سے دس ہزار دشمن کا لشکر حملہ کرے گا تو ہم شہر میں غدر پھیلا کر مسلمانوں کا ناطقہ بند کر دیں گے پھر دنیا میں مسلمانوں کا نام و نشان ہی نہ رہے گا۔

کفار کی فوج مسلمانوں سے چوگنی تھی پھر مدینہ میں منافقین اور یہود کا زور جو ہر وقت اندرون شہر میں خلل ڈالنے کے لئے موقع کے منتظر رہتے تھے جس کے تدارک کے لئے تباہی حصہ الگ کرنا پڑا اور اب دس ہزار کے مقابلہ میں صرف دو ہزار ہی باقی رہ گئی پھر محاصرو کی سختی دیکھتے ہوئے آنحضرت کی یہ رائے ہوئی کہ اگر کسی طرح غطفان اور فرارہ کے قبائل ان سے الگ ہو جائیں تو پھر ان کی یہ قوت نہ رہے گی اور ہم پر دل کھو کر ان سے لڑ سکیں گے لہذا اصحاب سے یہ مشورہ کیا کہ حملہ آور سرداران غطفان سے ایک تہائی پیداوار صلح کر لی جائے مگر انصار کی طرف سے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے عرض کیا کہ اگر حضور کی یہ رائے وحی کے مطابق ہے تو انکار کی مجال نہیں ورنہ قبل اسلام جب یہ قبائل آمادہ جنگ ہوئے تھے ہم نے جب بھی ان کو ایک چھوڑا ہوا تک نہیں دیا۔ آج جب کہ خدا نے ہم کو اسلام سے مشرف کیا اور کفر کی تاریکی کو نکال کر نور ایمان سے منور کیا ہم انہیں کیونکر اپنی پیداوار کا تباہی حصہ دے سکتے ہیں یہ ہم سے ہرگز نہ ہوگا ان کے لئے یہ ہمارے پاس تلوار ہے۔ آنحضرت نے انصار کی یہ بات پسند کی سعد پر جوش میں اٹھے اور معاہدہ کا کاغذ ہاتھ میں نے تمام

اگرچہ کفار کے مقابلہ میں مسلمان بہت کم تھے مگر ہر پہی کفار کو خندق پار کرنے میں کامیابی نہ ہوئی تو انہوں نے ایک کمیٹی کی اور یہ طریقہ سوچا کہ ایک عام حملہ کیا جاوے۔ اتفاقاً خندق ایک طرف سے ذرا کم چوڑی تھی۔ یہی موقع حملہ کے لئے انتخاب کیا گیا۔

عرب کے مشہور بہادروں یعنی جیسرہ۔ ضرار۔ نوفل۔ عکرمہ عمرو بن عبدود نے خندق کے اُس پار سے اپنے گھوڑوں کو ایڑ لگائی تو اس پار تھے ان بہادروں میں سب سے زیادہ مشہور دلاور عمرو بن عبدود تھا یہ ایسا شخص تھا کہ ہزار آدمیوں کا مقابلہ کرنے کو تیار ہو جاتا چنانچہ ایک مرتبہ قریش کے تجارتی قافلہ کے ساتھ تھا جو شام کو جا رہا تھا اس میں حضرت عمرؓ بھی تھے راستہ میں ایک ہزار ڈاکوؤں کا گروہ اٹوٹا سب بدحواس ہو کر مال سے ہاتھ دھو بیٹھے مگر عمروؓ مقابلہ میں آیا اور ایک شتر بچے کے پاؤں پکڑ کر ڈھال بنائی اور ڈاکوؤں پر تلوار سے حملہ کیا۔ ڈاکوؤں نے یہ طاقت اور بہادری دیکھی تو ہباگ گئے اسی لئے اس کا شمار ایک ہزار آدمی کی برابر مانتا جاتا تھا۔ جنگ بدر میں بھی یہ موجود تھا مگر زخمی ہو کر چلا گیا تھا۔ اور قسم کھائی تھی کہ جب تک اس کا بدلہ مسلمانوں سے نہ لے لوں گا سر میں تیل نہ ڈالوں گا اگرچہ اس کی عمر اس وقت نوے سال کی تھی تاہم سب سے پہلے وہی آگے رہا۔ اور عرب کے دستور کے موافق پکارا کہ مسلمانوں میں کوئی ایسا ہے جو میرے مقابلہ میں آئے۔ حضرت علیؓ شیر خدا نے کہا کہ میں ہوں مگر نبی صلعم نے روکا کہ یہ عمرو بن عبدود ہے حضرت علیؓ بیٹھ گئے۔ مگر عمروؓ کی آواز کا کسی اور طرف سے جواب بھی نہیں آیا۔ عمرو دوبارہ پکارا مگر سوائے حضرت علیؓ کے سب خاموش بے سری مرتبہ جب نبی صلعم نے فرمایا کہ یہ عمرو بن عبدود ہے تو حضرت علیؓ نے لا پر واہی سے جواب دیا کہ ہاں میں جانتا ہوں کہ یہ عمروؓ مردود ہے غرض آپؐ نے اجازت دی

نہیں تھا آپ نے نہایت پُھرتی اور کمال ہوشیاری سے تلوار کا دار کیا تلوار شاء کاٹ کر
کمر تک اتر گئی اور یہ زمین پر تھا۔

دوسری روایت اس کے قتل کی اس طرح ہے کہ قبل جنگ آپس میں معاہدہ ہو گیا
تھا کہ کوئی ایک دوسرے کی مدد کو نہ آئے چونکہ دونوں بلا کے بہادر تھے صبح سے دوپہر
ہونے آئی اور فیصلہ نہ ہو سکا حضرت علیؑ نے عمرو سے کہا کہ دیکھ تیرا بہائی آتا ہے
اس نے مڑ کر دیکھا ہی تھا کہ حضرت علیؑ کی تلوار ران کو کاٹ گئی یہ گر کہ اسنے میں دوسرا
ہاتھ تلوار کا سر پر پڑا جس نے ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔ اور فوراً ہی اللہ اکبر کا نعرہ بلند
کیا جس نے فتح کا اعلان کر دیا۔ عمرو کو گرتے دیکھ کر ضرار اور حبیرہ نے حضرت علیؑ
پر حملہ کیا مگر وہ الفقار بڑھتی دیکھ کر دونوں پیچھے ہٹے۔ حبیرہ تو اٹے پاؤں بہاگا مگر ضرار
چند منٹ مقابلہ کے بعد درہ چوڑ کر بہاگ نکلا۔ حضرت عمرؓ نے اس کا تعاقب کیا
ضرار نے مڑ کر برچی کا وار کرنا چاہا مگر ہاتھ روک لیا اور کہا کہ عمرؓ یہ یاد رکھنا۔ نوفل بہت
سراسیمہ ہو کر بہاگا اور معہ گھوڑے خندق میں گر پڑا صحابہ نے تیر مارنے شروع کئے اُسنے
کہا کہ میں شریف ہوں اور شریفوں ہی کی موت مرنا چاہتا ہوں۔ اس کو سنکر
حضرت علیؑ خندق میں کودے اور تلوار سے ضرار کا کام تمام کر دیا۔ اور عمرو کا سر حضور صلعم کے
قدموں پر لا ڈالا۔ حملہ کا یہ دن نہایت سخت تھا۔ تمام دن موقع خطرناک رہا اور پتھر اور تیر
کا مینہ برسا رہا۔ یہی وہ دن ہے کہ جس کا ذکر احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم کی چار
وقت کی متصل نمازیں قضا ہوئیں کیونکہ موقع ایسا تھا کہ وہاں سے ہٹنا غیر ممکن تھا۔

۱۵ ابن سعد۔ ۲

۱۶ تفصیل زرقانی میں دیکھو کہ ایک دن کی چار باخلاف اوقات میں چار نمازیں قضا ہوئیں۔

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

دیتے تھے اس قدر آدمیوں کو وقت پر رسد پہنچانا ہر قبیلے کی دلجوئی کرنا سرودی کی تکلیف برداشت کرنا بڑے بڑے افسروں کا مارا جانا یہ تمام باتیں اذن کی مکر توڑے دیتی تھیں پھر اس مصیبت پر ایک آفت ناگہانی یہ اور آئی کہ ہوا نہایت تیز و تند چلی جس نے طوفان برپا کر دیا تمام خیموں کی طنائیں ٹوٹ گئیں خیمے اکٹڑ کر جا پڑے۔ یہاں تک کہ چوہوں پر دیگیں لوٹ پلٹ ہو گئیں اسباب کہیں کا کہیں جا پہنچا رسد کا اتنا ترتر بتر ہو گیا ایک کو دوسرے کی سُدہ نہ رہی غرض اس قدر سر اسیمہ ہوئے کہ بہا گئے ہی بنی اور ابو صفیان نے معہ اپنی جماعت قریش کے منزل حقیق پر جا کر دم لیا۔ اس طوفان باد نے فوجوں سے بڑھ کر کام دیا کلام مجید میں اس طوفانی ہوا کو لشکر الہی سے تعبیر کیا ہے سورہ اعراب میں ہے۔ (ترجمہ)۔ اے مسلمانوں خدا کے احسان کو یاد کرو جس وقت کہ تم پر فوجیں آپڑیں تو ہم نے اُن پر آندہی بھیجی اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھیں۔

یہاں پہونچ کر ایک آدمی کو دس ہزار درہم دے کر آنحضرت صلعم کے حضور بھیجا کہ عمرو بن عبدود کا سر قیمت دیکر لے آئے مگر رسول صلعم نے فرمایا کہ ہم کو ناپاک سر کی قیمت درکار نہیں اور سر ویسے ہی دے دیا۔ جب سب لوگ رفتہ رفتہ یہاں پہونچ گئے تو افسرانِ فوج کو جمع کیا اور اس قدر محنت برباد ہونے کا افسوس کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ کل پہونچ جائی قوت سے جنگ شروع کی جائے اور جب تک مدعا پورا نہ ہو محاصرہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ دوسرے ہی روز پہر مقابل میں آکر جم گئے اور تیر و تفنگ کا مینہ برسانا شروع کیا۔

اسی اثناء میں قبیلہ غطفان کا ایک شخص نعیم بن مسعود ثقفی جو اپنے قبیلہ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

تمہارے چند معزز سردار اپنے قبضہ میں لائیں اور محمد کے حوالے کر دیں تاکہ ان کا معاہدہ سابق پر تازہ ہو جائے۔ اس پر ابوصفیان نے استیجاباً بنو قریظہ کو کہلا بھیجا کہ کل مسلمانوں پر حملہ ہو گا آپ لوگ تیار رہیں اس پر انہوں نے کہلا بھیجا کہ ہم شریک جنگ اس شرط پر ہو سکتے ہیں کہ تم چند سرداروں کو بطور ضمانت ہمارے پاس بھیجو و صرف اس غرض سے کہ تم کہی ہماری حمایت سے دست بردار نہ ہو سکو۔ یہ سن کر نعیم کے کہنے کی تصدیق ہوئی اور ان کی عمد شکنی سے سخت صدمہ ہوا۔

اب صفیان نہایت کبیدہ خاطر ہوا اور محاصرہ قائم رکھنے کی تدبیر میں سوچنے کے لئے ایک کمیٹی کی اور فوج سے مخاطب ہو کر بولا (۱) کہ رسد ختم ہو گئی (۲) موسم جنگ کے ناموافق ہے (۳) یہود نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اب آپ سب کی کیا رائے ہے سب فوج پہ در پہ تکلیفوں سے ہمت ہار چکی تھی اور خود چاہتے تھے کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے جس سے گھر پہنچنا نصیب ہو۔ یہ سن کر سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ محاصرہ بیکار ہے۔ ابوصفیان طبل باز گشت کا حکم دیا اور جنگ کا مطلع ۲۸ دن بعد صاف ہو گیا۔ قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ۔ اور خدا نے کافروں کو غصہ میں بہرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کو کچھ ہاتھ نہ لگا اور مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی۔

اس جنگ میں چہرہ مسلمان شہید ہوئے اور کفار کے دس مارے گئے۔ باوجود اس قدر جسیت کے کفار ناکام واپس گئے اور مالی نقصان سب سے زیادہ ہوا حضرت سعد بن معاذ جو انصار کے قیدی اوس کے سردار تھے زخمی ہوئے اور پہر جاں بر نہ ہو سکے جس سے انصار کو بہت صدمہ ہوا۔ ان کے زخمی ہونے کا واقعہ بھی نہایت عبرت انگیز

و نیز می گویند که این جمله به جهت آنکه در هر کس که از او خبر شد
- و چون که در هر کس که از او خبر شد -

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible][illegible]

مغبری کے لئے روانہ کیا انہوں نے واپس آکر بیان کیا کہ وہ مکہ کے قریب پہنچ گئے اور اب واپسی کا قصد نہیں ہے رسول صلعم نے فرمایا کہ اب کفار کبھی ہم پر چڑھائی نہ کریں گے بلکہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے۔

فہرست شہداء خندق

(۱) انس بن اوس بن عتیک | انصاری۔ اشہلی: احد میں شریک جنگ تھے۔ تیر سے شہید ہوئے ان کے بھائی ایاس جنگِ احد میں شہید ہوئے تھے۔

انصاری۔ حارثی۔ بدری۔

سہلی خرزجی۔ عقیبی و بدری ہیں۔

انصاری۔ عقیبی۔ بدری۔ جنگِ احد میں اس زخم کھائے صحت پا کر اس جنگ میں شامل ہوئے۔

انصاری۔ بدری ہیں بیر معونہ کے ستر اصحاب سے یہی زندہ رہے تھے۔

اشہلی خرزجی۔ سید الاوس خطاب۔ جنگِ خندق میں بات پر تیر لگا ایک ماہ علیل رہ کر رحلت کی ا ھتزلہ عرش الرحمن یعنی خدا کا عرش ان کے لئے جو م گیا ان ہی کی شان میں ہے۔

(۲) عبداللہ بن سہل

(۳) ثعلبہ بن عتمہ

(۴) طفیل بن مالک

(۵) کعب بن زید

(۶) سعد بن معاذ

پھر قریش مکہ کو تمام قبائل عرب کی فوجیں دے کر مدینہ پر چڑھایا اور مدینہ اگر بنو قریظہ کو بھگا کر اعلانیہ جنگ میں شامل کر دیا اور یہ وعدہ کیا کہ اگر قریش مکہ تم کو تنہا چھوڑ گئے تو میں خیر سے آکر تمہارا ساتھ دوں گا۔ چنانچہ حنی بن اخطب نے اپنا وعدہ وفا کیا یعنی جب شکست ہوئی تو بنو قریظہ کی امداد کے لئے اس نے بھی خیر کو خبر کیا اور ان کے ساتھ رہنے لگا۔ بنو قریظہ کی نسبت مندرجہ ذیل الزامات تھے۔

(۱) عہد شکنی کی اور پھر جنگ خندق میں شریک ہوئے۔

(۲) ازواجِ مُطہرات اور صحابہ کے بیوی بچے جو حفاظت کے لئے قلعہ میں بھیجے گئے تھے ان پر حملہ کیا۔

(۳) حنی بن اخطب جو دشمن اسلام تھا اور جلا وطن کر دیا گیا تھا اسکو اپنے پاس رکھا

اس حالت میں سب سے مقدم یہ کام تھا کہ ان کا کوئی آخری فیصلہ کیا جائے چنانچہ جب بنی صلعم جنگ خندق سے فارغ ہوئے تو لوگوں سے کہا کہ ابھی بنو قریظہ کا تصفیہ باقی ہے ہتیار نہ کہولیں اور بنو قریظہ کو بلا بھیجا کہ وہ سامنے آکر اپنے اس طرز عمل کی وجہ بتائیں۔ بنو قریظہ پہلے ہی تقابلہ کا فیصلہ کر چکے تھے اور پھر ان کے مربی حنی بن اخطب ان کی پشت پناہی کے لئے ان کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے آنے سے انکار کیا۔ اور قلعہ بند ہو بیٹھے اور لڑائی کی پوری تیاری کر لی۔

اب ان کے قلعہ بند ہونے سے بنی صلعم کو مجبوراً لڑنا پڑا اور تمام اسلامی فوج جو جنگ خندق کی مصیبت سے ذرا آرام بھی نہ لینے پائی تھی بنو قریظہ کے قلعوں پر بڑھی سب سے پہلے حضرت علیؑ یودیوں کے قلعوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے

جب تو کسی شہر پر حملہ کرنے جائے تو اول صلح کا پیغام دے اگر مان لیں اور تیرے لئے
دروازے کھول دیں تو جس قدر لوگ وہاں موجود ہوں سب تیرے غلام ہو جائیں گے
لیکن اگر صلح نہ کریں تو تو ان کا محاصرہ کر اور حبیب تیرا خدا ان پر قبضہ دلا دے تو جس
قدر مرد ہوں سب کو قتل کر دے باقی بچے عورتیں جانور اور جو چیز شہر میں موجود ہوں
سب تیرے لئے مال غنیمت ہوں گے۔ (توراة کتاب تثنیہ اصحاح ۲۰۔ آیت ۱۰)

یہودیوں نے بھی اس حکم کو موافق توریت سمجھا۔ چنانچہ حبیب تمام فتنوں کا بانی
حیی بن اخطاب قتل گاہ میں لایا گیا تو اس نے نبی صلعم کی طرف دیکھ کر کہا۔
ترجمہ۔ (ہاں خدا کی قسم مجھے اس کا افسوس نہیں کہ میں نے کیوں تیری عداوت کی مگر اصل
یہ ہے کہ جو شخص خدا کو چوڑ دیتا ہے خدا بھی اُسے چوڑ دیتا ہے۔)

بعض مورخین نے مقتولین کی تعداد ۷۰۰ سے زائد لکھی ہے مگر زیادہ صحیح یہ ہے کہ
۲۰۰ قتل کئے گئے اور ۲۰۰ قید ہوئے۔

مسلمانوں کی طرف سے چار شہید ہوئے جن میں تین کے نام یہ ہیں (۱) خلاد بن سید
(۲) سنان بن مہسن (۳) خدّاش۔ یہ سزا کوئی غیر معمولی سزا نہ تھی کیونکہ اس زمانہ میں
یہودی اس سے بھی زیادہ سخت سخت سزا دیا کرتے تھے البتہ اگر یہودی اپنا معاملہ
نبی صلعم کے سپرد کر دیتے تو اون کو زیادہ سے زیادہ یہ سزا ملتی کہ جاؤ خیر میں آباد
ہو جاؤ بنو قینقاع اور بنو نضیر کا فیصلہ تمثیلاً موجود ہے۔ اس موقع پر فیصلہ
دوسرے کے اختیار میں تھا مگر پہر ہی آپ صلعم نے اپنے رحم سے بعض کو مستثنیٰ
فرمایا تھا نیز یہودی کو معاذ اہل و عیال آزاد کر دیا تھا اور رفاعہ بن شموئیل یہودی

ہوئے تو ان میں ایک یہودی عورت بھی تھی جس کا نام ریحانہ تھا اس عورت کی نسبت آپ نے فرمایا کہ الگ کر لی جائے اور پھر چند روز کے بعد اس کو حرم میں داخل کر لیا۔

جن مورخین نے آنحضرت صلم کے چال چلن پر نکتہ چینیاں کی ہیں انہوں نے ماریہ قبطیہ کو بھی شامل کر لیا ہے۔ عیسائی مورخوں نے اس واقعہ کو ضمیمت سمجھ کر اور سید ہے سادہ ہے مسلمانوں کو ہبکانے کے لئے نہایت آٹ تاب سے جلو دیکر لکھا ہے اور ایسی ناگوار صورت میں دکھایا ہے کہ مغاذ اللہ منہا۔ مگر ان کو یہ نہیں معلوم کہ یہ واقعہ بھی سرتاپا غلط ہے۔ آنحضرتؐ نے ان سے نکاح کیا تھا نہ کہ کنیز بنا کر رکھا تھا۔ واقعہ کا بیان ہے کہ آنحضرت صلم نے ریحانہ سے نکاح کیا ابن سعد نے جو واقعہ کی عبارت لکھی ہے اس میں خود ریحانہ کے یہ الفاظ درج ہیں۔

ترجمہ (پھر آنحضرتؐ نے مجھ کو آزاد کر دیا اور مجھ سے نکاح کر لیا) اصحابہ بن حافظ تاریخ مدینہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں ترجمہ (اور ریحانہ قبطہ جو نبی صلم کی زوجہ تھیں اس مکان میں رہتی تھیں) اس کے علاوہ دیگر تاریخ اس کی شاہد ہیں کہ آپؐ نے نکاح کیا۔ شاید یہ کتابیں ہمارے نکتہ چیں عیسائیوں نے دیکھی نہیں۔ خیر ان سب باتوں کو جانے دیجئے اگر بھی تسلیم کر لیا جائے کہ وہ حرم میں داخل ہوئیں تو کیا ہرج واقعہ ایک متعصب مورخ لکھتے ہیں کہ جب بانی اسلام ۷۰۰ یودیوں کا زینا دیکھ چکے تو گہرا کفر فرج کے لئے ریحانہ سے دل خوش کیا۔

طبقات النساب۔ حافظ ابن حجر۔ حافظ ابن مندہ وغیرہ صاف لکھتے ہیں کہ آپؐ نے نکاح کیا شاید یہ کتابیں عیسائی مورخوں نے دیکھی نہیں۔ ۱۲

دیا۔ اسی واقعہ کو سہریہ قرطیہ کہتے ہیں۔ نبی صلعم وہاں تشریف لائے اور پوچھا کہ شمامہ کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ اے محمد میرا حال اچھا ہے۔ اگر آپ میرے قتل کا حکم دیں گے تو یہ حکم ایک غونی کے حق میں ہو گا اور اگر آپ رحم کریں گے تو ایک شکر گزار پر احسان کریں گے۔ اور اگر مال کی ضرورت ہے تو نذر کرنے کو موجود ہوں۔

دوسرے روز یہی آپ نے پھر سوال کیا اور جواب بدستور سابق پایا۔

تیسرے روز پھر آپ نے وہی سوال کیا اس نے کہا کہ میں جواب دے چکا ہوں کہ اگر آپ رحم کریں گے تو ایک شکر گزار شخص پر کریں گے۔ نبی صلعم نے فرمایا کہ اس کو چوڑو۔ شمامہ خلاصی پا کر مسجد نبوی کے قریب باغ میں گیا اور غسل کر کے حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

شمامہ نے کہا کہ یا رسول اللہ۔ مجھ کو تمام دنیا میں سب سے زیادہ عداوت آپ سے تھی مگر اب آپ کے سوا مجھے کوئی عزیز نہیں اور بخیر انجھ کو آپ کے شہر سے بھی کمال نفرت تھی مگر اب مجھے اس کے درو دیوار تک خوبصورت معلوم ہوتے ہیں اور اسی طرح آپ کو دین سے بھی مجھے بغض تھا مگر اب اس دین سے زیادہ کوئی محبوب نہیں۔ شمامہ نے عرض کیا کہ میں اس وقت بغرض عمرہ مکہ جا رہا تھا کہ گرفتار کر لیا گیا اب

کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا اپنا ارادہ پورا کر آؤ۔ شمامہ جب مکہ پہنچا تو ایک تریشی نے پوچھا کیا تم صائبی بن گئے شمامہ نے کہا کہ نہیں بلکہ مسلمان اور محمد صلعم کا فدائی اور اب سے میں رسول صلعم کے مخالفوں کا بھی مخالف ہوں وہ بولے اس کا کیا مطلب شمامہ نے کہا چونکہ تم دشمن اسلام ہو اس لئے اب غلہ سے ہاتھ دھو بیٹھو اب ایک دانہ بھی تمہارے ملک میں نہ آ سکے گا۔ جب تک کہ نبی صلعم

آخر کار رسول صلعم کے فرمانے سے مجبور ہو گئیں اور شادی ہو گئی ایک سال تک وہ زید کے پاس رہیں مگر کسی ایک روز بھی نہ بنی یہاں تک کہ ایک دن زید نے آنحضرت سے شکایت کی اور طلاق دینی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ طلاق نہ دواس وقت تو زید رگ گئے مگر یہ باہمی نا اتفاقی نہ گئی یہ مجبور ہو گئے اور بالآخر طلاق دینا اسلام میں مساوات قائم رکھنے کے لئے آپ نے زینب کا نکاح زید سے کیا تھا اور جب ان کو طلاق ہو گئی تو آپ نے ان کی دجائی کے لئے نکاح کر لیا۔ اور نکاح کرنے میں یہ مصلحت تھی کہ عرب میں اس وقت تک متبنی کا رتبہ اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا چونکہ زید متبنی تھا اس لئے اس نکاح پر دشمنان اسلام نے بہت کچھ نکتہ چینیاں کریں مگر آپ یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح سے یہ رسم جاتی رہے اور اس نکاح سے صرف اس رسم کا مٹانا مقصود تھا۔ اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ۔ (اور تم اپنے دل میں وہ بات چپاتے ہو جس کو خدا ظاہر کرنے والا ہے۔ اور تم لوگوں سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیئے۔ سیدہ اذہب)

زید کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو نبی صلعم کے پاس آکر کہا کہ اگر حضور کو زینب پسند ہیں تو میں طلاق دیدوں۔ اور یہی فقرہ عیسائی مورخوں کے لئے خزانہ اسناد ہے مگر ان معترضوں کو یہ نہیں معلوم کہ طبری میں یہ روایت واقدی کے حوالہ سے لکھے گئے تھے۔ جو نہایت دروغگو مشہور ہے اور جس نے ایسی لغو عبارتیں محض سلاطین

فتح الباری میں یہ الفاظ ہیں ترجمہ۔ زید آنحضرت کی خدمت میں آئے اور کہا کہ زینب مجھ سے

زبان درازی کرتی ہیں اور میں ان کو طلاق دینا چاہتا ہوں۔ ۱۲

۴

نبی صلعم کے زمانہ میں تمام عرب میں لڑائیاں ہو کر قیامتیں یہاں تک کہ محترم مہینوں میں بھی کچھ بہانہ ٹٹول کر لڑائی شروع کر دیتے تھے۔ تجارتی قافلے ہر وقت خطرہ میں رہتے تھے چنانچہ اس وقت بھی بدو لوگ حاجیوں کو لوٹ لیتے اور اکثروں کو قتل کر دیتے ہیں۔ چونکہ نبی صلعم تمام دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے بھیجے گئے تھے اس لئے مناسب جگہ و عطا اور نپد سے کام لیتے اور بعض جگہ دست و بازو کی قوت سے چونکہ اسلام کشت و خون اور غارت گری کو روکتا تھا اس لئے تمام عرب آپ کا دشمن تھا۔ کیونکہ ان لوگوں کا ذریعہ معاش ہی غارتگری تھا۔

اس وقت عرب میں دو قسم کے لوگ آباد تھے ایک وہ جن کی جائے سکونت مقرر تھی اور تجارت یا زراعت کا کام کرتے تھے دوسرے خانہ بدوش تھے جنہوں نے جہاں کوئی سبزہ زار یا چشمہ دیکھا وہیں پڑاؤ ڈال دیا اور جب چشمہ خشک ہو گیا تو دوبارہ جگہ چلے گئے۔ اگر ان کو کوئی قافلہ مل گیا تو لوٹ لیا۔ یا اگر کسی غیر محفوظ مقام کی خبر لگ گئی تو اس کے قابل جماعت تیار کر کے حملہ کر دیا۔ نبی صلعم محض تجارت کی آزادی اور راستوں کی نگرانی اور امن عامہ قائم رکھنے کی غرض سے اکثر فوج کا دستہ ہر چار طرف بھیجا کرتے تھے۔ بعض موقعوں پر سے تو یہ محض گشت لگا کر بحیرہ اپنے مرکز پر پہنچ جاتے تھے اور بعض وقت ان سے بڑھتی ہو جاتی تھی۔ خانہ بدوش ڈاکوؤں کی گرفتاری کے لئے جو حصہ فوج کا بھیجا جاتا تھا وہ اکثر رات کو سفر کرتا اور دن کو کسی محفوظ مقام میں چھپتا ہوا جایا کرتا تھا تاکہ وہ لوگ خبر پا کر پہاڑوں اور دروں میں

غزوہ ذی قردہ یا غبابہ
ربیع الآخر ۴۷ مطابق اگست ۶۲۶ء

نبی صلعم کے اونٹ حوائے مدینہ میں چرنے جایا کرتے تھے۔ ایک روز موقع پا کر عیینہ فزاری نے بنو غطفان کے سواروں کے ساتھ چپا مارا۔ قرین ابو ذر کو قتل کر دیا اور ان کی بیوی لیل کو اٹھا کر لے گئے ان کے ساتھ دو مسلمان محرز بن نضلہ اور وقاص بن محرز بھی شہید ہوئے۔

سلمہ بن اکوع نے درختوں کی آڑ سے اس قدر تیر مارے کہ وہ ہتیار اور زہ چھوڑ کر بھاگے تاکہ سلمہ اس کو لے اور ہکمو بھاگنے کا موقع ملے مگر وہ لاپچی نہ تھے برابر حملہ کرتے رہے اور بالآخر ان کو اونٹ چھوڑ کر بھاگنا پڑا مسلمان وہاں سے واپس آ رہے تھے کہ مقام ذی قردہ پر حضرت صلعم کو معہ ۵۰ آدمیوں کے امداد کے لئے پایا۔ مسلمانوں نے چاہا کہ پر تعاقب کیا جائے مگر آپ نے راس نہ دی اور مدینہ واپس آئے۔

سریہ عیص یا جھوم
ربیع الآخر ۴۷ مطابق اگست ۶۲۶ء

ایک عورت حلیمہ نامی نے بنو سلیم کی نسبت جو بڑی مخبری کی کہ نبی صلعم کے خلاف سازش کا ارادہ رکھتے ہیں زید بن حارثہ ان کی گرفتاری کے لئے بھیجے گئے اور یہ گروہ کفار کا عیص مقام پر ملا مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور کچھ آدمی گرفتار ہو گئے جن میں اس عورت کا شوہر اور ابوالعاص بھی تھے جب تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ تجارتی قافلہ ہے جو شام کو جارہا تھا نبی صلعم نے سب کو رہا کر دیا۔

سریہ عکاشہ بن محسن
ربیع الآخر ۴۷ مطابق اگست ۶۲۶ء

قبیلہ بنو اسد نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے ایک جماعت فراہم کی تھی۔ یہ خبر ان لوگوں کے ذریعہ سے جو گرد و نواح

اور عورتوں کو گرفتار کر لیا۔

سریہ دومۃ الجندل | آنحضرت صلعم نے عبد الرحمن بن عوف کو اشاعت اسلام
شعبان ۶ مطابق دسمبر ۶۲۶ء کے لئے مقام دومۃ الجندل روانہ کیا یہاں کے باشندوں
کا سردار اصبح بن عمرو کلبی عیسائی تھا۔ وعظ سے نمایاں کامیابی ہوئی اور یہ عیسائی
سردار مسلمان ہو گیا۔ چند آدمی جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا جزیہ دینا قبول کیا۔ اسی سردار
کی ایک لڑکی تمناصر نامی سے عبد الرحمن بن عوف کا نکاح ہو گیا اسی کے
بطن سے ابو سلمہ جو مشہور فقیہ اور اکابر تابعین سے ہوئے ہیں پیدا ہوئے۔

سریہ حضرت علی ابن ابی طالب | بنی صلعم کو خبر لگی کہ قبیلہ بنو سعد ان یہودیوں کو
شعبان ۶ مطابق دسمبر ۶۲۶ء جو مدینہ سے خارج ہو کر خیر جا بے تھے لڑائی کے

لئے آمادہ کرتا ہے اور خود مدد دینے کا مستحکم وعدہ کر چکا ہے آنحضرت صلعم نے
حضرت علیؓ کو سو آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ دن کو چھپتے اور راتوں کو چلتے راہ
میں ایک کافر گرفتار کیا اس نے کہا اگر مجھے چوڑ دو تو میں ان کی جگہ پہنچا دوں حضرت
علیؓ نے وعدہ کیا اور اس نے ان کے مقام پہنچا دیا اور ان لوگوں پر حملہ کیا۔ مگر
بنو سعد موقع پا کر اپنی مستورات لیکر ہاڑوں میں چھپ گئے۔ مگر ان کے پانسواؤنٹ

۱۵ | یہ عبد الرحمن بن عوف عشرہ مبشرہ سے ہیں جن کو فاروق اعظم نے خلافت کا اہل بتایا۔ بڑے
سامراج اور بڑے زمیندار اور نہایت مالدار زاہد اور پرہیزگار تھے اجماع المؤمنین کی خدمت سب سے
زیادہ انہوں نے ہی کی جنگ احد میں ۲۱ زخم کھائے۔ بنی صلعم نے ایک سفر میں ان کے پیچھے نماز
پڑھی تھی ان کے ترکہ کا پانچ حصہ ان کی بیوی کو ملا جو ۸۰ ہزار نقد تھا ۳۰ ہجری میں بعمر ۷۲ سال
رحلت کی۔

جب وہ قریب سے گذر تو آپ نے ایک صحابہ سے فرمایا کہ یہ میرے ساتھ دغا کرنے آیا ہے اسد بن حضیر نے اس کو گرفتار کر لیا اور جامہ تلاشی لی تو خنجر برآمد ہوا جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت کو میرے حالات پر آگاہی ہو گئی تو وہ فوراً مسلمان ہو گیا اور یہاں سے پر وہ مکہ پہنچا اور عرصہ تک تبلیغ اسلام کرتا رہا۔ اس پر ایک مؤرخ لکھتے ہیں کہ یہ اعرابی حضرت فلعلم کے اشارہ سے ابو صفیان کے قتل پر معذور ہوا تھا مگر کسی تاریخ میں اس کا پتہ نہیں۔

صلح حدیبیہ

ذیقعدہ ۶۲۸ مطابق مارچ ۶۲۸ء

حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ مغربہ سے ایک منزل ہے گاؤں بھی اسی کنویں کے نام سے مشہور ہے۔ چونکہ معاہدہ صلح اسی جگہ ہوا اس لئے یہ واقع صلح حدیبیہ کے نام سے موسوم ہے۔ تاریخ اسلام میں یہ واقعہ اسلام کی آئندہ کامیابیوں کا دروازہ مانا جاتا ہے۔ بظاہر اگرچہ یہ صلح کا معاہدہ ایک معمولی معاہدہ تھا اور معاہدہ ہی کیسا کہ مغلوبانہ مگر کلام مجید میں اس کو فتح مبین بتایا گیا ہے۔ چونکہ کعبہ اسلام کا مرکز تھا اور اسلام کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ڈالی اور ہم کو لفظ اسلام سے ممتاز فرمایا۔ اس لئے کعبہ تمام عرب کا ایک اصلی قبلہ تھا اگرچہ زمانہ کے تغیرات سے ابراہیمی اولاد میں بت پرستی آگئی مگر پھر بھی اہل عرب مکہ کو اپنا مشترک ورثہ آبائی سمجھتے تھے اور یہی نہیں بلکہ وہ لوگ بھی جن کا سلسلہ نصب ان سے الگ

است تمام مجید سورۃ الحج کا ترجمہ۔ وہ ابراہیم ہی ہیں نے ہمارا نام مسلمان رکھا۔

[illegible]

کی جماعت فوراً تیار ہو گئی۔ اور مدینہ سے مسلمانوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور صرت قربانی کے سٹراونٹ اپنے ہمراہ لیکر حضور صلعم کے ہمراہ ہوئے۔ اور یہ سفر راہ ذلیقعدہ میں اس غرض کیا گیا کہ قدیم عرب رواج کی پابندی سے جنگ نہیں کرتے تھے اور ہر شخص کو بلاروک ٹوک مکہ میں آنے کی اجازت ہو کر تھی۔

جب بنی صلعم مقام ذوالحلیفہ پہنچے تو یہاں قربانی کی ابتدائی رسم ادا ہوئی یعنی قربانی کے اونٹ کی گردن پر ایک لوہے کے نعل کا نشان لگا دیا گیا۔

آنحضرت صلعم نے احتیاطاً قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو جس کے مسلمان ہونے کا حال قریش کو اب تک معلوم نہ تھا قریش کے ارادہ کی خبر لانے کو مکہ روانہ کیا۔ جب اسلامی قافلہ غسفان کے قریب پہونچا تو اس نے اگر خبر دہی کہ قریش نے تمام قبائل کو اکٹھا کر کے یہ کمندیا ہے کہ محمد کو مکہ میں نہیں آنے دیں گے۔ اور جنگ کی تیاریاں کرتے لگے اور تمام قبائل کو امداد کے لئے بلا بھیجا یہ لشکر عظیم مکہ سے باہر مقام بلدح پر جمع ہوا خالد بن ولید اور عکرمہ بن ابو جہل دو سو سواروں کو لیکر آگے بڑھے اور مقام غمیم تک پہونچ گئے یہ مقام رابغ اور حنفہ کے درمیان ہے)

نبی صلعم نے فرمایا کہ قریش مکہ نے خالد کو خبر لانے کے لئے بھیجا ہے اور وہ مقام غمیم تک آگئے ہیں اس لئے دوسرے راستہ سے چلنا چاہیے جب لشکر اسلام غمیم پہونچا تو خالد خبر لے کر مکہ روانہ ہوئے اور قریش سے بیان کیا کہ اسلامی فوج غمیم تک آگئی۔ رسول صلعم یہاں سے گذر کر حدیبیہ پہونچ گئے یہاں سے مکہ صرف نو میل رہ گیا۔ اس جگہ صرف ایک کنواں تھا جو اسلامی فوج کے ایک ہی ہلہ سے خالی ہو گیا۔ پانی کی قلت ہوئی تو رسول صلعم سے عرض کیا آپ نے کنویں میں تیر ڈالا اور

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

قریش بولے ہرگز نہیں۔ اس پر عروہ نے کہا کہ جب تم کو میری طرف سے ہر طرح اطمینان ہے تو تم یہ معاملہ مجھ پر چھوڑ دو اور مجھے اجازت دو کہ میں خود محمد کے پاس جا کر معاملہ طے کروں محمد نے معقول شرائط پیش کی ہیں اور تم لوگ فضول بات بڑھا کر معاملہ کو طول دیتے ہو بالآخر عروہ رسول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور قریش کا پیغام سنایا اور بولا کہ محمد فرض کر دے کہ اگر تم نے قریش کا خاتمہ کر دیا تو کیا آپ کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں جس نے اپنی ہی قوم کو خود اپنے ہاتوں برباد کیا ہو۔ اور اگر اسکے خلاف لڑائی کا رخ بد لگایا تو تمہارے ساتھ جو یہ غریب جماعت ہے یہ گرد کی طرح اڑ جائے گی حضرت ابو بکر کو یہ سن کر بہت غصہ آیا اور بولے کہ او مردود کیا تجھ کو یہ خیال ہے کہ ہم نبی صلعم کو چھوڑ دیں گے یا درکھ کہ جب تک ہماری رگوں میں خون ہے کوئی ادھر ننگا اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔ عروہ نے رسول صلعم سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہیں آپ نے فرمایا ابو بکر۔ عروہ نے کہا کہ اگر ان کا احسان میں اتار چکا ہو تا تو اس وقت ان کی سخت کٹامی کا جواب دیتا مگر انیسویں ان کا ایک احسان اب تک میری گردن پر باقی ہے۔

عرب میں دستور تھا کہ جب دو دشمن بے تکلفانہ آپس میں گفتگو کرتے تو اکثر بیجا طبع کی ڈاڑھی کچڑیا کرتے تھے عروہ جو اس وقت رسول صلعم سے دوستانہ طریقہ پر گفتگو کر رہا تھا سب عادت ریش مبارک پر بار بار ہاتھ ڈالتا تھا مغیرہ بن شعبہ جو آنحضرت مسلم کے پیچھے سلع کھڑے تھے اس کی بیہودگی کو گوارہ نہ کر سکے اور سخت احمق میں عروہ سے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹالے ورنہ یہ ہاتھ اگر تیری طرف بڑھا تو پہلے بغیر فیصلہ کئے پیچھے نہ ہٹے گا۔ عروہ نے چونک کر دیکھا تو مغیرہ ہے پہچان کر

[illegible]

لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّ هَذَا كِتَابُكَ لَكُنَّا نَعْلَمُ أَنَّ هَذَا كِتَابُكَ لَكُنَّا نَعْلَمُ أَنَّ هَذَا كِتَابُكَ

[illegible]

- ۲۳ -

[illegible]

۱۰۰؟ کیا میری عمر ۱۰۰ سال کی ہوگی؟

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا - کربلا - ۱۴۰۲

بسم الله الرحمن الرحيم

کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان

[illegible]

وہی کہ تم نے ان کے لئے کیا ہے؟ اور ان کے لئے کیا ہے؟ اور ان کے لئے کیا ہے؟

کتابخانه عمومی مسجد جامع اصفهان

چند روزی که در آنجا بودم دیدم که یک نفر از بزرگان

[illegible]

جہ کہ ان کے ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے ہوتے ہیں

وہی ہے جس نے انہیں اپنی قوم سے الگ کر دیے تھے۔

اونٹ مار ڈالا اور ان پر بھی قاتلانہ حملہ کیا مگر متحدہ قبائل کے لوگ بچ میں آگئے اور احابیش نے اس جماعت سے علیحدہ کر دیا پھر یہ کسی نہ کسی طرح نبی صلعم کی خدمت میں پہنچ گئے۔

اس کے بعد صلح کی گفتگو کرنے کے لئے حضرت عمرؓ کو انتخاب کیا مگر چونکہ ان کے دشمن مکہ میں بہت تھوڑے تھے حضرت عثمانؓ کو بھیجا وہ اپنے ایک عزیزا مال بن سعید کی حمایت میں معہ دس ہمراہیوں کے مکہ پہنچے رسول صلعم کا پیغام دیا اور ہر طرح ان کو اطمینان دلایا۔ مگر قریش نے ان سے کہا کہ تم اگر چاہو تو تنہا زیارت کر سکتے ہو مگر انہوں نے کہا کہ میں بغیر نبی صلعم ہرگز زیارت نہ کروں گا اس پر وہ ناراض ہوئے اور نظر بند کر لیا اور ہر کسی طرح یہ خبر شہور ہو گئی کہ وہ قتل کر ڈالے گئے۔

یہ سکر تمام مسلمان سخت غضبناک ہوئے اور نبی صلعم نے فرمایا کہ عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا فرض ہے اور یہ فرما کر آپؐ ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھے اور اپنے بایں ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا دایاں ہاتھ قرار دے کر سب سے جان نثاری کی بیعت لی جس میں عورت مرد سب شامل تھے اس بیعت کا نام بیعتہ الرضواں ہے اور اسلامی تاریخ میں ایک مہتمم بالشان واقعہ ہے۔

پھر قریش نے دوسری شرارت یہ اور کی کہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک دستہ فوج کا روانہ کیا اور اس سے کہہ دیا کہ جو مسلمان ملے اسکو قتل کر دو یہ دستہ رات کے

۱۵ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے (نور جبر)۔ خدا مسلمانوں سے رضامند تھا۔ جبکہ وہ تیرے ہاتھ پر درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے پس خدا نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا تو خدا نے ان پر تسلی نازل کی اور عاجلانہ فتح دی۔ (سورہ فتح)

[illegible][illegible]

نہیں ہو سکتی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب حضرت عثمانؓ نے اپنے ہمراہیوں کے آگے
تو کفار مکہ خلاص کر دئے گئے اس کے بعد صلح کی گفتگو شروع ہوئی اور دیر تک شرائط
پر گفتگو ہوئی بالآخر معاملہ طے ہو گیا نبی صلعم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ معاہدہ کے
شرائط قلمبند کریں حضرت علیؓ نے عنوان پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا۔ سہیل بولا کہ
ہم یہ نہیں جانتے کہ رحمن کس کو کہتے ہیں۔ باسک اللہم لکھو۔ کیونکہ قدیم عرب کا
طریقہ تھا کہ خط کے ابتداء میں باسک اللہم لکھتے تھے۔ اور بسم اللہ کے الفاظ سے
نا آشنا تھے اس بنا پر سہیل نے وہی قدیم الفاظ لکھوائے۔ آنحضرتؐ نے منظور
فرمایا اور وہی لکھنے کا حکم دیا۔

پھر حضرت علیؓ نے اس کے آگے کا فقرہ یہ لکھا کہ یہ معاہدہ محمد رسول اللہ اور قریش
کے درمیان طے ہوا ہے۔ سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا اور کہا کہ جب ہم آپ کو
پیغمبر ہی تسلیم کر لیتے تو پھر یہ جھگڑا کیوں ہوتا آپ صرف اپنا اور اپنے والد کا نام
لکھو ائیں نبی صلعم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اچھا یہی لکھو مگر حضرت علیؓ نے محبت
کے جوش میں کہا کہ مجھ سے رسول اللہ کا لفظ نہیں مٹایا جاتا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا
اچھا مجھے دکھاؤ اور حضرت علیؓ نے انگلی رکھ کر بتایا۔ آپؐ نے مٹا کر اپنے والد کا
نام وہاں لکھوا دیا۔ کیونکہ آپؐ لکھے پڑھے نہ تھے اور اُمتی ہونا آپؐ کا فخر تھا۔
جب عنوان لکھا جا چکا تو مندرجہ ذیل شرائط لکھے گئے۔

۱۔ یہی سہیل جس نے اس وقت اسم مبارک کے ساتھ لفظ رسول اللہ پر اعتراض کیا تھا چند
سال بعد مسلمان ہو گیا رسول صلعم کے انتقال کے بعد اس نے مکہ میں حقانیت اسلام پر ایسے زبردست تقریر
کی تھی جس نے ہزاروں کے دل کفر سے پھیر دئے۔ از بخاری ۱۲

کی قید میں تھے جو ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے کسی طرح ان کے جنگل سے نکل کر بیڑیاں پہنے ہوئے گر پڑتے بنی صلعم کی خدمت میں آن پہونچے سہیل نے اپنے لڑکے کو دیکھ کر رسول صلعم سے کہا کہ اس لڑکے کو میرے حوالہ کر دیجئے تاکہ صلح نامہ کی تکمیل کا اطمینان ہو جائے۔ رسول صلعم نے فرمایا کہ ابھی معاہدہ قلمبند نہیں ہوا اور نہ جانیمن کے اس پر دستخط ہوئے اس لئے ان کو یہیں رہنے دو سہیل نے اس کو نا منظور کیا۔ رسول صلعم نے کئی دفعہ اصرار سے کہا مگر اس نے نہ مانا اور کہا کہ اگر اس کو واپس نہ کریں گے تو ہم کو صلح ہی منظور نہیں۔ رسول صلعم کو مجبور ہی تسلیم کرنا پڑا۔ ابو جندل نے اول تو اپنے وہ نشانِ زخم دکھائے جو کفار نے قید کی حالت میں پہونچائی تھی اور پھر کہا کہ اے برادرانِ اسلام کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں سلمان ہو کر کفار کے ہاتھوں میں پھر گرفتار ہو جاؤں۔

حضرت عمرؓ نے پھر کہا کہ جب ہمارا دین بچا ہے تو پھر ہم کیوں دب کر صلح کریں آپؐ نے فرمایا کہ میں رسول خدا ہوں اور خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ ذرا صبر سے کام لو خدا خود مدد کرے گا۔ حضرت عمرؓ کو اپنی اس بے تکلفانہ گفتگو کا عرصہ تک رنج رہا۔ اور اس کے کفارہ کے لئے نمازیں تک پڑھیں روزے رکھے غلام آزاد کیا اور خیرات کی۔

اس واقعہ کو دیکھتے ہوئے ایک سلمان صحابی کا بڑا خطرناک امتحان تھا کیونکہ ایک طرف تو اسلام کی توہین یعنی ابو جندل بیڑیاں پہنے کھڑا ہے اور چودہ سو سلمان اس کے طرفداری کرنے کے لئے تیار ہیں اگر رسول صلعم ذرا اشارہ کر دیں تو تلوار فوراً فیصلہ کر دے اور دوسری طرف معاہدہ کی پابندی اور ایسے عہد کی ذمہ داری

(۱۱) ۱۲۳۴۵۶۷۸۹۱۰

[illegible]

کتاب الفیہ فی التفسیر، ج ۱، ص ۱۰۰، مکتبۃ المدینہ

وہی ہے جس نے ان کو بتایا کہ ان کو کون سا کام کرنا چاہیے اور کون سا نہ کرنا چاہیے۔

آفریننده عالم و اجزای آن را بر سر کف دست خود گرفته و میگوید

[illegible][illegible]

ایک اور مہم جو کہ ابھی تک جاری ہے، اس کے تحت حکومت نے ایک نئی پالیسی

۱۶۷۲ - ۱۶۷۳

۱۴۱۲ هجری چهره سرخند و کلاه و تاج و تیره و تیره است که ای تو چه در کار هستی

در این کتاب که در این روزگار است و در این روزگار است و در این روزگار است

[illegible]

سید محمد علی حسینی

[illegible][illegible]

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَنزَلْنَاهُ ذِكْرًا لِّعِبَادِنَا إِنَّهُ لَكَفَّارٌ ذُنُوبٍ

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible][illegible]

صلح کے بعد تین یوم تک آپؐ نے حدیبیہ میں قیام کیا پھر وہاں سے مدینہ روانہ ہوئے راستہ میں یہ سورۃ (انا فتحناک فتحاً مبیناً یعنی ہم نے تجھ کو کھلی ہوئی فتح عنایت کی) نازل ہوئی۔ فتح مبین سے یا تو آئندہ سال کا میاب ہونا مقصود ہی یا یہ مقصود ہے کہ صلح حدیبیہ کے باعث اسلام میں بہت ترقی ہو گئی بعض مفسرین فتح خیر خیال کرتے ہیں۔

اس آیت کے نازل ہونے سے مسلمانوں کو بڑا تعجب ہوا کیونکہ جس کو وہ شکست سمجھتے تھے خدا نے اس کو فتح بتایا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ معاہدہ ہمارے لئے فتح ہے آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ حضرت عمر فاروقؓ کو تسکین ہو گئی۔ اور آئندہ کے نتائج نے اس راز سر بستہ کو صاف صاف ظاہر کر دیا۔ اور یہ سفر بہت خیر و برکت کا سبب ہوا۔

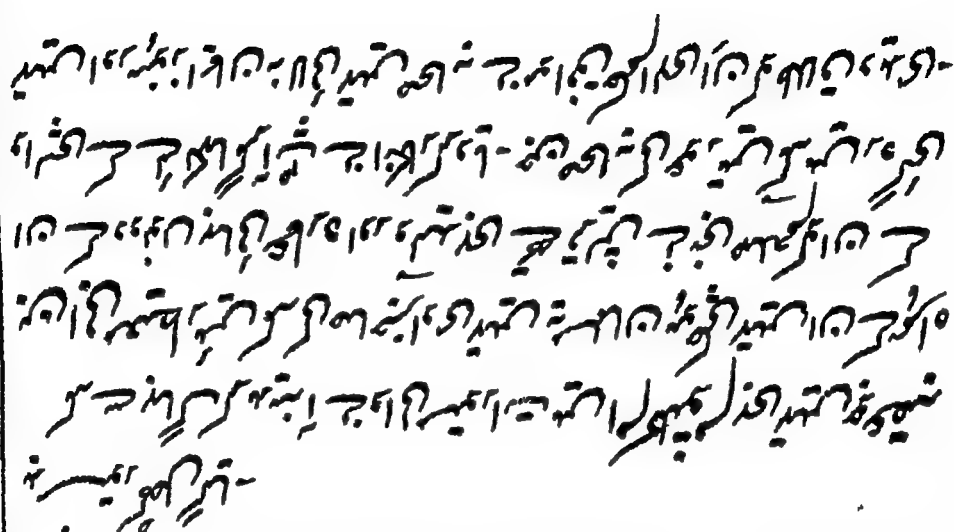
اس صلح سے سب سے بڑا فائدہ مسلمانوں کو یہ پہونچا کہ اب تک مسلمان اور کفار جو آپس میں ملتے جلتے نہ تھے اب ان کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور ایک دوسرے سے بلا روک ٹوک ملنے لگا۔ خاندانی اور تجارتی تعلقات کی وجہ سے قریش مدینہ میں آتے ہفتوں قیام کرتے اور مسلمانوں سے ملتے جلتے اور اس آپس کی نشست و برخاست سے باتوں باتوں میں اسلامی مسائل کا ذکر بھی آجاتا۔ پھر اوس کے ساتھ مسلمانوں کا پاکیزہ اخلاق، نیکو کاری، انہر پورا پورا اثر ڈالتی یہ لوگ جیب بک میں جاتے تو اسلام کی زندہ تصویر کا نظارہ اپنے ساتھ لیجاتے اور اس طرح ان کے دل اسلام کی طرف خود بخود کھینچے گئے۔ چنانچہ مورخین کا بیان ہے کہ صلح حدیبیہ سے

[illegible][illegible]

۱۔ کہ جب تک کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرے اور اللہ سے
 ۲۔ کہ جب تک کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرے اور اللہ سے
 ۳۔ کہ جب تک کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرے اور اللہ سے

کسی موقع کے منتظر تھے جب یہ مقام ذوالحلیفہ پہنچے تو انہوں نے ایک محافظ کو قتل کر دیا دوسرا شخص بھاگ کر مدینہ پہنچا اور رسول صلعم سے عتبہ کے اس فعل کی شکایت کی عتبہ بھی خدمت میں نبی صلعم کے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے اپنے معاہدہ کے موافق مجھ کو واپس کر دیا اب آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں رسول صلعم نے فرمایا کہ تم فساد انگیز ہو یہ عتاب کا کلمہ سن کر ابو بصیر بہت نادام ہوئے اور اس شرمندگی کی وجہ سے مدینہ چھوڑ دیا اور مقام عحیص میں جو سمندر کے کنارے دومرہ کے قریب واقع ہے رہنا اختیار کیا۔ جب مکہ کے مظلوم اور بے کس مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ جان بچانے کا یہ اچھا ذریعہ ہے تو وہ بھی بھاگ بھاگ کر یہاں پہنچ گئے۔ اور اس طرح عتبہ کے پاس ایک کافی جماعت مسلمانوں کی ہو گئی اب یہی فکر معاشرت اس کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب کفار قریش کا قافلہ شام کو جانے والا ادھر سے گذرے گا تو اس کو لوٹ لیتے اور مال غنیمت سے اپنی اوقات بسر کرتے۔

ابو جندل جب پابہ زنجیر ہو کر مکہ واپس گئے تو کفار قریش نے ان کو قید کر دیا تھا تو انہوں نے قید خانہ میں دین حق کی تعلیم شروع کی۔ جو شخص ان کی نگرانی پر معذور ہوتا اس کو کلام مجید کی آیتیں سناتے اسلام کے پاک مسائل سمجھاتے اور توحید کی خوبیاں بتاتے اور جب یہ ایمان لے آتا اور قریش کو اس محافظ کا اسلام لانا معلوم ہوتا تو اس کو بھی قید کر دیتے اور دوسرا محافظ مقرر کر دیتے اب یہ دونوں ملکر اسلام کی اشاعت کرتے الغرض اس طرح ابو جندل کے قید ہو کر مکہ میں جانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک سال میں قریب تین سو شخص کے مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ قریش ان نو مسلموں کو رکھ کر کیا کرتے جب کہ ایک کو ہی قید رکھنے کا یہ نتیجہ دیکھا تو انہوں نے ان کو آزاد کر دیا اور مکہ



۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

شاہان وقت کو اسلام کی دعوت

سہ ماہی

صلح حدیبیہ کے بعد تمام حجاز میں مسلمانوں کا پورا تسلط تو نہیں ہوا مگر اس قدر ضرور ہو گیا کہ خدا کا نام لینا اور محمد کو رسول کہنا کوئی جرم نہ رہا ہر شخص بے کھٹکے اعلانیہ ارکان اسلام ادا کرتے لگا اور دوسروں کو اسلام کی ترغیب دینے لگا جب حجاز میں گو نہ اسلام نے جڑ پکڑی تو رسول صلعم کو فکر ہوئی کہ اور ملکوں میں بھی اسلام کی دعوت شروع کرنا چاہیے۔ چنانچہ اس بارہ میں جو آیات ذیل قرآن مجید میں نازل ہوئیں وہ سب صاف ہیں۔

- (۱) ہم نے تجھ کو تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورہ انبیاء ع ۷)
- (۲) خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول کو روشن ذلیل اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ تمام دینوں پر غلبہ حاصل کرے (سورہ صفا ع ۱-۲) سورہ فتح ع ۴
- (۳) ہم نے تجھے تمام آدمیوں کے لئے خوشخبری پہنچانے والا۔ ڈرسانے والا بنا کر دنیا میں بھیجا ہے (سورہ سبا ع ۳)

ان احکام کی تعمیل کے لئے ایک دن رسول صلعم نے تمام صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا کہ مجھ کو خدا نے تمام دنیا پر رحمت اور مغیبر بنا کر بھیجا ہے اس لئے میری طرف سے پیغام حق اطراف عالم میں جا کر سناو اور مثل حوارین عیسیٰ علیہ السلام کے اختلاف نہ کرو۔ صحابہ نے رائے دی کہ بادشاہوں کے پاس خطوط بھیجنے کی واسطے ہر کی ضرورت ہے اور ہر کے لئے انگشتی درکار ہے اول سونے کی انگشتی تیار

اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہو کہ وہ کسی شخص کے ساتھ
 ہے۔ نہ کہ وہ کسی شخص کے ساتھ ہے۔ نہ کہ وہ کسی شخص کے ساتھ ہے۔

۱- حقیر	۶- کوهن
۲- طایفه	۷- کوهن
۳- کوهن	۸- کوهن
۴- کوهن	۹- کوهن
۵- کوهن	۱۰- کوهن

۱۱۷۲-۱۱۷۳

ترقی و ترقی

စံကုသိုလ်ရံသုဒ္ဓါမေဂေါကန္တိကံ

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

خود ہی اپنے آپ کو اسی قوم سے مخصوص سمجھتے تھے جن کے لئے وہ بھیجے گئے۔
ان خطوط کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلعم نے جو خطوط کہ عیسائی بادشاہوں
کو لکھے تھے ان میں خصوصیت سے کلام مجید کی یہ آیت مبارک بھی تھی۔

ترجمہ۔ اے اہل کتاب آؤ۔ ایسی بات پر اتفاق کریں جو ہمارے تمہارے (مذہب)
میں برابر یعنی خدا کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اسکی
ذات میں شریک نہ کریں اور خدا کے سوا خدا ہی کا درجہ ہم اپنے جیسے انسانوں کیلئے
تجویز نہ کریں آل عمران رکوع ۷۱

قیصر روم کے نام جو خط تھا اس کو وحیہ کلیبی لیکر روانہ ہوئے۔ چونکہ اہل
ایران نے چند سال پیشتر بلاد شام پر حملہ کر کے رومیوں کو شکست دے دی تھی
ہرقل نے بدلہ لینے کے لئے بڑے ساز و سامان سے فوجی تیاری کی اور ایرانیوں کو
شکست فاش دیدی اس فتح کا فخر یہ ادا کرنے کے لئے آجکل وہ حصے سے
بیرت المقدس آیا ہوا تھا اور اس کروفر سے آیا تھا کہ جہاں چلتا تھا وہاں فرش
اور بھول بچائے جاتے تھے۔

ملک شام میں قیصر کے زیر حکومت جو عرب کا خاندان غسانی تھا اس کا
پلے تخت بصری تھا جو آجکل حوران کہلاتا ہے اور اس خاندان کا سردار حارث
غسانی تھا۔

وحیہ کلیبی نے رسول صلعم کا نام مبارک اسی جگہ حارث غسانی کو لاکر دیا

۱۷ چنانچہ حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ کہ میں مرنے والی اسرائیل کی کہوئی تہوئی بھیڑوں کے لئے

بجایا گیا ہوں۔ ۱۲

[illegible]

ہے! کبھی اسکو جھوٹ کی تہمت دی گئی۔

ابو صفیان - اُس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

قیصر - جن لوگوں نے اسکا مذہب اختیار کیا وہ کس درجہ کے لوگ ہیں۔

ابو صفیان - کمزور، مسکین اور فقیر۔

قیصر - اُس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں۔

ابو صفیان - روز بروز ترقی ہے۔

قیصر - کوئی شخص اوس کا دین قبول کر کے پرہیز جاتا ہے۔

ابو صفیان - نہیں۔

قیصر - وہ کبھی اپنے عہد و پیمان کو بھی توڑ دیتا ہے۔

ابو صفیان - اس وقت تک تو نہیں مگر اب جو نیا معاہدہ صلح ہوا ہے اوسکو

دیکھنا ہے کہ اُس عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں۔

قیصر - تم لوگوں کی کبھی اُس سے جنگ بھی ہوئی۔

ابو صفیان - ہاں ہوئی۔

قیصر - نتیجہ جنگ کا کیا ہوا۔

ابو صفیان - کبھی وہ غالب رہا اور کبھی ہر۔

قیصر - اُسکی تعلیم کیا ہے۔

ابو صفیان - وہ کہتا ہے، ایک خدا کی عبادت کرو۔ کسی کو خدا کا شریک

نہ بناؤ۔ قدیم بت پرستی چھوڑ دو۔ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو۔ سچائی۔ پاکدامنی۔ صلہ

رحم کی پابندی اختیار کرو۔

مجھ کو بیشک خیال تھا کہ ایک نبی ضرور آنے والا ہے مگر یہ نہ معلوم تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا۔ کاش میں اس وقت اگر وہاں ہوتا تو اس نبیؐ کے پاؤں خود دھوتا۔

اس گفتگو کے بعد قیصر نے حکم دیا کہ رسول اللہؐ کا نام مبارک پڑ جائے۔
فرمان رسالت کہوں گا کیا عبارت کے یہ الفاظ تھے۔

اصل عبارت ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱ من محمد عبد اللہ
وہ رسولہ الی ہر قل عظیم الہوم ۲ سلام
علی من امتیج المہدی ۳ اما بعد ذاتی
ادعویک بدعاۃ الاسلام ۴ اسلم تسلیم
یونک اللہ اجرک مرتین ۵ فان تولیت
فعلیک اثم الاریین ۶ ویا اہل الکتاب
تعالوا الی کلمۃ سوأعیننا ونبکم
ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک
شیئاً ولا یخضع بعضنا لبعضاً ارباباً
من دون اللہ فان تولوا فاشہدوا
بانا مسلمون ۷

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان
نہایت رحم والا محمدؐ کی طرف سے
جو خدا کا بندہ اور رسول ہے یہ خط ہر قل
کے نام ہے جو ملک روم کا سردار ہے ۲
اس کو سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی
کرنے والا ہے ۳ اس کے بعد میں
تجھ کو اسلام کی دعوت کی طرف بلاتا
ہوں ۴ اسلام قبول کر تو سلامت رہیگا
خدا تجھ کو دو گنا اجر دے گا ۵ اور اگر
تو نے نہ مانا تو اہل ملک کا گناہ تیری
اوپر ہوگا ۶ اے صاحب کتاب یہی
بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں

رسول
محمد

مہر

منہ

[illegible][illegible]

سید
- حضرت سید الفاضل

۱۰ امریکہ کے متعلقہ امور کے بارے میں
۱۱ امریکہ کے متعلقہ امور کے بارے میں
۱۲ امریکہ کے متعلقہ امور کے بارے میں

سلام علی من اتبع الهدی و آمن باللہ
 و رسولہ و اشہدان لا الہ الا اللہ و انی
 رسول اللہ الی الناس کافۃ لیسذر
 من کان حیا اسلم تسلم فان ابیت
 فعلیک اثم الجحوس۔

اس شخص پر جو سید ہی راہ پر چلے اور خدا اور پیغمبر
 خدا پر ایمان لائے۔ اور یہ گواہی دے کہ خدا صرف
 ایک خدا ہے اور یہ کہ خدا نے مجھ کو تمام دنیا کا پیغمبر
 بنا کر بھیجا ہے تاکہ وہ ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف
 دلائے۔ تو اسلام قبول کر تو سلامت رہے گا ورنہ
 جحیموں کا وبال تیری گردن پر رہے گا۔

مہر
 رسول
 محمد

اللہ
 رسول
 محمد

یہ خسر و پرویز بڑے جاہ و جلال کا بادشاہ تھا۔ اس کی سلطنت میں دربار کو جو
 عظمت حاصل تھی وہ کسی کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ عجم کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کو جو
 خط لکھا جاتا تھا اس کے عنوان اول بادشاہ کا نام ہوتا تھا۔ مگر نامہ مبارک
 میں پہلے خدا کا نام اور اس کے بعد رسول اللہ کا نام تھا۔ خسر نے اس عنوان
 کو اپنی تحقیر سمجھی اور غور سے بولا کہ ادنیٰ شخص مجھ کو یوں لکھتا ہے اور غصہ سے
 نامہ مبارک چاک کر ڈالا۔ اور فوراً ہی اپنے گورنر باؤن کو جو تین میں مقرر تھا حکم
 بھیجا کہ کسی شخص کو حجاز بھیجو جو اس نئے پیغمبر کو گرفتار کر کے میرے دربار میں حاضر
 کرے باؤن نے خسر کے حکم کی تعمیل اس طرح کی کہ رسول صلعم کی گرفتاری
 کے لئے ایک مختصر فوجی دستہ مامور کیا اور اس پر دو افسر جن کے نام بابوہ اور
 دوسرے کا نام خر خسرہ تھا مقرر کئے۔ جب یہ فوجی دستہ طائف پہنچا تو اہل
 ان دونوں اریہوں کی ڈاہی منڈھی اور لبیں بڑھی ہوئی مگر میں زمین چٹکا ہوتا تھا۔

4-

مکتبہ اقدس، لاہور میں شائع ہوا ہے۔ اس کی قیمت ایک روپیہ ہے۔
اس کتاب کے مصنف نے اپنی کتاب "تاریخ اسلام" میں لکھا ہے کہ
اس کتاب کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کی تاریخ اور ان کے
اہل بیت سے متعلق معلومات فراہم کرے۔

[illegible][illegible]

و اما در این باب که در کتاب مذکور است که هر کس که بخواهد از این راه نجات یابد باید که

(۳) ایک خط جو مقوقش والی مصر کے نام حاطب بن بلتعہ کے ہاتھ روانہ کیا تھا۔ اس کو دیکھ کر اوس نے نہایت تعظیم و تکریم کی اور غلوت میں بلا کر تمام اوصاف حمیدہ سنے اور کہا کہ بے شک وہ نبی سچا ہے جس کی تصدیق حضرت عیسیٰ نے فرمائی ہے مگر بظاہر مسلمان تھو اور رسول صلعم کا جو خط مقوقش کے نام تھا اوسکی عبارت حسب ذیل ہے۔

عبارت خط ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد عبد اللہ و
رسولہ الی المقوقش عظیم القبط سلام
علی من اتبع الهدی۔ اما بعد فانی
ادعوك بدعا یہ الاسلام اسلام قسّم
یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت
فعلیک اثم کل القبط یا اهل الکتاب
فعلوا الی کلمۃ سوا عیننا و بنیکم ان
لا نعبد الا اللہ ولا نشکر بہ شیئاً ولا
یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون
اللہ فان تولوا اشد و اباننا مسلمون

بشروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم
والا۔ اللہ کے بندے اور اوس کے رسول محمد
کی جانب سے مقوقش کے نام جو سردار قبط
ہے۔ سلام اوس شخص پر جو ہدایت کی پیروی
کرے۔ اس کے بعد میں تجھ کو اسلام کی دعوت
دیتا ہوں۔ مہین ہو جا اور تو بچ جائیگا اللہ
تجھ کو دہرا اجر دے گا اور اگر تو منہ پیر جائے
تو تجھ پر قبطیوں (مصریوں) کا گناہ ہے۔ اے
اہل کتاب آؤ ایسی بات کی طرف جو ہم میں تم
میں برابر ہے کہ ہم سوائے خدا کے کسی کی پرستش
نہ کریں اور نہ اوس کے ساتھ کسی کو شامل
کریں اور ہم میں کے بعض لوگ خدا کو چھوڑ کر

مہر
رسول
محمد

اور شہزادہ کو چھوٹے سے بچہ کر کے لے کر گئے تھے۔ شہزادہ اپنے
 دوستوں کے ساتھ لے کر گئے تھے۔ شہزادہ اپنے دوستوں کے ساتھ
 لے کر گئے تھے۔ شہزادہ اپنے دوستوں کے ساتھ لے کر گئے
 تھے۔ شہزادہ اپنے دوستوں کے ساتھ لے کر گئے تھے۔
 شہزادہ اپنے دوستوں کے ساتھ لے کر گئے تھے۔ شہزادہ
 اپنے دوستوں کے ساتھ لے کر گئے تھے۔ شہزادہ اپنے
 دوستوں کے ساتھ لے کر گئے تھے۔ شہزادہ اپنے دوستوں
 کے ساتھ لے کر گئے تھے۔ شہزادہ اپنے دوستوں کے ساتھ
 لے کر گئے تھے۔ شہزادہ اپنے دوستوں کے ساتھ لے کر
 گئے تھے۔ شہزادہ اپنے دوستوں کے ساتھ لے کر گئے
 تھے۔ شہزادہ اپنے دوستوں کے ساتھ لے کر گئے تھے۔

یہ سب کچھ سن کر شہزادہ نے بہت غصہ کیا۔ وہ اپنے
 دوستوں کو بلانے لگا۔ وہ اپنے دوستوں کو بلانے لگا۔
 وہ اپنے دوستوں کو بلانے لگا۔ وہ اپنے دوستوں کو بلانے
 لگا۔ وہ اپنے دوستوں کو بلانے لگا۔ وہ اپنے دوستوں کو
 بلانے لگا۔ وہ اپنے دوستوں کو بلانے لگا۔ وہ اپنے
 دوستوں کو بلانے لگا۔ وہ اپنے دوستوں کو بلانے لگا۔



مکتبہ اسلامیہ
 لاہور
 لاہور

کی طرف بلا تے ہیں۔

مقوقش والی متصر نے جواب دیا کہ مجھ میں ابھی تک کوئی رغبت لانے والی بات پیدا نہیں ہوئی اگرچہ میں یہ خوب جانتا ہوں کہ محمدؐ نہ تو ساحر ہے نہ طاہن اور نہ کاذب بلکہ جو کچھ اُن میں علامات موجود ہیں وہ سب نبوت کی موجود ہیں میں اس معاملہ میں مزید غور کروں گا۔ پھر آنحضرت صلعم کے خط کو ہاتی دانت کے ڈبے میں رکھو اگر اور اپنی مہر لگا کر خزانہ شاہی میں رکھو ادیا۔

بہت سے انقلابات کے بعد یہ خط قسطنطنیہ پہنچ گیا اور اس وقت خزانہ بڑکی میں محفوظ ہے۔ جس کی اصلی نقل ناظرین کے لئے پیش کی جاتی ہے جس کے دیکھنے سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے اور چودہ سو برس کے خط کی شان اور رسول صلعم کا زمانہ یاد آ جاتا ہے۔ اس خط میں صرف مہر دست مبارک کی لگی ہوئی ہے۔ باقی خط کی عبارت دوسرے صحابی کی ہے یہ خط اکثر جگہ سے کرم خوردہ ہو گیا ہے جس کے نشانات فوٹو میں موجود ہیں اس لئے پوری عبارت اوس کے مقابل لکھ دی گئی ہے۔ رسول صلعم کے خط کے جواب میں مقوقش والی متصر نے جو خط عربی زبان میں لکھ کر روانہ کیا اس کی عبارت حسب ذیل تھی۔

عبارت خط مقوقش ترجمہ

لحمہ بن عبد اللہ بن المقوقش عظیم القبط محمد بن عبد اللہ کے نام مقوقش سردار قبط

- ستمین: آنکه در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است

که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است

که در هر یک از اینها که در این کتاب است

که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است
 که در هر یک از اینها که در این کتاب است

خدمت میں روانہ کیا۔ قاصد یہ سب سامان لیکر دینہ روانہ ہوا اور تمام تحفے رسول صلعم کی خدمت میں پیش کئے۔ ان میں جو ایک ماریہ قبطیہ تھیں ان سے نبی صلعم نے عقد کر لیا۔ چنانچہ ابراہیم فرزند رسول صلعم انہیں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے اور دوسری سیرین حضرت حسان کو دی گئیں۔ خچر جس کا نام دلدل تھا اپنی سواری کے لئے رکھا گیا جس کا ذکر اکثر کتب احادیث میں آتا ہے۔ جنگ حنین میں اسی دلدل پر آپ سوار تھے۔ بعد رسول صلعم کے یہ دلدل حضرت علی کے پاس رہا۔ اور اسی رعایت سے آپ کو دلدل سوار بھی کہتے ہیں اور ان کے بعد جناب امام حسینؑ کی سواری میں معاویہ کے زمانہ تک رہا۔ ماریہ قبطیہ اور سیرین بقول طبری حقیقی بہنیں تھیں۔ عاتب بن بلتعہ کی تعلیم سے یہ دونوں عقد سے پہلے مسلمان ہو چکی تھیں۔

(۴) اصمٰح بن ابیجر بادشاہ حبش ملقب بہ نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ رسول صلعم کا فرمان مبارک لے کر پہنچے یہ بادشاہ عیسائی تھا۔ نامہ مبارک رسول صلعم کی عبارت حسب ذیل تھی (طبری)

عبارت نامہ مبارک

<p>ترجمہ</p> <p>خدا کے نام سے جو بڑی رحمت والا اور کمال رحم والا ہے۔ یہ خط اللہ کے رسول محمدؐ کی طرف سے نجاشی اصمٰح بادشاہ حبش کے نام ہے۔ تجھے سلامتی ہو میں پہلے اللہ کی تائید کرتا ہوں</p>	<p>بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی النجاشی الاصحٰم ملک الحبشہ۔ سلم انت فانی احمد الیک اللہ الملک القدوس السلام المؤمن المہین۔ و اشہدان عیسیٰ ابن مریم روح اللہ و کلمۃ</p>
--	---

نجاشی بادشاہ حبشہ رسول صلعم کے اس فرمان مبارک کو پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہو گیا۔ کیونکہ اوس کے دل میں پہلے سے ہی رسول صلعم کی وقعت تھی اور بہت کچھ نبی صلعم کی نسبت سن چکا تھا۔ اور جواب میں رسول صلعم کو جو خط لکھا اوس کی عبارت حسب ذیل تھی۔

عبارت خط نجاشی شاہ حبشہ

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الی محمد رسول اللہ
من النجاشی الاصحم بن ابجر سلام علیک
یا بنی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ من اللہ
الذی لا الہ الاہو۔ الذی ہدانی الی
الاسلام۔ اما بعد فقد بلغنی کتابک
یا رسول اللہ فی ما ذکرک من امر عیسیٰ
فورب السماء والارض ان عیسیٰ ما
یزید علی ما ذکرک شفوفاً۔ انہ کیا قلت
وقد عرفنا ما بعثت بہ الینا۔ وقد قربنا
ابن عمک واصحابہ۔ فاشہد انک
رسول اللہ صادقاً۔ مصداقاً وقد بالیقک
وبالبعث ابن عمک واسلمت علی
ید یہہ للہ رب العالمین وقد بعثت
الیک یا بنی ارباب بن الاصحم بن ابجر

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان اور نہایت
رحم والا۔ محمد رسول اللہ کی خدمت میں نجاشی
اصحم بن ابجر کی طرف سے اے نبی اللہ کے
آپ پر اللہ کی سلامتی و رحمت اور برکت ہو۔
اوسی خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور
جس نے مجھے اسلام کی ہدایت کی ہے اب
عرض یہ ہے کہ حضور کا فرمان میرے پاس
پہونچا۔ عیسیٰ کے متعلق جو آپ نے تحریر فرمایا
ہے بخدا اے زمین اور آسمان وہ اس سے
ذرا برابر بھی بڑھ کر نہیں ان کی حیثیت اتنی
ہی ہے جو آپ نے تحریر فرمائی ہے۔

ہم نے آپ کی تعلیم سیکھ لی اور آپ کا چاڑا
بھائی اور مسلمان میرے پاس آرام سے ہیں
میں اقرار کرتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں

کئے گئے انہوں نے رسول صلعم کی طرف سے ایجاب و قبول کیا اور نجاشی نے نبی صلعم کی طرف سے چار سو اشرفیاں مہر کی ادا کر دیں اور ان کو روانہ مدینہ کر دیا۔ نبی صلعم اس وقت خیبر میں تھے۔ آپ نجاشی کے حالات اکثر دریافت فرمایا کرتے تھے۔

اکثر ارباب سیر بکھتے ہیں کہ نجاشی نے ۹۳ ہجری میں وفات پائی جب کہ رسول صلعم موتہ میں تشریف رکھتے تھے یہ خبر سن کر آپ نے غائبانہ نماز جنازہ پڑھی مگر یہ بیان صحیح نہیں جس نجاشی کا انتقال کہ ۹۳ ہجری میں ہوا ہے جو نجاشی سابق تھا۔

(۵) منذر بن حارث غسانی جو رئیس حدود شام تھا اس کے پاس شجاع بن وہب نامہ مبارک لے کر پہنچے یہ رومیوں کے ماتحت گردنواح کے عربوں پر حکومت کرتا تھا۔ جب اس کو نامہ اقدس دیا گیا تو بہت بگڑا اور بولا کہ میں خود مدینہ پر حملہ کروں گا اور تمہارے پیغمبر کو دیکھ لوں گا اور فوج کو تیاری کا حکم دیا مسلمان ہر وقت اس جرم کے پاداش میں حملہ کے منتظر رہتے تھے اور بالآخر اسی بنا پر موتہ اور بتوک وغیرہ کی لڑائیاں مسلمانوں کے سامنے پیش آئیں مگر سفیر کو یہ اعزاز واپس کر دیا اور مسلمان نہوا۔

(۶) رسول صلعم نے علاوہ بادشاہوں کے جو رؤساء عرب کو خط لکھے تھے ان کے جواب مختلف آئے۔ ہنودہ بن علی جو پیامہ کا رئیس تھا اور عیسانی مذہب رکھتا تھا۔ اس کے پاس جب سلیم بن عمر نامہ مبارک لے کر پہنچے تو پڑکھ کر بولا کہ جو باتیں اس میں لکھی ہیں وہ نہایت عمدہ ہیں اور میں تمہارے

سے بہتہ بہتہ کر کے تانے لگے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر وہ بہت غصہ ہوا۔
 اس نے اپنے بچے کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تیرے پاس سے کچھ لے کر آئے ہو؟
 بچہ نے کہا کہ ہاں۔

اس نے بچہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تیرے پاس سے کچھ لے کر آئے ہو؟
 بچہ نے کہا کہ ہاں۔

اس نے بچہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تیرے پاس سے کچھ لے کر آئے ہو؟
 بچہ نے کہا کہ ہاں۔

اس نے بچہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تیرے پاس سے کچھ لے کر آئے ہو؟
 بچہ نے کہا کہ ہاں۔

اس نے بچہ کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تیرے پاس سے کچھ لے کر آئے ہو؟
 بچہ نے کہا کہ ہاں۔

آیا ہوں اور محمد صلعم کا خط آپ کے بہائی کے نام لایا ہوں۔
عبدالے کہا کہ میرا بہائی مجھ سے بڑا اور سردار قوم ہے میں تم کو اس سے
ملا دوں گا۔ مگر آپ یہ تو فرمائیے کہ کام کیا ہے۔ اور کس بات کی دعوت دیتے
ہو۔ عمرو نے کہا خدائے واحد کی طرف جس کا کوئی شریک نہیں بلاتا ہوں اور
اس شہادت کی طرف کہ محمد خدا کا رسول ہے۔ عبدالے نے کہا۔ عمرو تو سردار
قوم کا بیٹا ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ تمہارے باپ کون تھے اور انھوں نے کیا کیا
تاکہ میں اس کا نمونہ پیش کر سکوں۔

عمرو بن عاص نے کہا وہ تو بغیر اسلام قبول کئے ہوئے مر گئے
کاش وہ ایمان لاتے اور نبی صلعم کی راستبازی کا اقرار کرنے میں بھی اپنے
باپ کے مذہب پر تھا مگر خدا نے مجھے ہدایت کی اور مشرف بہ اسلام ہو گیا۔
عبدالے تم محمد کے کب سے معتقد ہو۔

عمرو بن عاص۔ تھوڑے زمانہ سے۔
عبدالے کس جگہ معتقد ہوئے۔

عمرو بن عاص۔ نجاشی کے دربار میں اور وہ بھی مسلمان ہو گیا۔
عبدالے رعایا نے نجاشی کے ساتھ کیا سلوک کیا۔

عمرو بن عاص۔ کسی نے کچھ بھی اعتراض نہیں کیا بلکہ رعایا بھی مسلمان ہو گئی۔
عبدالے کیا پادریوں نے بھی نجاشی کو نہیں سمجھایا۔

عمرو بن عاص۔ سمجھایا مگر اثر نہ ہوا۔

عبدالے ذرا سمجھ کر کہو کیونکہ جو منٹ سے بڑھ کر انسان کے لئے کوئی ذلت کی

۱- منہ سے نکالنے والی ہوا، گرم ہوتی ہے۔
 ۲- منہ سے نکالنے والی ہوا، سرد ہوتی ہے۔
 ۳- منہ سے نکالنے والی ہوا، گرم ہوتی ہے۔
 ۴- منہ سے نکالنے والی ہوا، سرد ہوتی ہے۔
 ۵- منہ سے نکالنے والی ہوا، گرم ہوتی ہے۔
 ۶- منہ سے نکالنے والی ہوا، سرد ہوتی ہے۔
 ۷- منہ سے نکالنے والی ہوا، گرم ہوتی ہے۔
 ۸- منہ سے نکالنے والی ہوا، سرد ہوتی ہے۔
 ۹- منہ سے نکالنے والی ہوا، گرم ہوتی ہے۔
 ۱۰- منہ سے نکالنے والی ہوا، سرد ہوتی ہے۔

میں پونچھ کر مسلمان ہو جائیں۔ اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر اس نے اس دعوت اسلام کو رد کیا تو وہ اپنے ملک کے لئے سراپا باعث نقصان ہوگا۔
 عمرو بن عاص۔ اگر آپ کے بھائی نے اسلام قبول کر لیا تو رسول صلعم اوس کے ملک کو اوس کی پاس رہتے دیں گے صرف غیر مذہب رعایا سے زکوٰۃ لے کر یہاں کے غریب پر تقسیم کر دیا کریں گے۔
 عبید۔ یہ طریقہ تو عمدہ ہے۔ مگر زکوٰۃ سے کیا مطلب ہے۔
 عمرو بن عاص نے زکوٰۃ اور صدقہ کے تمام مسائل بتائے۔
 عبید۔ نے کہا میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام کے اس اصول کو میرے لوگ تسلیم کریں یا نہ کریں۔

عمرو بن عاص۔ چند روز وہاں ٹھہرے عبید اپنے بھائی کو روز کی گفتگو سے اطلاع دیدیا کرتا تھا۔

ایک روز بادشاہ نے عمرو بن عاص کو سردار طلب کیا چونکہ بارون نے عمرو بن عاص کے بازو پکڑ کر پیش کیا۔ بادشاہ نے کہا اس کو چوڑ دو۔ یہ بیٹھنے لگے تو چونکہ بارون نے ٹوکا۔ پھر بادشاہ نے کہا مت دخل دو بیٹھنے دو۔ عمرو بن عاص نے رسول صلعم کا خط جس پر ہر شہرت تھی پیش کیا۔
 جیفر نے خط کھولا اور پھر پڑھ کر بھائی کو دیا۔
 جیفر نے کہا قریش کا کیا حال ہے۔

عمرو بن عاص۔ قریب قریب سب نے اطاعت قبول کر لی۔
 جیفر۔ تمہارے نبی کے ہمراہ رہنے والے کون لوگ ہیں۔

(۲) جبکہ عرب کی مشہور سلطنت غسان کا سردار تھا شروع شمسہ ہجری میں مسلمان ہو گیا۔

(۳) قزوہ بن عمرو خزاعی جو علاقہ شام پر قیصر کی طرف سے گورنر تھا مسلمان ہو گیا۔ قیصر کو جب معلوم ہوا تو اس کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اسلام چھوڑ دے۔ قزوہ نے کہا اسلام ایسی چیز نہیں جو چھوڑ دیا جائے۔ قیصر نے اس کو قید کیا اور جب اسلام ترک نہ کیا تو گردن مار دی۔

(۴) اکیدر۔ دو مہاجرین کا رئیس تھا۔ بعد تحقیقات سب سے ہجری میں مسلمان ہو گیا۔

(۵) ذی الکلاع حمیری کی حکومت طائف اور یمن کے اکثر اضلاع میں تھی اور زبردست قبیلہ حمیر کا پادشاہ مانا جاتا تھا۔ یہ اپنے آپ کو خدا کہلاتا تھا اور لوگ اس کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ اسلام کی خوبیوں نے اس کے دل میں جگہ کی اور مسلمان ہو گیا اور مسلمان ہوتے ہی اچھا رہ ہزار غلام آزاد کر دئے حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آگیا اور زہدانہ زندگی بسر کرنے لگا۔

اسلام کی مزید ترقیاں

رسول صلعم نے اسلام کی اشاعت مختلف ذریعہ سے کی تھی اور جس حسن خوبی سے کی تھی اس کی نظیر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔

(۱) شاہانِ وقت کو بذریعہ خطوط اسلام کی دعوت دینا۔ (۲) چوٹے چھوٹے

[illegible]

اس لئے وہ اسلام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے آپ نے پہر دعا کی اور ان کو رخصت کیا
اس مرتبہ طفیل نے موافق ارشاد نبی صلعم لوگوں کے ساتھ نہایت اخلاق سے بڑاؤ
کیا اور کثرت سے آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے یہ ان سب کو لیکر رسول صلعم کی خدمت
میں پہنچے اور یہ لوگ دیدار نبی سے مشرف ہوئے۔ جب طفیل دو جس خاندان کے
لوگوں کو یمن سے لیکر خیمہ پہنچے اور حضرت جعفر حبش کے نو مسلموں کو لیکر
حاضر خدمت ہوئے تو یہودیوں کی آنکھیں کھل گئیں اور یہ دیکھ کر کہ اسلام اگر
سچا نہ ہوتا تو ایسی دور و دراز ملکوں کے لوگوں پر اثر نہ کرتا حیرت میں پڑ گئے۔ اور
اپنے مستحکم قلعوں پر بھروسہ کرنا اپنی حماقت سمجھا۔

(۲) ۹۱ قد صداء۔ اس اشاعت اسلام کے دوبرس بعد قبیلہ صہار کا ایک سردار
زیاد بن حارث حاضر ہوا اور دیکھ بھال کر کے واپس گیا اور پھر مندرہ سردار قبیلہ
صداء کے لیکر خدمت صلعم میں حاضر ہوا سعد بن عبادہ ان کی تواضع کے لئے
مقرر ہوئے اور بعد مسلمان ہونے کے واپس گئے اور اپنے تمام زیر اثر قبائل میں اسلام
پھیلا دیا۔ کچھ دن بعد زیاد پھر آئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبیلہ کے لوگ جدید الاسلام
ہیں اور کنواں صرف ایک ہے جو گرمیوں میں خشک ہو جاتا ہے آپ دعا فرمائیے
کہ پانی کم نہ ہوا کرے آپ نے فرمایا کہ سات کنکریاں لاؤ اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر
فرمایا کہ اللہ اسے کہہ کر یہ کنکریاں ڈال دینا اور انہوں نے ایسا ہی کیا اسکے
بعد پانی اس قدر بڑھا کہ تہ کا پتہ نہ چلا۔

(۳) وفد ثقیف۔ اس خاندان کا پہلا شخص جو اسلام کی تعلیم حاصل کرنے کے
لئے رسول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا عروہ بن مسعود ثقفی تھا اور صلح حدیبیہ میں

جب حضور صلعم واپس آئے تو فرمایا کہ میں اس قوم پر کیوں بدعا کروں اگر ایمان نہیں لاتے تو ان کی آئندہ قومیں تو ضرور ایمان لائیں گی۔ اب وہی دشمن اسلام حاضر خدمت ہوئے۔ مغیرہ بن شعبہ نے عرض کیا کہ مجھ کو اپنی قوم کے عزیزوں کی تواضع اور مہانداری کی اجازت دی جائے۔ آپ نے فرمایا میں منع نہیں کرتا مگر ان کا قیام ایسی جگہ رکھنا جہاں قرآن خوانی کی آواز ان کے کانوں تک پہنچ سکے اور نماز دیکھ سکیں۔ چنانچہ اس تدبیر سے اسلام کی صداقت کا حال ان پر روشن ہوا اور رسول صلعم کے دست مبارک پر معیت کر لی۔ بعد اسلام قبول کرنے کے عبدیاللیل جو لاکھ ہم کو نماز سے مستثنیٰ کر دیا جائے آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں نماز نہیں اس میں کچھ نہیں پہر عرض کیا کہ ہچکچاہٹ کی شرکت اور زکوٰۃ سے بھی بڑی کر دیا جائے آپ نے اس کو مستطبر کر لیا۔ اس کے بعد عبدیاللیل نے زنا۔ سود خوری اور شراب خوری پر گفتگو کی مگر حضور صلعم نے حکم الہی سن کر اور ان کی بُرائی بتا کر ان کا اطمینان کر دیا۔ دوسرے روز پھر حاضر خدمت ہوا اور کہا کہ میں آپ کی تمام باتیں قبول کرتا ہوں مگر اپنے قبیلہ کے رتبہ کو کیا کر دیں۔ رتبہ ان کی مورت کا نام تھا جو لفظ رب کا مونث ہے (آپ نے فرمایا اگر ادو۔ اس کے ساتھیوں نے کہا اے ہم سے ایسا غضب نہیں ہو سکتا اگر ایسا کیا اور تباہ ہوئے حضرت عمرؓ نے کہا کہ اے عیدیا لیل تم اپنے ہاتھ کی بنائی مورت کو اپنے سے زیادہ سمجھتے ہو۔ رسول صلعم نے فرمایا کہ اگر تم ڈرتے ہو تو میں اس کے گرانے والے کو بھی بھیج دوں گا۔ عبد کے ایک ساتھی نے کہا کہ حضور ہمارے ساتھ نہ بھیجے گا بلکہ بعد میں بھیجے گا۔ عبدیاللیل نے ایک امام طلب کیا اور عثمان بن ابوالعاص جو

اور کہا ہیکو اسلام کی تعلیم دیجئے تاکہ ہم باقیماندہ لوگوں کو بھی اس کی خوبی بتائیں چنانچہ تعلیم دی گئی۔ اور چلتے وقت دریافت کیا کہ ہم کو وہ باتیں بتا دیجئے جس پر ہم لوگ عمل کرتے رہیں۔ آپؐ نے فرمایا چار باتوں پر عمل کرنا اور چار کو چھوڑ دینا۔ عمل کرنے کی چار باتیں یہ ہیں (۱) خدا کو واحد سمجھنا۔ (۲) نماز۔ (۳) روزہ۔ (۴) زکوٰۃ اور ان چار سے بچنا (۱) دُبا (۲) خنتم (۳) نقیر (۴) مزفت یہ چاروں چیز شراب کے برتنوں کے نام ہیں اس کے بعد شراب کے نقصانات بیان کئے کیونکہ یہ قوم کثرت سے شراب خوار تھی۔ اور فرمایا جب کوئی شراب پی لیتا ہے تو ہوش گم ہو جاتے ہیں اور ممکن ہے کہ اس حالت میں کوئی اپنے چچا زاد بھائی کو قتل کر دے۔ اتفاق یہ ہوا کہ اسی گروہ میں ایک ایسا شخص بھی تھا جس نے حالت شراب میں اپنے چچا زاد بھائی کو مار ڈالا تھا۔ ان ہی لوگوں میں ایک عیسائی جارودین العلاء بھی آیا تھا یہ مسلمان ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی داخل اسلام ہو گئے۔

(۵) وفد بنی خیفہ۔ ثمامہ بن اثال ان کے علاقہ میں بطور واعظ بھیجے گئے تھے ان کی کوششوں نے اس قبیلہ کو اسلام کی طرف رغبت دلائی اور مدینہ آکر مسلمان ہو گئے۔ ان ہی لوگوں میں مسلمہ کذاب بھی تھا جو نبوت کا دعویٰ کرتا تھا نبی صلعم سے کہا کہ اگر آپؐ مجھ کو اپنا جانشین بنا دیں تو میں بیعت کر لوں آپؐ نے اپنے ہاتھ کی کھجور کی چٹری دکھا کر فرمایا کہ میں تو اس لکڑی کے دینے کی شرط پر بھی بیعت لینا نہیں چاہتا۔ اگر بیعت نہ کرے گا تو خدا تباہ کرے گا۔ مسلمہ اگرچہ نبوت کا دعویٰ تھا مگر نبی صلعم کو بھی رسول تسلیم کرتا تھا اس سے شاید اس کا یہ مطلب ہو کہ اس علاقہ کے مسلمان مخالف نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ مسلمہ نے رسول صلعم

(۱) خدا کو واحد سمجھنا۔ (۲) نماز۔ (۳) زکوٰۃ۔ (۴) روزہ۔ (۵) حج۔ اور پانچ وہ جو ایمان کے متعلق ہیں۔ (۱) خدا۔ (۲) رسول (۳) فرشتے (۴) قرآن پر ایمان لانا۔ (۵) مرنے کے بعد جی اٹھنے کو سچ سمجھنا۔ اور پانچ وہ باتیں ہیں جن کو ہم پہلے سے مانتے چلے آئے ہیں وہ یہ ہیں (۱) خوشحالی میں شکر کرنا۔ (۲) مصیبت میں صبر کرنا۔ (۳) حکم الہی پر رضا مند ہونا (۴) آزمائش کے وقت سچا رہنا۔ (۵) دشمن کو بُرا نہ کہنا آپ نے فرمایا یہ جس کی تعلیم ہے وہ حکیم و عالم تھے اور ان کی دانشمندی سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا نبی تھے۔ اچانک پانچ باتیں اور شامل کر لو پھر تمہارے پاس بیٹھ ہو جائیں گی۔

(۱) وہ چیز جمع نہ کرو جسے کھانہ سکھو (۲) وہ مکان نہ بناؤ جس میں رہ نہ سکھو (۳) ایسی باتوں میں مقابلہ نہ کرو جن کو کل چوڑو (۴) خدا کا تقویٰ رکھو جہاں جانا ہے (۵) اُن چیزوں سے رغبت رکھو جو آخرت میں تمہارے کام آئیں۔ ان لوگوں نے سب کو تسلیم کیا اور پورا پورا عمل کیا۔

(۹) سفارت فردہ بن عمرو۔ قسطنطنیہ کی حکومت میں عرب کا جس قدر شمالی حصہ تھا اس پر فردہ بن عمرو گورنر تھا یہ رسول صلعم کا نامہ مبارک دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور رسول صلعم کی خدمت میں ایک سفید خچر بطور نذر بھیجا۔ جب بادشاہ کو خبر لگی تو اس کو اسلام چوڑنے کے لئے لکھا مگر اس نے انکار کیا اس پر یہ قید ہوا اور بہر شہر فلسطین میں عفران نامی تالاب پر پانی دیدی گئی۔ مگر اسلام کا تخم اپنے تمام علاقہ میں بو گیا۔

کجوریں دے کر کہا کہ یہ نبی صلعم نے بھیجی ہیں جب ذرن کیا تو درست پایا اس کے علاوہ اس نے اور کجوریں پیش کیں اور کہا کہ یہ آپ کے کھانے کے واسطے ہیں کجوریں کہا کہ جب یہ شہر میں داخل ہو ۱ تو نبی صلعم کو وعظ دیتے سنا کہ خیرات عمدہ چیز ہے اسکو دیا کرو اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اس وعظ اور حالت کو دیکھ کر یہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

(۱۲) وفد تحریب۔ قبیلہ تحریب کے ۱۲ مسلمان شخص خدمت نبی میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم کی طرف سے زکوٰۃ پیش کی آپ نے فرمایا۔ وہیں کے غریب پر تقسیم کر دو انہوں نے کہا کہ بعد تقسیم یہ مال بچا ہے۔ حضرت ابو بکر نے ان لوگوں کی بہت تعریف کی رسول صلعم نے فرمایا۔ خدا جس کی بہتری چاہتا ہے اس کے سینہ کو نور ایمان سے بہرہ دیتا ہے۔ ان کی درخواست پر نبی صلعم نے ان کی تعلیم کے لئے حضرت بلال رضی کو مقرر کر دیا۔ واپسی کے لئے بہت مضطربانہ طور سے اجازت مانگی صحابہ نے فرمایا ایسی کیا جلدی ہے کہا کہ ہلکویاں اگر جو کچھ حاصل ہوا اس کو دوسروں پر ظاہر کرنے کے لئے دل بے چین ہے تاکہ وہ بھی ان برکات اور فیض سے بہرہ ور ہوں رسول صلعم نے عطیات سے ان کو سرفراز فرمایا۔ صرف ایک لڑکا باقی رہ گیا وہ بھی بلایا گیا اس نے رسول صلعم سے عرض کیا کہ میرے آنے کا مقصد سب سے علیحدہ ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے اس نے عرض کیا کہ آپ دعا فرمائیں کہ مجھے خدا بخش دے اور میرا دل غنی ہو جائے۔ آپ نے دعا دی۔

اور پھر ایسا ہی ہوا کہ سلسلہ ہجرتی میں جب رسول صلعم حج کو تشریف لے گئے تو لوگوں سے پوچھا اس لڑکے کی کیا حالت ہے۔ اس قبیلہ کے لوگوں نے کہا کہ ہم نے

آپ نے فرمایا کہ چوڑا بڑوں کا خادم ہی ہوا کرتا ہے۔ خدا سے برکت دے۔ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ وہی لڑکا قوم کا امام اور قرآن کا سب سے اچھا جاننے والا ہوا جب یہ لوگ واپس ہوئے تو کل قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

(۱۵) وفد بہراہ۔ جب اس قبیلہ کے لوگ مدینہ میں آئے تو مقدادؓ کے گھر کے سامنے قیام کیا۔ مقداد ان سے ملنے آئے اور ان کو اسلام لانے پر مبارکباد کہا اور ان کے واسطے حیش (ایک قسم کا کھانا) تیار کرایا اور اپنے مہمانوں کے آگے رکھا اور ایک رکابی حضور صلعم کے واسطے بھی بنی صلعم نے کچھ کھا کر باقی واپس کر دیا۔ اب مقداد دونوں وقت وہی پیالہ مہمانوں کے آگے رکھتے اور یہ سب لوگ نہایت مزے سے میسر ہو کر کہاتے ان لوگوں نے روزیہ مزیدار کھانا کھا کر کہا کہ اے مقداد ہم تو سنا کرتے تھے کہ اہل مدینہ کی خوراک جو اور ستو ہیں مگر تم تو ہمیں یہ مزیدار کھانا روزانہ کھلاتے ہو جو آج تک ہم نے نہیں کھایا۔ مقداد نے کہا کہ یہ رسول صلعم کے انگشت مبارک کی برکت ہے جو اس کھانے میں پڑی ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں کا ایمان اور تازہ ہوا اور حضور صلعم کی تعلیم پا کر اور کچھ دن قیام کر کے اپنے وطن واپس گئے۔

(۱۶) وفد عذرہ۔ صفر ۹ھ۔ اس قبیلہ کے انیس شخص جن میں حمزہ بن نعمان بھی تھا خدمت میں رسول صلعم کے حاضر ہوئے۔ بنی صلعم نے پوچھا تم کون ہو بیان کیا کہ ہم بنی عذرہ ہیں۔ جس نے قصی کو ترقی دی اور قبیلہ خزاعہ اور بنی بکر کو مکہ سے خارج کیا اس لئے ہم کو قرابت اور نسب دونوں حاصل ہے بنی صلعم نے مبارکباد

۱۲ زاد المعاد۔

حیش ایک عربی کھانے کا نام ہے جو کھجور اور ستو گئی میں بونکر بنایا جاتا ہے۔

حصہ چوپایوں اور زراعت میں برابر کار کھاتا تھا۔ جب کوئی کہیت بتاتا تو بیچ کی زراعت کا حصہ عم انس کی نذر ہوتا اور کنارہ کا حصہ خدا کے نام مقرر کیا جاتا۔ اگر اتفاق سے بیچ کہیت کا حصہ خراب ہو جاتا تو خدا کا حصہ عم انس کو بدل دیتے مگر عم انس کا حصہ بھی خدا کو دیا جاتا۔ رسول صلعم نے ان کو فرائض اور ارکان اسلام سکھائے اور خصوصیت کے ساتھ ان باتوں کی نصیحت فرمائی۔ (۱) امانت دار رہنا۔ (۲) ہمسایہ سے اچا سلوک کرنا۔ (۳) عہد کو پورا کرنا۔ (۴) کسی پر ظلم نہ کرنا۔ کہ ظلم قیامت کے دن تاریکی پیدا کرے گا۔

(۸) وفد محارب۔ اس قبیلہ کے دس آدمی وکیل بنکر نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت بلالؓ ان کی خدمت کے لئے مامور ہوئے ایک دن ظہر سے عصر تک حضور صلعم نے ان کو اپنے پاس بٹھایا اور تعلیم دی ایک شخص حضور نے بغور دیکھ کر فرمایا کہ میں نے تم کو پہلے ہی دیکھا ہے اس نے کہا درست ہے بازار عکاظ میں جب حضور وعظ فرما رہے تھے تو وہ میں ہی کم بخت تھا جس نے اپنی جماعت سے حضور کو برا کہا اور نہایت بدترین الفاظ سے حضور کے کلام کو رد کیا مگر خدا کا شکر ہے کہ میں اسلام سے مشرف ہوا اور باقی وہ سب کفر کی حالت میں مر گئے اب حضور مجھ کو معاف فرمائیے۔ اور میرے حق میں دعائے خیر فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اسلام ان سب باتوں کو مٹا دیتا ہے جو حالت کفر میں ہوئی ہوں۔

(۱۹) وفد غنسان۔ اس قبیلہ کے تین شخص نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بعد اسلام قبول کرنے کے جب اپنے وطن کو واپس گئے تو ان کو کچھ زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ ان میں کا ایک شخص اس وقت تک زندہ تھا جب کہ حضرت

اے خدا ہیکو رحمت ہے سیراب کر دے نہ عذاب اور غرق سے بچ دے الہی بارش باران سے ہیکو سیراب کر دے اور دشمنوں پر ہیکو فتح دے۔

(۲۲) وفد عامہ۔ اس قبیلہ کے دس آدمی مدینہ آئے اور شہر سے باہر اونٹوں کو ایک لڑکے کی نگرانی میں چھوڑ کر خدمت صلعم میں حاضر ہوئے۔ حضور نے پوچھا تم اسباب کس پر چھوڑ آئے انہوں نے کہا ایک لڑکے پر آپ نے فرمایا وہ لڑکا تمہارے یہاں آئے کے بعد سو گیا اور ایک شخص خورجی چرا کر لے گیا ایک شخص بولا کہ حضور وہ خورجی تو میری تھی۔ آپ نے فرمایا گبر اؤ نہیں وہ لڑکا جاگ اٹھا چور کے پیچھے بھاگا اور خورجی لے آیا جب یہ لوگ اپنی قیام گاہ پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ جیسا بنی صلعم نے فرمایا ویسا ہی ماجرا درپیش ہوا یہ سب لوگ اسی واقعہ پر صدق دل سے مسلمان ہو گئے۔ ابی بن کعب ان کی تعلیم کے لئے مقرر ہوئے۔ جب یہ واپس گئے تو ضروری شرائع اسلام لکھ کر ان کو دیدئے۔

(۲۳) وفد بنی عیش۔ اس قبیلہ کے چند شخص مسلمان ہو کر حضور صلعم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ ہم نے واعظان اسلام سے سنا ہے کہ حضور ارشاد فرماتے ہیں کہ ہجرت بغیر اسلام درست نہیں۔ تو ہمارے پاس مال و متاع اور مویشی جیسے ہماری گذران ہے سب کچھ موجود ہے مگر جب ہجرت بغیر اسلام ادھور ہے تو ہم کو اجازت دیجئے کہ یہ سب فروخت کر کے حضور کی خدمت میں آجائیں۔ رسول صلعم نے فرمایا۔ تم حمیمہ۔ تم جہاں آباد ہو رہیں وہاں خدا ترسی کو اپنا شیوہ بنائے کہو تمہارے اعمال میں کچھ کمی نہ واقع ہوگی۔

جو قبیلہ حمیر سے تھا طلب کیا اور نامہ مبارک دکھا کر اوس سے رائے طلب کی اُس نے
بھی شرجیل کے مانند جواب دیا۔

پھر اسقف نے قبیلہ بنو الحارث سے حبار بن قیس کو بلایا اور جواب
مثل سابق پایا

جب اسقف کا مدعا پورا نہ ہوا تو اس نے حکم دیا کہ گر جاگ گنٹہ بچایا جائے اور
اوس کے دروازوں پر ٹاٹ کے پردے ڈال دئے جائیں۔ اس گر جا کے متعلق
تہتر گاؤں تھے جس میں ایک لاکھ سے زیادہ جنگجو لوگوں کی مردم شماری تھی۔ جب
تمام علاقہ کے عیسائی جمع ہو گئے تو اسقف نے نامہ مبارک سنایا اور سب سے
رائے طلب کی۔ بالآخر یہ رائے قرار پائی کہ اول شرجیل۔ عبد اللہ اور حبار کو
نبی صلعم کی خدمت میں بھیج کر وہاں کے کل حالات دریافت کئے جائیں پھر جو مناسب
امر ہو اس پر عمل کیا جائے۔

یہ تینوں شخص حضور صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ کی شخصیت
کی نسبت دریافت کیا اس درمیان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ترجمہ۔ عیسیٰ کی مثال خدا کے نزدیک ایک آدم کی سی ہے خدا نے اسے مٹی سے بنایا
پھر فرمایا کہ زندہ ہو جاوہ زندہ ہو گیا۔ سچ بات تیرے پروردگار کی طرف سے یہی ہے
اب تم اس رسی کو لمبا کہنیچے والوں میں نہ رہو۔ اور جو کوئی تم سے اس علم کے بعد جھگڑا کرے
اس سے کہہ دو کہ ہم اپنی اولاد کو بلاتے ہیں تم اپنی اولاد کو بلاؤ۔ اسی طرح ہماری عورتیں

ان کا دستہ تھا کہ اگر کوئی مشکل پیش ہوتی تو انکو گنٹے بچانے اور ٹاٹ کے پردے ڈال دیتے اور اگر
رات ہوتی تو گنٹے بچاتے اور پہاڑی پر آگ جلاتے۔

تاریخ تاجیکستان از سده های گذشته تا کنون
- سده های گذشته تا کنون -
10

تاریخ تاجیکستان از سده های گذشته تا کنون
- سده های گذشته تا کنون -
10

تاریخ تاجیکستان از سده های گذشته تا کنون
- سده های گذشته تا کنون -
10

تاریخ تاجیکستان از سده های گذشته تا کنون
- سده های گذشته تا کنون -
10

معادہ کی عبارت

ترجمہ

انجران جبار اللہ و ذمتہ محمد البنی
 علی انفسہم و ملتہم و ارضہم و اموالہم
 و غائبہم و شاہدہم و عشیرتہم و
 متبعہم و ان لا یغیر و لما کانوا علیہ
 و لا یغیر کل تحت ایدہم من
 قلیل اذ کثیر و لیس علیہم ریبۃ
 و لادم جاہلیتہ۔ و لا یعشرون و لا
 یعشرون و لا یطاع ارضہم ابغیش الخ
 اہل نجران کو خدا اور محمد رسول اللہ کی حفاظت حاصل
 ہوگی جان اور مذہب اور زمین اور مال کے متعلق
 ان تمام لوگوں جو حاضر یا غائب ہیں۔ صاحب قبیلہ
 ہیں یا پیر و کار ہیں انکی حالت اور حقوق میں کوئی تبدیلی
 نہ کی جائے گی اور جو کچھ تھوڑا یا بہت ان کے قبضہ میں
 ہے اسے تبدیل نہ کیا جائے گا۔ گزشتہ زمانہ کی خبیات
 یا قتل کے جگر ٹڑے ان پر نہ چلائے جائیں گے۔ وہ بیگاریں نہ پکڑے
 جائیں گے۔ ان سے سدا پدید آواز ہیں نہ لیجاوگی ان کے علاقہ سے فوج
 نہ گزے گی۔

سند معادہ لیکریہ لوگ نجران چلے گئے۔ اسقف یعنی بشپ اور دیگر رؤسا نے ایک
 منبر ل آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ اس اسقف کو دی گئی وہ چلتے چلتے ہی اس کو
 پڑھنے لگا۔ اس کے قریب اس کا چچا زاد بھائی بشر بن معاویہ اونٹ پر سوار جا رہا
 تھا وہ بھی اس تحریر کو پڑھنے لگا اور پڑھنے میں اس قدر محو ہوا کہ کچھ اپنی خبر نہ رہی اور اونٹ
 سے گر پڑا۔ اس نے گرتے ہی کہا کہ خرابی ہو اس شخص پر جس کی وجہ سے مجھے اس قدر صدمہ
 پہونچا۔

یہ اشارہ رسول سلیم کی طرف تھا اسقف بولا۔ ہوش میں آؤ کہتا کیا ہے بخدا وہ
 تو نبی مرسل ہے بشر بولا۔ اگر یہ بات ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے اس اونٹ

بادشاہ اس کی عزت کرتے تھے اور عام لوگ اکثر کرامات اس کی طرف منسوب کرتے تھے بنی صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے کو طیار ہوا۔ اس کے ساتھ ابراہیم اسی علاقہ کا حج اور عبدالمسیح اس علاقہ کا گورنر اور چوبیس مشہور سردار کل ساٹھ آدمیوں کا قافلہ لشب کے ہمراہ روانہ ہوئے اور عصر کے وقت مسجد نبوی میں پہنچے چونکہ یہ وقت عیسائیوں کی نماز کا تھا اس لئے حضور صلعم نے ان سب کو مسجد میں نماز ادا کرنے کی اجازت فرمائی انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی۔ بہت سے یہودی اس عیسوی گروہ کو دیکھنے آتے تھے اور کہی کہی مذہبی بحث بھی ہو جاتی تھی۔

ایک دفعہ رسول صلعم کے رو بردیہ دیوں نے بیان کیا کہ حضرت ابراہیم یہودی تھے عیسائی سن کر بولے وہ عیسائی تھے اس گفتگو پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ ترجمہ۔ ان سے کہہ دو کہ اے کتاب والو ابراہیم کے بارہ میں کیوں جھگڑتے ہو۔ تورات اور انجیل تو اس کے بعد اتری ہیں جن باتوں میں تمہارے پاس کچھ علم تھا اس میں تو جھگڑتے ہی تھے مگر جس بارہ میں علم نہیں اس میں کیوں جھگڑا کرتے ہو۔ ابراہیم نہ عیسائی تھا نہ یہودی وہ تو یکا مواحد تھا اور مسلمان تھا اور وہ مشرک بھی نہ تھا۔ سب خلقت میں ابراہیم سے قریب تر وہ ہیں جو اس کا اتباع کریں اور محمد نبی اور ان پر ایمان رکھنے والے لوگ۔ ہاں خدا مومنین کا دوست ہے۔ (سورہ آل عمران رکوع ۷)

ایک مرتبہ یہودیوں نے مسلمان اور عیسائیوں پر اعتراض کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ محمد صاحب کیا آپ کا یہ منشا ہے کہ ہم آپ کی بھی عبادت کرنے لگیں جس طرح عیسائی حضرت مسیح کی عبادت کرتے ہیں۔ یہ سن کر نجران کا ایک عیسائی بولا کہ یہ بات حضور ضرور فرمادیں کیا آپ کا یہی منشا ہے اور آپ اسی عقیدہ کی دعوت

او کثیر۔ جوار اللہ و رسول لا یغیر
 اسقف من سقفیتہ ولا راسہب
 من رہبانیتہ ولا کاہن من کہنانیتہ
 ولا یغیر حق من حقوقہم ولا سلطانہم
 ولا مملکانوا علیہ علی ذالک جوار اللہ
 و رسول ابداً انصحو او امحوا علیہم غیر
 متقلبین بظالم ولا ظالمین کتب
 المغیرۃ بن شعبہ

گر جا کے چوٹے بڑے عمدہ داروں میں سے کسی
 کو نہ بدلا جائے گا کسی کے حق یا اختیارات میں
 مداخلت نہ کی جائے گی۔ ان کی موجودہ حالت
 میں تغیر نہ ہوگا۔ بشرطیکہ رعایا کے خیر خواہ
 و خیر اندیش رہیں۔ نہ ظالم کا ساتھ دیں اور
 نہ خود ظلم کریں۔ فقط
 مہر محمد

جب یہ لوگ رخصت ہونے لگے تو رسول صلعم سے درخواست کی کہ ایک امین ہمارے
 ہمراہ بھیج دیجئے۔ جس کو جزیرہ دیدیا کریں۔ نبی صلعم نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح

۱۱ فتوح البلدان بلاذری ۱۲۰

۱۲ لفظ جزیرہ ایران فی لفظ گزیہ سے نکلا ہے یہ رسم ایران میں رائج تھی اور پھر عرب میں آئی
 جبکہ عرب کا وہ حصہ جو قبل از اسلام ایران کے ماتحت تھا اور حکومت ایران سلطنت روم کے
 قانون کی پابندی کرتا تھا۔ جن لوگوں میں یہ رسم جاری تھی لطف یہ ہے کہ وہی اب جزیرہ برعکس
 کرتے ہیں اور اسلام کی اس ذمہ داری کو چیتے ہیں کہ جو لوگ جزیرہ ادا کرتے تھے ان کے حقوق یہ ہو جاتے تھے
 (۱) جزیرہ دیے والے کی حفاظت اسی طرح کی جاتی تھی جیسے مسلمانوں کی (۲) ان کے لئے وہی قانون تھا
 جو مسلمانوں کے لئے (۳) جزیرہ ادا کرنے والوں کا خون اور مال مسلمانوں کے خون اور مال کی برابر
 ہو جاتا تھا۔ گویا توڑی رذیکہ مسلمانوں کے حقوق حاصل ہو جاتے تھے۔

زمین سے نکلی۔

حضور صلعم نے فرمایا یہ دنیا ہے جس قدر باقی رہ گئی ہے۔

زرارہ سٹے چوتھا خواب سنایا کہ ایک شعلہ زمین سے نکل کر میرے اور میرے بیٹے کے درمیان آیا اور ایک آواز نکلی کہ جل جاؤ خواہ بینا ہو یا نابینا اور مجھے اپنی غذا اور اپنا مال کھانے کو دیدو۔

رسول صلعم نے فرمایا۔ یہ ایک فساد ہے جو آخر زمانہ میں پیدا ہوگا۔ اُس وقت لوگ اپنے امام کو قتل کریں گے آپس میں پہوٹ پڑ جائے گی اور ایک دوسرے سے دست بگریباں ہو جائیگا مومن کا خون بہا ناخوشگوار سمجھا جائے گا اگر تیرا بیٹا زندہ رہا تو تم اس فساد کو دیکھ لو گے اور اگر تم مر گئے تو تمہارا بیٹا دیکھے گا۔

زرارہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ میں اس فساد کو نہ دیکھوں۔ حضور صلعم نے دعا فرمائی کہ الہی زرارہ اس فتنہ کو نہ دیکھے زرارہ کا تو انتقال ہو گیا اور اُسکے بیٹے نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کو توڑ دی اور مومن کا خون بہنا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

واقعات متفرق ۷

خالد بن ولید اور عمرو بن العاص کا اسلام صلح حایبہ کو کفار قریش اپنی فتح سمجھتے تھے مگر خدا نے اس کو فتح اسلام بتایا۔ لیکن وہ فتح اجسام کی نہیں بلکہ قلوب کی تھی کیونکہ اسلام کو اشاعت کے لئے ہن

یہ دونوں بہادر ایام کفر میں ایک دوسرے کے دوست تھے اسی طرح اسلام میں بھی شریک حال رہے ایک ہی ساتھ مسلمان ہوئے اور دونوں نے برابر کی خدمات انجام دیں خالد نے قیصر کا ملک فتح کیا تو عمرو عاص مصر کے فاتح ہوئے۔

آخر ۶۳۵ء میں آنحضرت صلعم نے اونٹ اور گھوڑوں کے ڈرائے کا قاعدہ سلاسل میں جاری کیا اس وقت رسول صلعم کا ایک اونٹ غصیباء نامی بہت تیز رفتار تھا۔

اسی سال حضرت عائشہ صدیقہؓ کی والدہ ام رومان زینب نے انتقال کیا۔
ابو ہریرہ بھی اسی سال مسلمان ہوئے۔

غزوہ خیبر

محرم ۶۲۸ء مطابق مئی ۶۲۸ء

خیبر - مدینہ منورہ سے آٹھ منزل پر واقع ہے جس کا فاصلہ دو سو میل ہے۔ وہ نخلستان جس کے کنارہ یہ آباد ہے نہایت زرخیز اور شاداب ہے۔ یہاں یہودیوں نے نہایت مضبوط متعدد قلعے بنائے تھے جن میں بعض کے آثار اس وقت تک موجود ہیں اور اسی وجہ سے تمام عرب میں یہودیوں کا یہ سب سے بڑا مرکز تھا۔
جب رسول بنی نضیر مدینہ سے جلا وطن کئے گئے تو یہیں آکر آباد ہوئے اور یہاں پہونچ کر تمام عرب کو اسلام کے خلاف براہِ نیغہ کر دیا۔ جنگ احزاب اسی وجہ

[illegible]

آدمی لیکر مدینہ کو روانہ ہوا اور احتیاطاً یہ مختصر قافلہ اس طرح چلا کہ دو شخص ملکر چلتے تھے جس میں ایک یہودی اور ایک مسلمان ہوتا تھا۔ مقام قرقر تک یہ قافلہ بخیریت پہنچ گیا یہاں اسیر کے دل میں بے ایمانی پیدا ہوئی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر عبد اللہ کی تلوار چینی چاہی انہوں نے کہا کہ اے دشمن خدا اور رسول تو بد عہدی کرنا چاہتا ہے اور یہ کہہ کر اپنا گھوڑا اس کے قریب کیا اور ایسی تلوار ماری کہ اس کی ران کٹ گئی وہ گھوڑے سے گر اکر گر گئے کہتے اس نے عبد اللہ کو بھی زخمی کر دیا۔ اب باقی مسلمان جوش میں آکر یہودیوں پر ٹوٹ پڑے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے ایک کے جو مقابلہ سے ہماگ گیا سب وہیں کہیت رہے۔

اہل خیبر تو پہلے ہی سے دشمن اسلام تھے اس واقعہ سے اور خطرناک بن گئے اگرچہ اسیر مارا گیا مگر جو لوگ کہ اس کی امداد پر تیار ہو گئے تھے ان کی دشمنی اور تیز ہو گئی۔ پھر جنگ احزاب میں جو ان کو نقصان ہوا اس کا بدلہ لینا بھی ضرور تھا اس بنیاد پر تمام یہودی مخالفین پر تل گئے۔

جن لوگوں کی کوشش سے کہ جنگ خندق ہوئی تھی ان میں زیادہ معزز اور با اثر ابن ابی حقیق کا خاندان تھا جس کا تعلق قبیلہ بنی نضیر سے تھا یہ وہی خاندان تھا جو مدینہ سے جلا وطن ہو کر یہاں آ بسا تھا اور اپنی سکونت خیبر کے مشہور قلعہ قموص میں اختیار کی تھی۔ سلام بن ابی الحقیق اس خاندان کا سردار تھا اس کے قتل کے بعد اس کا بیٹا کنانہ بن ربیع اس ریاست کا جانشین ہوا

خیبر کے یہودیوں نے ایک طرف تو غطفان کو اپنی طرف ملا لیا تھا۔ اور

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

مسلمانوں نے جب تعاقب کیا تو وہ ایک محفوظ درہ میں چُپ گئے اس جگہ غطفان کا سپہ سالار عینہ بن حصن موجود تھا سب کو اپنے سائیہ عاطفت میں چُپایا۔

سب سے پہلے سلمہ بن اکوع صحابی کو خبر لگی یہ فوراً دوڑے اور ایسے وقت پہنچے جب یہ لوگ اونٹوں کو پانی پلا رہے تھے چونکہ تجربہ کار نشانہ باز تھے اس قدر تیر بر سائے کہ وہ اونٹ چوڑ کر بھاگے اور حضور صلعم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اگر مجھ کو سو آدمی دئے جائیں تو ان سب آدمیوں کو بھی گرفتار کر لاؤں مگر آپ نے فرمایا کہ جب قابو پا لو تو معاف کر دو۔ اس واقعہ کے تین دن بعد خیبر کی جنگ چھڑ گئی جنگ غیر کو اور غزوات کی نسبت ایک خاص امتیاز حاصل ہے۔ کیونکہ اس وقت تک جو لڑائیاں ہوئیں وہ محض مدافعت تھیں یہ پہلی جنگ ہے جس میں پیشقدمی کی گئی اور غیر مسلم کو رعایا بنا کر طرز حکومت کی بنیاد ڈالی گئی۔ اسلام کا اصلی مقصد اشاعت اسلام ہے اب اگر کوئی غیر مسلم قوم اس بارہ میں سہ راہ نہ ہو تو اسلام کو اس سے کچھ واسطہ نہیں نہ اس سے جنگ اور نہ اسے رعایا بنانے کی ضرورت ایسی حالت میں صرف معاہدہ صلح کافی ہے۔ مگر جب کوئی قوم خود اسلام کی بیخ کنی پر کمر بستہ ہو جائے تو پھر اسلام کو اس کی مدافعت کے لئے تلوار اٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ یہی حالت اور مجبوری اس وقت درپیش ہوئی اور خیبر اس قاعدہ کے موافق اسلام کا مفتوحہ ملک ہوا۔ اس وقت تک لوگ جنگ کا کرنا ذریعہ معاش سمجھتے

۵ اکثر ارباب سپہ کا اتفاق ہے کہ یہ واقعہ ایک سال قبل کا ہے مگر طبری اور امام بخاری کا صاف بیان ہے کہ جنگ خیبر سے ۳ دن پیشتر یہ واقعہ ہوا۔ حافظ ابن حجر کی یہ روایت ہے کہ عینہ بن حصن نے ذوقِ درد و فوجِ حاکم کیا تھا۔ عام مورخین نے پہلے حملہ کا ذکر کیا ہے اور اسکو چھوڑ دیا ہے۔

جب آنحضرت صلعم کا ارادہ خیبر جانے کا مشہور ہوا تو مدینہ کے یہودیوں اور دیگر مخالفوں کو سخت صدمہ ہوا اور یہودیوں نے اپنے قرضدار مسلمانوں پر شدید تقاضے شروع کر دیئے کیونکہ ان کو یہ رنج تھا کہ جو حال ہمارا ابتر ہوا ہے وہی اب رہے سے ہمارے عزیز اہل خیبر کا ہو گا۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی حذر پر پانچ درہم ابو شحم یہودی کے آتے تھے اس نے سخت تقاضا کیا عبداللہ نے بعد واپسی خیبر ادا کئے قرضہ کا وعدہ کیا مگر اس نے نہ مانا اور بنی صلعم سے شکایت کی آنحضرت نے ادا کئے قرضہ کے لئے زور ڈالا اور کچھ الفاظ آہستہ آہستہ زبان مبارک سے فرمائے عبداللہ نے تین درہم پر اپنے کپڑے فروخت کئے اور باقی دو درہم پاس سے ملا کر قرضہ سے سبکدوش ہوئے۔ اب اتفاق یہ ہوا کہ حیب خیبر فتح ہوا تو عبداللہ کو علاوہ مال غنیمت کے ایک حسین عورت ہاتھ لگی جو اسی ابو شحم یہودی کے قریبی عزیز تھی جس کو یہودی نے منہ مانگے دام دے کر عبداللہ سے خریدا۔

جب تمام سامان فوج کا تیار ہو گیا تو تین اسلامی پیر سے یا علم تیار کئے گئے اس سے قبل چوٹی چوٹی جھنڈیاں ہوا کرتی تھیں یہ پہلا موقع ہے کہ آپ نے خاص طور پر علم تیار کرائے جن میں دو حباب مندر اور سعد بن عبادہ کو عنایت ہوئے۔ اور ایک خاص علم نبوی جس کا پیر یہ حضرت عائشہؓ کی چادر سے تیار کیا گیا تھا حضرت علی شیر خدا کو مرحمت ہوا۔ سباع بن عرفط غفاری مدینہ کے افسر مقرر کئے گئے۔

مقدمہ لشکر کے سردار عکاسہ بن محسن اشجی اور مہینہ پر حضرت

۱۔ یہ فقہائے صحابہ سے تھے قریب قریب کل لڑائیوں میں شریک ہوئے ان کو نبی صلعم دیکھ کر

چنانچہ اسباب بار برداری خیمہ وغیرہ اور مستورات یہاں چھوڑ دی گئیں۔ اور ایک مختصر مسجد بھی بنائی گئی اور جنگ کے دوش بدوش تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی جاری کر دیا گیا اور حضرت عثمان ابن عفان اس کیمپ کے افسر اعلیٰ بنائے گئے۔

اس جگہ اسلامی کیمپ قائم کرنے کا یہ فائدہ ہوا کہ جب چار ہزار غطفان اہل خیمہ کی امداد کو ہتیار بدن پر سجا کر نکلے تو اس کیمپ کو سدرہ راہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ خود اپنا گھر خطرہ میں ہے بس چپ چاپ اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

حملہ آور فوج کی کمان محمود بن مسلمہ کو دی گئی۔ جب لشکر اسلام خیبر کے قریب مقام صہبیا میں پہنچا تو وقت عصر کا تھا۔ رسول صلعم نے یہاں قیام کیا اور نماز عصر ادا کر کے تمام لشکر کو کھانا کھانے کا ارشاد فرمایا۔ رسد میں کھانے کے لئے صرف ستوبود تھے وہی آپ نے پانی میں گھول کر کھائے۔

فوج جب آگے بڑھی تو سواد شہر کی عمارتیں نظر آئیں۔ تو آپ نے لشکر کو ٹھہرایا اور حسب معمول یہ دعا مانگی۔

ترجمہ۔ اے خدا۔ ہم تجھ سے اس قصبہ اور اس قصبہ کے رہنے والوں اور قصبہ کی چیزوں کی بہلائی چاہتے ہیں اور ان سب کی برائیوں سے پناہ مانگتے ہیں۔ چونکہ رسول صلعم کی عادت تھی کہ شب کو کسی مقام پر حملہ نہیں کرتے تھے اس لئے رات کو یہیں پڑاؤ ڈالا گیا۔

جب صبح ہوئی تو خیبر کے قلعے جو آبادی کے دائیں بائیں واقع تھے نظر کے سامنے تھے

۱۲ معجم البلدان - ۱۲ ص ۱۲۵ صحیح بخاری - ۱۲

۱۳ صحیح بخاری - ۱۲

کو بڑھنے کا حکم دیا آپ نے نہایت دلیری سے حملہ کیا مگر قلعہ فتح نہ ہوا پانچ روز تک براجملہ کرتے رہے مگر کامیابی نہ ہوئی چٹے روز پہر فتح کی کوشش کی اور جب گرمی کی شدت سے پریشان ہو گئے تو سستانے کے لئے پائین قلعہ دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے۔ کتنا نہ بن الحقیق یہودی نے غافل پاکر دیوار قلعہ سے ایک چکی کا پاٹ ان کے سر پر پینک دیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔

فوج کی کمان ان کے بھائی محمد بن مسلمہ نے فوراً لے لی اور شام تک نہایت شجاعت اور دلادوری سے لڑتے رہے۔ محمد بن مسلمہ کی رائے ہوئی کہ یہودیوں کے نخلت ان کاٹ دئے جائیں۔ کیونکہ یہ لوگ ایک ایک درخت کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اس تدبیر سے اہل قلعہ پر اثر پڑے گا اور کھلے میدان میں اگر مقابلہ کریں گے چنانچہ اس تدبیر پر عمل کیا گیا مگر حضرت ابو بکر نے رسول صلعم سے عرض کیا کہ یہ علاقہ یقیناً مسلمانوں کے قبضہ میں آنے والا ہے پر ہم اسے اپنے ہاتھوں کیوں برباد کریں رسول صلعم نے پسند کیا اور حکم اتنا ہی بھیج دیا۔

شام کو محمد بن مسلمہ نے اپنے بھائی کی مظلومانہ شہادت کا خود ذکر نبی صلعم سے کیا آپ نے دعا فرمائی اور ان کو تسلی دی۔

اس رات لشکر کی پاسبانی حضرت عمرؓ کے سپرد ہوئی انہوں نے گرداوری کرتے ہوئے ایک یہودی کو گرفتار کیا رسول صلعم اس وقت نماز تہجد میں مشغول تھے جب فارع ہوئے تو یہودی پیش کیا گیا۔ یہودی نے کہا کہ اگر میرے اہل و عیال کی جان بخشی کی جائے تو میں کل حالات صحیح صحیح بتا سکتا ہوں آپ نے وعدہ کیا۔ یہودی بولا کہ قلعہ نطاطہ کے یہودی آج کی رات اپنے بال بچوں کو قلعہ شن میں بھیج رہے ہیں اور نقد و بخش قلعہ

بلند نظری کی بنا پر کبھی حکومت اور سرداری کی تمنا نہیں کی مگر اس موقع کی تمنا میں وہ اپنی خود داری قائم نہ رکھ سکے اور اس سعادت کے حاصل کرنے کا شوق دامنگیر ہوا۔ صبح بے تمام رات بے چینی سے کاٹی کہ دیکھئے یہ فخر کا تاج صبح کس کے سر پر رکھا جاتا ہے حضرت ابن وقاص بھی اسی خیال میں تھے کہ کیا عجب ہے جو یہ سعادت مجھے حاصل ہو۔ صبح کو سب کی نگاہیں رسول صلعم کے ہونٹ ہلنے کے منتظر تھیں کہ دفعتاً یہ آواز کانوں میں گونجی کہ علیؑ کہاں ہیں۔ یہ ایسی آواز تھی کہ جبکا خیال بھی لوگوں کو نہ تھا کیونکہ حضرت علیؑ کی آنکھوں میں آشوب تھا اور وہ جنگ سے معذور تھے۔ حضرت علیؑ فوراً تشریف لائے رسول صلعم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگایا اور دعا فرمائی اب جو آنکھوں کو دیکھا تو صاف تھیں۔ نہ آشوب کی سرخی باقی تھی نہ درد ان کو علم غنایت ہوا اور فرمایا کہ راہِ خدا میں جہاد کرو حضرت علیؑ نے کہا کیا لڑکر یہود کو مسلمان بنالوں۔ ارشاد ہوا کہ ان پر نہایت نرمی سے اسلام پیش کرو اگر تمہاری کوشش سے ایک نہی مسلمان ہو گیا تو یہ مالِ غنیمت سے بہتر ہو گا۔ مگر یہود تو پہلے ہی انکار کر چکے تھے پہر تلخی سے جواب دیا۔

اب جنگ کا وقت آگیا قلعہ سے مڑتے نہایت شان و شوکت سے اکرٹا ہوا اسلامی فوج کے مقابل آیا یہ پہلوان نہایت قد آور اور تومند تھا اور اپنے آپ کو ہزار آدمی کے برابر سمجھتا تھا سر پر لمبی زرد رنگ کا مفسر اور اس پر سنگی خود دو تلوار لٹکائے کسی من کا نیزہ اٹھائے تمام بدن آلات حرب سے مروع اور آتے ہی یہ رجز پڑھا۔

۱۲ منہج بخاری - ۱۲

۱۳ قدیم زمانہ میں گول پہر کو بچ سے خالی کر کے خود بنایا کرتے تھے۔ ۱۳

ہو گیا۔ جب تک جنگ جاری رہی شیر خدا کو اڑا کر بدستور بائیں ہاتھ میں اٹھائے رہے اور دائیں ہاتھ سے تلوار چلاتے رہے۔ کامل فتح ہونے پر وہ کو اڑا آپ نے ہینیک دیا کو اڑا اس قدر بھاری تھا کہ اس واقعہ کے بعد ابو رافع نے سات آدمیوں کے ساتھ ملکر اٹھایا تو جگہ سے بھی نہ ہلا یہ قلعہ بیس دن کے بعد فتح ہوا اس فتح نے یہودیوں کے دل توڑ دیے اور جو صلے بہت کر دیے۔

حضرت صفیہؓ جبکہ سلسلہ نسب حضرت ہارون سے ملتا ہے اسی قلعہ میں تھیں جو بعد میں ام المؤمنین کے درجہ پر فائز ہوئیں جس کا ذکر آگے مفصل آئیگا۔

قلعہ زبیر: یہ قلعہ ایک پہاڑی پر واقع تھا اور اپنے بانی زبیر کے نامی سے موسوم تھا سپر حملہ کیا گیا۔ دور در کے بعد ایک یہودی لشکر اسلام میں آیا اور کہا کہ اگر میرے ساتھ رہنا کی جائے تو میں اس کے فتح کا ایک راز بتا دوں ورنہ اس طرح اگر آپ مہینوں کو شش کرتے رہیں گے تو جب بھی فتح نہ ہوگا۔ اس سے وعدہ کیا گیا تو اس نے کہا کہ قلعہ کے اندر پانی ایک زیر زمین خفیہ نالہ کے ذریعہ جاتا ہے اگر پانی روک دیا جائے تو فتح ممکن ہے مسلمانوں نے پانی پر قبضہ کر لیا۔ اہل قلعہ پانی سے مجبور ہو کر قلعہ کے باہر نکل آئے اور کھلے میدان لڑائی شروع ہوئی مگر یہودی لڑائی کی تاب نہ لائے اور قلعہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

قلعہ ابی۔ اب قلعہ ابی پر حملہ شروع ہوا۔ اہل قلعہ نے سخت مدافعت کی۔ اس قلعہ کا ایک بہادر سپہان جس کا نام غروان تھا قلعہ کے باہر آیا۔ حضرت حبابؓ اس کے مقابلہ کو بڑھے اور ایک ہی وار میں اس کا بازو کاٹ ڈالا وہ قلعہ کو بہاگا

۱۵ اکثر مورخین اس روایت کو ضعیف سمجھتے ہیں۔

[illegible][illegible]

اترنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے ہاتھ دے کر کہے کہ میں نے تم کو
 یہ سب کچھ دیا ہے کہ تم کو دے دوں گا کہ تم کو دے دوں گا کہ تم کو
 دے دوں گا کہ تم کو دے دوں گا کہ تم کو دے دوں گا کہ تم کو
 دے دوں گا کہ تم کو دے دوں گا کہ تم کو دے دوں گا کہ تم کو
 دے دوں گا کہ تم کو دے دوں گا کہ تم کو دے دوں گا کہ تم کو

[illegible]

لکمان ہاتھ آئیں علاوہ اس کے بہت کچھ مال و متاع نقد و جنس بھی ہاتھ لگا کئے گئے تھے
یہی وہ مخفی مقامات جہاں بہت کچھ مال و متاع مدفون تھا چند بہانے کرنے کے بعد بتا دیا
علاوہ اس کے یہود کی مذہبی کتابیں بھی قبضہ میں آئیں مگر رسول صلعم نے کتابیں یہود
کو واپس کر دیں۔

غرض کہ مسلمانوں کا تمام قلعہ جات خیبر پر پورا قبضہ ہو گیا۔ ان تمام معرکوں میں پچاس
آدمی مسلمانوں کے خفیف زخمی ہوئے جو کچھ دن بعد تندرست ہو گئے اور کل اٹھارہ
مسلمان شہید ہوئے کفار کے ترانے آدمی مارے گئے۔ جن میں یہ پانچ بڑے سردار
بھی تھے جو اس جنگ کا باعث ہوئے تھے۔ (۱) حارث (۲) مرحب (۳) یاسر
(۴) عامر (۵) اسیر۔

فتح کے بعد خیبر پر قبضہ کر لیا گیا اور نبی صلعم نے اہل خیبر سے وہی سلوک کیا جو
اپنے واسطے وہ خود کر چکے تھے۔ یعنی حب یہود نے درخواست کی کہ زمین ہمارے قبضہ
میں چھوڑ دی جائے ہم پیداوار کا نصف حصہ دیا کریں گے تو آپ نے منظور فرمایا اور
یہ مزید احسان کیا کہ اون کی اراضی پر ان کا قبضہ مزارعت تسلیم کر لیا۔ بیٹائی کا وقت
جب آتا تھا تو عبداللہ بن رواحہ کو نبی صلعم بھیجتے تھے وہ کل غلہ کو دو حصوں میں
تقسیم کر کے یہود سے کہتے تھے کہ اس میں سے جو حصہ چاہو لے لو۔ یہ انصاف دیکھ کر
یہودی حیران ہوتے تھے اور کہتے تھے کہ آسمان و زمین ایسے ہی انصاف کی وجہ
سے قائم ہیں۔

کتب سیر میں عام روایت ہے کہ مال غنیمت میں سے خمس کے علاوہ ایک

لوگوں نے اس پر اعتراض کیا اور ایک صحابی نے رسول صلعم سے اگر عرض کیا۔
 ترجمہ صحیح مسلم کہ اے پیغمبر خدا آپ نے صفیہ کو وحیہ کے حوالہ کیا وہ قرینہ و نصیر
 کی رتبہ ہے اور آپ کے سوا کوئی اس کے لائق نہیں ۱۲
 اس کے بعد آپ نے حضرت صفیہ کو آزاد کر دیا اور خود نکاح کر لیا۔
 ترجمہ ابو داؤد۔ کیونکہ وہ عالی رتبہ اور رئیس یہود کی لڑکی تھیں اس لئے ان کا اور
 کے پاس جانا انکی توہین تھی

یہ واقعہ بالکل ظاہر ہے کہ حضرت صفیہ ایک عالی خاندان سے تھیں۔ اور رئیس
 یہود کی صاحبزادی تھیں ان کا شوہر قبیلہ نصیر کا سردار تھا اور والد بھی بڑے پایہ کے
 آدمی تھے۔ جب یہ دونوں قتل ہو چکے تو ان کے پاس رفع غم اور حفظ مراتب کا کوئی
 ذریعہ باقی نہ تھا سو اسے اس کے کہ وہ کسی ابو العزم شخص کی حفاظت میں رہ کر زندگی
 بسر کریں اور سو اسے اس کے کہ رسول صلعم ان کو اپنے عقد میں لیں اور کوئی تدبیر نہ
 تھی یہ کنیز بن کر بھی رہ سکتی تھیں مگر نبی صلعم نے انکی خاندانی عزت کے لحاظ سے ان
 کو آزاد کیا اور پھر نکاح کیا یہ امر خلق اور رحمدلی کے علاوہ مذہبی اور سیاسی حیثیت
 سے بھی نہایت موزوں تھا۔

چنانچہ رسول صلعم کی اس طرز عمل سے دشمنوں کے دل بھی اسلام کی طرف مائل
 ہو گئے اور وہ سمجھ گئے کہ اسلام اپنے دشمنوں کے ورثہ کے ساتھ بھی نہایت موزوں
 برتاؤ کرتے ہیں چنانچہ حضرت جوہیہ کا واقعہ اس امر کا کافی ثبوت ہے۔
 دوسری غلطی جو اکثر ارباب سیرت کی ہے وہ کہنا نہ بن المریم کی بابت ہے

۱۳ شرح ابو داؤد و بروایت مازری۔ فتح الباری۔ بروایت حافظ بن حجر۔ ۱۲

ملک حبشہ سے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ جعفر طیار کے ہمراہ وہ پہلے مہاجرین بھی تھے جو سنہ نبوت میں کفار قریش کے ظلم سے تنگ آکر حبشہ چلے گئے تھے اور شاہ حبش کے بھیجے ہوئے سفارت کے امر اور شرف بیعت حاصل کرنے کے لئے آئے تھے ان کے ہمراہ تھے مدینہ سے جعفر طیار کے ہمراہ وہ قافلہ بھی ہو گیا تھا جو مین سے مشرف باسلام ہو کر چلا تھا ابو ہریرہ اسی قافلہ میں تھے

نبی صلعم حضرت جعفر کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اس لئے نہیں کہ وہ آپ کے چچا زاد بھائی تھے بلکہ اس لئے کہ ملک حبش میں اشاعت اسلام کی خدمات نہایت محنت اور کوشش سے انجام دی تھیں۔

دور دراز ممالک سے ان لوگوں کا آنا خیبر والوں کو نہایت شاق گذرا اور ان کے دل میں یہ سہیت بیٹھ گئی کہ جب اسلام نے اپنا سکھان ممالک تک جایا ہے تو ہم کس گنتی میں ہیں اور اب ان کو اپنے وہ مضبوط قلعے جس پر ان کو ناز تھا مٹی کا ڈھیر نظر آنے لگے اس موقع پر جب کہ جنگ ختم ہو گئی اور معاہدہ مستحکم ہو گیا اور امن قائم ہو گیا اور ان اصحاب کے آنے سے تمام اسلامی چہرے بشارت نظر آنے لگے تو سماء زینب بنت حارث یہودی نے جو سلام بن شکم سردار بنو نضیر کی بیوی اور مرتبہ کی بہادج تھی آنحضرت صلعم کی معہ چند صحابہ کے دعوت کی آپ نے ازراہ کرم منظور فرمائی زینب نے بٹہنا ہو اگوشت زہر ملا کر دعوت میں پیش کیا دسترخوان پر بشیر بن براء بھی

ابو ہریرہ کا قدیم نام عبدالشمس اور اسلامی نام عبدالرحمن تھا۔ ایک دفعہ ان کی آستین میں بتی دیکھ کر رسول صلعم نے ابو ہریرہ کا لقب دیا ۵۹ھ میں بصرہ سال مدینہ میں وفات پائی۔ یہ بڑے محدث گذرے ہیں۔ ۱۲

[illegible]

دی حجاج نے کہا کہ مسلمانوں کا بہت سامان یہودیوں کے پاس غنیمت میں آیا ہے اور اس کے خریدنے کو ہر اطراف کے سوداگر جمع ہیں تم کو مشش کر کے میرا روپیہ بھی جمع کر دو تو کچھ مال خرید لاؤں مال قابل خرید ہے پہرا یا سستا ہاتھ نہ لگے گا۔ قریش نے منظور کیا اور بہت جلد کو مشش کر کے سب مال اوس کا اوس کے حوالہ کیا اور اس طرح اپنی بیوی سے بھی تمام مال لے لیا۔

حضرت عباسؓ دیکر مسلمان جو وہاں مقیم تھے یہ خبر سن کر متروک ہوئے حضرت عباسؓ نے ایک غلام حجاج کے پاس روانہ کیا کہ اصل واقعہ سے اطلاع دے اس نے خود آکر خوش خبری سنائے کا وعدہ کیا بعد مال حاصل کر نیکی اصل واقعہ بیان کیا جب حجاج واپس مدینہ ہوا تو حضرت عباسؓ نے حجاج کی تمام کارگزاری بیان کی قریش یہ خبر سکر سخت نادام ہوئے۔

خیبر کی فتح سے یہودی کی قوت بالکل ٹوٹ گئی اور منافقین کا ایک سید ہل باز و ٹوٹ گیا اور اسلام کی مانگی اور سیاسی حالت کا نیا دور شروع ہو گیا۔

فہرست شہداء و خیر

(۱) محمود بن سلمہ - انصار می حارثی - جنگ احد و خندق میں شریک تھے۔ یہودی نے چکی کا پاٹ قلعہ سے گرا کر شہید کیا۔

(۲) عامر بن ابوع - مشہور صحابی اور پہلوان تھے۔ سلمہ بن عمرو کے چچا تھے۔

(۳) سلیم بن ثابت - احد - خندق اور صلح حدیبیہ میں موجود تھے مگر جب یہودی کے مقابل زخمی ہو کر شہید ہوئے ان کے والد اور دو بہائی جنگ احد میں شہید

تجلی بخشند، اوست که ای کرم انبیا و مریدان بنده - ستم انان که ستم انبیا و مریدان بنده (السلامه)
- برتری دارند، ای کرم انبیا و مریدان بنده (السلامه)

۱۔ جہیز نہ

(۱۰) مرد و زن ہوں۔ انصاری ہے۔
 (۱۱) خاں ہے۔ یہ میرا ہے۔
 (۱۲) میری بہن ہے۔

(۱۷) - حضرت سید الشہداء علیؑ کے بارے میں ہے۔

१७-

(۷) است و در این کتاب نیز به بیان این موضوع پرداخته شده است و در این کتاب نیز به بیان این موضوع پرداخته شده است
 (۸) و در این کتاب نیز به بیان این موضوع پرداخته شده است و در این کتاب نیز به بیان این موضوع پرداخته شده است
 (۹) و در این کتاب نیز به بیان این موضوع پرداخته شده است و در این کتاب نیز به بیان این موضوع پرداخته شده است
 (۱۰) و در این کتاب نیز به بیان این موضوع پرداخته شده است و در این کتاب نیز به بیان این موضوع پرداخته شده است

جنگ آه و خند و میثاق است. -
- ۲ -

وتمت في شهر ربيع الأول سنة ١٢٨٥

[illegible]

۱۰۸

(۱۵) عبداللہ بن حبیب بن اُصیب - اسعدی لیشی۔

(۱۶) اوس بن فاکھ - انصاری - اوسی۔

(۱۷) ابوصقیان بن حارث - انصاری تھے۔

(۱۸) اوس بن عائد۔

(۱۹) ثابت بن واشلہؓ۔

وادی القریٰ اور فدک

صفر ۶۲۸ھ ہجری مطابق جون ۶۴۸ء

جب رسول صلعم خیر کے قریب پہنچے تھے تو آپؐ نے محیصہ ابن مسعود کو فدک روانہ کر دیا تھا کہ ان کو دعوت اسلام دیں یہ فدک بھی منجھل حصار ہائے خیر کے تھا۔ جب اسلام لانے کا ذکر ان سے کیا گیا تو بولے کہ پہلے محمد اہل خیر سے تونبٹ لیں۔ پھر اپنا دین ہم پر پیش کریں۔ اسی کے قریب یعنی تیما اور خیر کے بیچ میں ایک وادی میں چند محلے آباد ہیں اسی مقام کو وادی القریٰ کہتے ہیں۔ زمانہ قدیم میں یہاں عآد اور ثمود آباد تھے۔ جن کی آبادی اور مکانات کے آثار اس وقت بھی پائے جاتے ہیں۔ اسلام سے قبل یہاں یہودی آباد ہوئے جنہوں نے زراعت اور آبپاشی میں بہت ترقی کی اور اس وقت یہ یہود کا ایک خاص مرکز ہو گیا تھا۔

خیر کی واپسی پر رسول صلعم نے ان مقامات کا رخ کیا آپ کے ہمراہ ۳۸۲ مسلمان تھے اسلام پیش کیا۔ مگر یہود نے کوئی بات نہ سنی اور تیر اندازی شروع کر دی۔

۱۵۔ ان کے علاوہ زینب بن دائد کا نام واقعہ نے اور انیف بن حبیب کا نام طبری نے لکھا ہے۔

சென்னை

الحمد لله

[illegible][illegible]

५५५

توسعه

الحمد لله الذي جعل في كل شيء حكمة
والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

۵۴۸

371-1555

۱۵۰۰

وہی ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کو پالیا اور ان کو مرانا چاہتا ہے۔

[illegible]

سید محمد تقی میرزا کمال الدین علی قلی خان

قنداقه سبزه ای که در آن کوزه های کوچک و بزرگ
و قنداقه های دیگر است که در آن کوزه های

خداوند متعال را که در این عالم است و در این عالم است و در این عالم است

大

نصیب اور اس کا بیٹا مارا گیا باقی ایک سو آدمی دشمن کے مارے گئے۔ انہوں نے معافی مانگی اور آئندہ کے لئے توبہ کی اور رہ کر دئے گئے۔

سریہ تربہ | تربہ کہ سے دو منزل ہے یہاں کے لوگ بنو عطفان سے مل گئے تھے حضرت عمرؓ تیس آدمی لیکر ان کی سرحد پر گئے اور مظاہرہ کیا گیا دشمن منتشر ہو گیا۔ سریہ بنی کلاب | یہ لوگ بنو مخارب اور بنو انمار وغیرہ کے شریک ہو گئے تھے اور مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے حضرت ابو بکرؓ ان کی سرکوبی کو بھیجے گئے دشمن کے کچھ لوگ مارے گئے اور کچھ قید ہو گئے۔

سریہ بشیر بن سعد | قبیلہ فزارہ و خدرہ نے جنگ خیبر میں یہود کو مدد دی تھی ان کی تنبیہ کے لئے بشیر بن سعد تیس آدمیوں کو لیکر روانہ کئے گئے صرف مظاہرہ مقصود تھا مگر ان لوگوں نے مسلمانوں پر تیر چلائے اور قریب قریب سب مسلمان تھوڑے بہت زخمی ہوئے دشمن کے دو آدمی گرفتار ہوئے اور باقی منتشر ہو گئے۔

سریہ ابن ابی العوجار | بنو سلیم کی سرحد پر مظاہرہ تھا۔ یہ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے تھے آخری ۶۲۹ء مطابق اپنی العوجار مع پچاس آدمیوں کے یہاں بھیجے گئے تھے دشمن کی تعداد زیادہ تھی اور محفوظ مقام میں تھے۔ مقابلہ ہوا اور سوائے ابی العوجار کے بوزخمی واپس آئے باقی سب مسلمان شہید ہو گئے۔

ادائے عمرہ

ذیقعدہ ۶۲۹ء مطابق مارچ ۶۲۹ء

صلح حدیبیہ میں معاہدہ ہوا تھا کہ اگلے سال محمد صلعم مکہ میں آکر عمرہ کر سکتے ہیں اور مکہ

جاری ہے۔

مکہ والوں نے اگرچہ مجبوراً مسلمانوں کو اس سال آنے کی اجازت دے دی تھی مگر ان کی آنکھیں اس منظر کو دیکھنا پسند نہیں کرتی تھیں۔ اس لئے قریش نے شہر خالی کر دیا اور گروں کو مقفل کر کے کوہ ابوقیس پر جس کے نیچے مکہ آباد ہے چلے گئے اور وہاں سے مسلمانوں کا سچا جوش اور سادہ اور موثر طریق عبادت کا نظارہ دیکھنے لگے۔ اور جب ان کو معلوم ہوا کہ خالی شہر میں ایک پیسہ کا بھی نقصان کسی کا نہیں ہوا تو اس امانت اور دیانت کا بڑا عجیب اثر ان کے دلوں پر ہوا۔

تین دن کے بعد اہل قریش نے حضرت علی کی معرفت رسول صلعم سے کہا کہ تین دن ہو گئے چنانچہ آپ اسی وقت رخصت ہو گئے۔

چلتے وقت حضرت امیر حمزہ کی چوٹی لڑکی امامہ جو اس وقت تک مکہ میں تھیں مسلمانوں کو دیکھ کر گڑھنے لگیں اور دوڑی ہوئی آنحضرت صلعم کے پاس آئیں اور چچا چچا کہہ کر لپٹ گئیں۔ حضرت علی نے ہاتھوں پر اوٹھایا۔ حضرت جعفر بولے کہ یہ میری چچا زاد بہن ہے مجھے دے دو۔ زید نے کہا امیر حمزہ میرے مذہبی بہائی تھے میں اس کو لوں گا۔ حضرت علی کو دعویٰ تھا کہ یہ میری بہن ہی ہے اور پہلے میں ہی اس کو اٹھایا ہے آنحضرت صلعم نے سب کا درجہ سادہ دیکھ کر اسما کی گود میں دے دیا جو اس بچہ کی خالہ تھیں۔ اور مدینہ میں آکر حضرت جعفر کی ولایت میں رکھا اور فرمایا کہ خالہ ماں کی برابر ہوتی ہے اس لئے اس بچی کی تسکین خوب ہوگی۔

102

تھیں اور یہ ایک جماعت حملہ کے لئے تیار کر رہے تھے۔ ان مسلمانوں نے اسلام کا
 وعظ دیا مگر جواب تیر و تنگ سے پایا یہاں تک یہ کل اسلامی جماعت شہید ہو گئی
 صرف ایک مسلمان بچا جس نے مدینہ آکر اطلاع دی۔ اسی بنا پر جو سربار روانہ کئے
 جاتے تھے ان کے ساتھ بغرض حفاظت کچھ فوج بھی جاتی تھی اور افسران فوج سے
 کہہ دیا جاتا تھا کہ لڑنا قطعاً نہیں صرف دعوت اسلام مقصود ہے۔ چنانچہ اسی سنہ
 میں بعد فتح مکہ جب رسول صلعم نے حضرت خالد کو بنو خزیمہ کی ہدایت کے لئے تیس
 آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا تو مساف الفاظ میں کہہ دیا تھا کہ لڑنا بھڑنا مت صرف
 اشاعت اسلام کرنا جو اصلی مقصد ہے۔ جب خالد وہاں پہنچے تو انہوں نے انکے
 الفاظ کی توہین کی حضرت خالد ایک فوجی بہادر آدمی تھے اُن کو تاب نہ آئی اور تلوار
 سے کام لیا۔ رسول صلعم نے سنا تو آپ کھڑے ہو گئے اور قبلہ رخ ہو کر تین دفعہ فرمایا
 کہ اے اللہ جو کچھ خالد نے کیا ہے اس کا وہ ذمہ دار ہے۔ میں اس سے بری
 ہوں اور حضرت علی کو فوراً روانہ کیا جنہوں نے ہر شخص کا صلہ دیا یہاں تک کہ کتوں
 تک کا خون بہا دیا اور کچھ فرید رقم بھی دی۔

سریہ ذات عرق | اسی ماہ میں شجاع بن وہب اسدی پچیس آدمیوں کی
 جمعیت کے ساتھ ذات عرق روانہ کئے گئے۔ یہاں بنی ہوازن
 آباد تھے اور دشمن اسلام کو کئی مرتبہ مدد دے چکے تھے اب انہوں نے مدینہ سے
 پانچ منزل پہر فراہمی لشکر کا کام شروع کر دیا تھا۔ اسلئے مرعوب کرنے کے لئے صرف

۱۲ علامہ طبری۔

۱۲ تاریخ طبری۔

عبداللہ بن رواحہ فوج کی کان لیں۔ انکے بعد وہ سردار مقرر ہوں جس کو سب مسلمان پسند کریں۔ حضرت زید غلام تھے ان کے مقابلہ میں حضرت جعفر حضرت علی کے حقیقی بیٹائی اور رسول صلعم کے مقرب خاص تھے اور عبداللہ بن رواحہ معزز انصاری اور مشہور شاعر تھے غرض کہ رتبہ میں یہ دونوں صاحب زید سے ایک امتیاز خاص رکھتے تھے اسی بنا پر اکثر لوگوں کو تعجب ہوا کہ ان کے ہوتے ہوئے حضرت زید کو سپہ سالار کرنا کس بنا پر ہے۔ مگر ان کی یہ سمجھ میں نہ آیا کہ اسلام جو مساوات عام پیدا کرنے کے لئے آیا ہے۔ اس کے لئے اسی امتیاز کی ضرورت ہے۔ ایک دفعہ زید کے صاحبزادے اسامہ بھی فوج کے سردار بنائے گئے تھے اس وقت بھی لوگوں میں کچھ چرچا ہوا تھا رسول صلعم نے فرمایا کہ تم لوگوں نے ان کے باپ کی سرداری پر بھی اعتراض کیا تھا حالانکہ وہ افسری کے قابل تھے۔

اگرچہ یہ ہم قصاص کی غرض سے روانہ کی گئی تھی پھر بھی رسول صلعم نے فرمایا تھا کہ اول ان کے سامنے اسلام پیش کیا جائے اگر وہ تسلیم کر لیں تو جنگ کی ضرورت نہیں اور اظہارِ ہمدردی کی غرض سے یہ فرمایا کہ سب سے اول اس مقام پر جانا جہاں حارث بن عمرو اپنا فرض ادا کرتے ہوئے شہید ہوئے ہیں۔ جب فوج نے شام کا رخ کیا تو مخبروں نے شرجیل کو اطلاع دی شرجیل نے فوراً قیصر کو لکھا جو بے شمار فوج لیکر حارث کی امداد کو آگیا اور جو فوج کے علاقوں میں تعینات تھی وہ سب سمٹ کر اسی جگہ پہنچ گئی اور اس طرح قریب ایک لاکھ کے جمعیت ہو گئی حضرت زید نے یہ حالات دیکھ کر رسول صلعم کو لکھنا چاہا تاکہ وہاں سے امدادی فوج

۱۔ صحیح بخاری میں یہ پورا واقعہ درج ہے۔

ہو گیا تھا کہ نتیجہ ہمارے موافق ہو گا مگر ان کو ابھی خالد کی خون آلودہ تلوار دیکھنی باقی تھی جو لوگ لڑائی سے جی بچ کر بھاگنے لگے تھے جدید سردار کا رنگ دیکھنے کے لئے کچھ دیر اور جم گئے۔

خالد اور دیگر ثابت قدم بہادروں نے بہت کچھ ان کو شرمندہ کیا کہ مسلمان کو لڑائی میں مرنا بہتر ہے یہ نسبت اس کے کہ بہاگ کہ عمر بہ شرمندگی اٹھائیں۔ عیسائیوں نے جو خالد کو بڑھتے دیکھا تو وہ ایک دم سمٹ کر کھڑے ہو گئے۔ خالد نہایت بہادری سے لڑے ان کی تلوار جس طرف بڑھتی تھی ادھر کا میدان صاف ہو جاتا تھا خالد جس فوج کی کمان کر رہے تھے وہ تعداد میں بہت کم تھی مگر یہ اسی فوج کو اگٹ پلٹ کر کچھ ایسا آراستہ کر دیتے تھے کہ دشمن کو یقین ہوتا تھا کہ جدید فوج اس میں اور شامل ہو گئی ہے۔ خالد جس طرف بڑھتے تھے دشمن کی فوج پیچھے ہٹ جاتی تھی معتبر روایت ہے کہ اس روز آٹھ تلواریں ان کے ہاتھ سے ٹوٹ کر گر پڑیں لیکن ایک لاکھ سے تین ہزار کا کیا مقابلہ تھا خالد کی یہ بہت بڑی کامیابی تھی کہ حیب انہوں نے اپنی فوج کو دشمن کے نرغہ میں دیکھا تو فوجی قواعد و لیاقت سے تمام فوج کو دشمن کی زد سے صاف نکال لے گئے چونکہ مسلمان تعداد میں بہت زخمی ہو گئے تھے اور خاص خاص درجہ شہادت کو پہنچ گئے تھے اس لئے مدینہ کو لوٹنا ہی مناسب سمجھا گیا۔ جب یہ لوگ مدینہ کے قریب پہنچے تو اہل شہر ان کے استقبال کو نکلے تو لوگ بجائے غمخواری کے ان لوگوں پر جنہوں نے

۱۵ ابن اطرہ جلد ۲۔

۱۶ صحیح بخاری ۱۲۔

ان کا نام کلام مجید میں آیا ہے اور خدا نے تعریف کی ہے۔ یہ حضرت حمزہ کے مواخات تھے۔

(۲) حضرت جعفر طیار بن ابی طالب۔ یہ حضرت صلعم کے چچا زاد بھائی تھے۔ حبش ہجرت کر گئے تھے۔ ان کا مفصل ذکر کتاب میں گذر چکا ہے۔

(۳) عبداللہ بن رواحہ۔ نقیب محمدی تھے غزوات بدر۔ احد۔ خندق۔ حدیبیہ و عمرہ القضا میں شریک تھے بنی صلعم کے خاص شعراء سے تھے۔

(۴) جابر بن ابی صعصعہ بن زید المازنی انصاری ہیں۔

(۵) ابوالکلاب بن ابی صعصعہ۔ یہ جابر کے حقیقی بھائی ہیں۔ ان کا بھائی قیس جنگ بدر میں ایک حصہ فوج کا سردار تھا۔ ان کا ایک بھائی جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

(۶) وہب بن سعد بن ابی سرح۔ جنگ احد۔ خندق اور حدیبیہ میں شریک جنگ تھے۔

(۷) عباد بن قیس بن زید۔ جنگ بدر سے اس وقت تک تمام لڑائیوں میں شامل ہوئے تھے۔

(۸) مسعود بن سوید بن حارثہ۔ بنو عدی کے نثر اشخاص ہجرت کرنے والوں میں سے تھے۔

(۹) مسعود بن لا سوید بن حارثہ۔ بیعت رضواں میں شریک تھے۔ اور مسعود بن سوید کے چچا زاد بھائی تھے۔

[illegible][illegible]

سید احمد علی خان
میرزا علی محمد خان
میرزا علی محمد خان

یہ لکھا ہے کہ -

۱۔ کچھ چیزیں تھیں (۲)

۱۰۰ -

۱- رستگاری و نجات
 ۲- رستگاری و نجات
 ۳- رستگاری و نجات
 ۴- رستگاری و نجات
 ۵- رستگاری و نجات
 ۶- رستگاری و نجات
 ۷- رستگاری و نجات
 ۸- رستگاری و نجات
 ۹- رستگاری و نجات
 ۱۰- رستگاری و نجات

جنگ بزرگ است و این وقت است که باید از این بزرگ جنگ - از این بزرگ جنگ -

سر یہ سیف البحر
رجب ۸۰ مطابق اکتوبر ۱۹۶۹ء

رسول صلعم کو اطلاع ہوئی کہ قبیلہ جہنیہ کے لوگ بغاوت پر آمادہ ہیں ان کی جماعت منتشر کرتے کے لئے حضرت

ابو عبیدہ بن الحرام تین سو مسلمانوں کی جماعت سے روانہ کئے گئے۔ اس جماعت کے پیچھے سے قریش کی توجہ منتشر کرتا ہی لڑائی مقصود نہ تھی۔ اس سفر میں مسلمانوں کو سخت تکلیف ہوئی کیونکہ رسد ختم ہو گئی تو درخت کی پتیاں کھانی پڑیں مگر سمندر کے کنارے ایک ایسے عظیم الجثہ چھلی دستیاب ہو گئی جس نے سب تکلیف رفع کر دی اور مسلمان سکھا کر مدینہ تک لائے۔

مسلمانوں نے کچھ دن وہیں قیام کیا۔ مخالف خوف زدہ ہو کر منتشر ہو گئے۔

ابو قتادہ انصاری مقام خضرہ واقع نجد پندرہ آدمیوں کے ساتھ واسطے تفتیش حالات قبیلہ بنو عطفان روانہ کئے گئے۔ یہ قبیلہ پہلے چند بار حملہ کر چکا تھا اور اس دفعہ مقام خضرہ

سر یہ محارب
۱۰ شعبان ۸۰ مطابق
نومبر ۱۹۶۹ء

پر جمع ہو رہے تھے۔ یہ لوگ خوف زدہ ہو کر اور مویشی چور کر بہاگ گئے۔ یہ واقعہ سر یہ محارب کے نام سے موسوم ہے۔

فتح مکہ

۲۰ رمضان ۸۰ مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۶۳ء رذر جمعہ

رسول صلعم کا سب سے مقدم فرض توحید کا پسلا تا اور حرم کعبہ کو بتوں سے پاک کرنا تھا۔ مگر عرب کی سخت مخالفت اور کفار قریش کے متواتر حملوں نے اکیس برس تک اس فرض منصبی کو ادا نہ ہونے دیا مگر صلح حدیبیہ نے اس کی بنیاد ڈالی اور اس

جب اٹھک اٹھک اپنے خدا کے واسطے کہہ کر جم کی درخواست کرتے تھے تو یہ ظالم کہتے تھے کہ آج خدا کوئی چیز نہیں۔

ان مظلوموں کے چوٹے پڑے کل چالیس آدمی جنہوں نے چپکراپنی جان بچالی تھی عمرو بن سالم کے ساتھ اونٹوں پر سوار ہو کر نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی مظلومی اور پرہیزی کی فریاد بلند کی۔ سالم خراچی نے اپنے حلیفوں کی فریاد سجد میں جا کر رسول صلعم سے پُر درد نظم میں بیان کی جس کا ترجمہ یہ ہے۔

قریش نے عہد شکنی کی پڑ انہوں نے اس مستحکم معاہدہ کو جو آپ سے کیا تھا توڑ دیا پڑ
ہم کو خشک گھاس کی طرح پامال کر دیا پڑ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری امداد کو کوئی نہیں آئیگا پڑ
وہ تو ذلیل اور قلیل ہیں پڑ انہوں نے دیر میں ہم کو سوتے ہوئے جا لیا پڑ
اور ہم کو روع اور سجد کی حالت میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پڑ

رسول صلعم نے یہ واقعات سنے تو آپ کو نہایت رنج ہوا مگر پہر ہی ضبط کیا اور قریش کے پاس ایک قاصد بھیجا اور یہ تین شرطیں پیش کیں۔
(۱) مقتولوں کا خونہا ادا کیا جائے۔

(۲) قریش بنو بکر کی حمایت سے علیحدہ ہو جائیں۔

(۳) آج کی تاریخ سے صلحنامہ حدیبیہ ٹوٹ گیا

قاصد مکہ پہنچا اور پیغام دیا۔ قرطہ بن عمر نے اہل قریش کی طرف سے جواب دیا کہ صرف تیسری شرط منظور ہے۔ مگر جب قاصد رخصت ہو گیا تو قریش مکہ کو سخت ندامت ہوئی کہ جواب باثواب نہیں دیا گیا۔ کیونکہ شیخوں کا راز مسلمانوں پر ضرور کھل جائیگا۔ اور

۱۰۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۱۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۲۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۳۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۴۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۵۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۶۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۷۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۸۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۱۹۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل
 ۲۰۔ کہ اگر کسی نے اپنے دل سے کسی کو برا بھلا کہا تو اس کا دل

اب بنی صلعم نے جنگ کا سامان نہایت احتیاط سے خفیہ طور پر شروع کیا کیونکہ معاہدہ کی پابندی۔ مظلوم کی داد رسی اور حلفی قبائل کی آئندہ حفاظت کا بار آپ پر ضروری تھا۔ اپنے اتحادی قبائل کے پاس قاصد روانہ کئے کہ وہ فوراً طیار ہو کر آئیں اس بات کی بڑی احتیاط کی گئی کہ اہل مکہ کو خبر نہ ہو۔

مدینہ میں حاطب بن ابی بلتعہ ایک معزز صحابی تھے۔ انہوں نے ایک خفیہ خط لکھ کر چالاک عورت کے ہاتھ قریش کے پاس روانہ کر دیا کہ رسول صلعم مکہ پر حملہ کی طایاریاں کر رہے ہیں۔ بنی صلعم کو اس کی اطلاع ہو گئی آپ نے حضرت علی کو مدد مقداد اور زبیر قاصدہ کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا اور حلیہ بتا دیا حضرت علی نے اس کو مقام روضہ کاخ پر جایا۔ جس نے اول تو انکار کیا مگر حضرت علی کے دھمکانے سے وہ خط اپنی چٹیا سے نکال کر چلا گیا اس میں تحریر تھا کہ اے اہل قریش بنی صلعم عنقریب مکہ پر حملہ کرنے والے ہیں تم ہوشیار رہنا۔ وہ تم پر فتح ضرور پائیں گے خواہ تمہارا ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ عورت مدد خط حضور صلعم کے روبرو پیش ہوئی حاطب بولائے گئے انہوں نے خط لکھنے کا اقرار کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہو گئے اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تلواریں مار دوں۔ مگر رسول صلعم کی پیشانی پر شکن تک نہ آئی اور فرمایا کہ اے عمر تمہیں کیا معلوم کہ خدا نے اہل بدر کو فحاطب کر کے کہہ دیا ہو کہ ان لوگوں سے کچھ مواخذہ نہیں ہے۔

حاطب نے نہایت شرمندہ ہو کر رسول صلعم سے عرض کیا کہ میرے تمام عزیز و اقارب ہنوز مکہ میں موجود ہیں جنگ کا حامی وہاں کوئی نہیں ہے میں نے خط ہیچ کر

ہو گیا۔ اہل مکہ اس روشنی کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور تعقیش حال کے لئے ابوسفیان
 بدیل بن ورقار اور حکیم بن حزام (حضرت خدیجہ کے بیٹے) اور عبداللہ بن ابوامیہ
 کو اس طرف روانہ کیا راستہ میں حضرت عباس سے ملاقات ہوئی جو خیمہ سے باہر
 پہر رہتے تھے سفیان نے روشنی کا حال پوچھا انہوں نے کہا کہ محمد صلعم کا لشکر مکہ پر
 حملہ کرنے کے لئے ٹہرا ہوا ہے یہ سن کر اس کے ہوش جاتے رہے کیونکہ اب مکہ لوگوں
 فوج بھی جمع نہیں کر سکتا تھا بلکہ کر بولا کہ مجھے اماں دیجئے۔ حضرت عباس نے
 کہا کہ نبی صلعم رحمدل ہیں تم خود جا کر اگر معافی مانگو گے تو ضرور معاف کئے جاؤ گے
 ابوسفیان راضی ہو کر چلا۔ خیمہ نبوی کی حفاظت پر جو دستہ فوج کا متعین تھا
 اس نے ابوسفیان کو دیکھ لیا حضرت عمر انتقام کے جوش میں بہر کر دوڑے ہوئے
 رسول صلعم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ کفر کے استیصال کا وقت آگیا
 ابوسفیان موجود ہے۔ اگر حکم ہو تو فوراً سراڑا دوں اسنے ہی میں حضرت عباس آگے
 اور کہا کہ میں نے اس کو اماں دی ہے حضرت عمر نے پہر پوچھا۔ تو حضرت عباس نے
 کہا کہ عمر اگر یہ شخص تمہارے قبیلہ کا ہوتا تو تم ایسی سختی نہ کرتے حضرت عمر نے کہا کہ
 آپ جس دن ایمان لائے ہیں تو مجھ کو اس قدر خوشی ہوئی تھی کہ اگر میرا باپ مسلمان
 ہوتا تو جب بھی نہوتی۔ مگر کافر کے ساتھ مجھ کو کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اب ابوسفیان
 کے تمام گزشتہ کارنامے۔ رسول صلعم کے قتل کی سازشیں۔ اسلام سے مخالفت۔
 مدینہ پر بار بار فوج کشی یہ تمام بد اعمالیاں اس کے قتل کی دعویٰ دہاتیں۔ مگر دوسری
 طرف ان سب سے بالا نبی صلعم کا رحم تھا جو اسکو یقین دلارہا تھا کہ جب تو معافی

اب لشکر اسلام کی روانگی شروع ہوئی سب سے آگے بنی غفار کا پرچم اڑتا ہوا آگے بڑھا اس کے بعد جینتہ تسلیم ہندیم ہتیاروں میں ڈوبے ہوئے اللہ اکبر کا نعرہ مارتے ہوئے دکھائی دئے اس کے بعد انصار کا لشکر اس ساز و سامان سے آیا کہ آنکھیں خیرہ ہو گئیں ابوسفیان اس لشکر کو دیکھ کر سخت مرعوب ہوا اور حیران ہو کر پوچھا یہ کس کا لشکر ہے حضرت عباس نے کہا یہ سب اسلامی لشکر ہے سفیان بولا تو محمد بادشاہ ہو گئے جواب دیا کہ تم ابھی تک بادشاہ ہی سمجھتے ہو یہ نبوت کا کرشمہ ہے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ابوسفیان کے قریب سے اس لشکر کے سردار حضرت سعد بن عبادہ علم ہاتھ میں لئے ہوئے گزرے اور ان کو دیکھ کر کہا کہ آج گھسان کا روز ہے کعبہ آج حلال کر دیا جائیگا۔

سب کے بعد رسول صلعم کی سواری آئی حضرت زبیر بن العوام علم ہاتھ میں لئے اور تکبیر کہتے ہوئے چلے جاتے تھے ابوسفیان نے جو حضور صلعم کو دیکھا تو عرض کیا کہ حضور نے وہ بھی سنا جو سعد کہتے ہوئے گئے ہیں آپ نے فرمایا انہوں نے غلط کہا آج کعبہ کی عزت و عظمت کا دن ہے اور کہہ کر حکم دیا کہ علم سعد بن عبادہ سے لیکر انکے پیٹے کو دیدو۔

دوسری صبح حرم کعبہ کے قریب پہنچ کر نبی صلعم نے حکم دیا کہ فوج مختلف راستوں سے شہر میں داخل ہو۔ اور حضرت خالد مع اپنے فوج کے بالائی حصہ کی طرف سے شہر میں داخل ہوں اور علم نبوی مقام جحون پر نصب کیا جائے۔ فوج کو احکام۔ اور فوج کو حکم دیا کہ ان احکام کی پابندی کرے۔

[illegible][illegible]

در آخر کلام این که در این کتاب

[illegible]

د-آق: قیاسی (۲)

جہاں تری کیلئے ہر آدمی کی قربانی کی ہے (۱۱)

تھے ہمراہی میں اپنے آزاد کردہ غلام زید کے لڑکے اسامہ کو بٹھالیا تھا۔
 صحابہ نے رسول صلعم سے پوچھا کہ کیا آپ اپنے قدیم گھر میں ٹھہریں گے چونکہ مسلمان
 کافر کا وارث نہیں ہو سکتا آپ نے فرمایا کہ عقیل نے گھر کہاں چھوڑا جو اس میں اُتروں
 اس لئے مقام حقیق میں ٹھہروں گا یہ وہ جگہ تھی جہاں قریش نے ہجرت سے قبل رسول
 صلعم اور خاندان ہاشم کو مکہ سے نکال کر محصور کیا تھا۔

بت شکنی | وہاں پہنچ کر حرم محترم میں تشریف لے گئے جس میں تین سو ساٹھ بیت
 عرصہ دراز سے خدام نے جا رہے تھے اور یہ وہ مقدس مقام تھا جو حضرت خلیل
 بت شکن کی یادگار تھا آپ ہر ایک بت کو لکڑی کی ٹوک سے ٹوکے دے دے کر
 گراتے جاتے اور یہ پڑھتے جاتے تھے۔ جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل
 كان زهوقاً۔ یعنی حق آگیا اور باطل ہٹ گیا اور باطل ٹٹنے ہی کی چیز تھی۔

حرم میں بندہ اور ہدایا کے خزانے ایک عرصہ دراز سے جمع ہو رہے تھے یہ سب
 خزانہ محفوظ رکھا گیا۔ مگر تمام محرمات منہدم کر دی گئے اور جگہ تصاویر مٹا دی گئیں۔
 حضرت عیسیٰؑ کی تصویر بھی تھی جس سے گمان ہوتا ہے کہ شاید کسی زمانہ میں عیسائیت
 کا بھی رنگ جما ہو۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمعیلؑ کے محرمات بھی موجود تھے

۱۵ شریعت میں مسلمان کافر کے مال کا وارث نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابوطالب آپ کے
 چچا تھے جب انتقال کیا تو ان کے لڑکے عقیل کافر تھے اس لئے وہ وارث ہوئے انہوں نے یہ مکان ابو صفیاء
 کے ہاتھ بیچ ڈالا اس بنا پر آپ نے فرمایا تھا۔

۱۶ صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ ۱۲

۱۷ نفع الساری۔ ۱۲

نے کعبہ کے اندر داخل ہونے سے پہلے حکم دیا کہ سب خارج کر دئے جائیں۔ حضرت عمرؓ اندر گئے کعبہ کو تمام آلائشوں سے پاک کیا اور ان تصاویر کو بھی جو دیواروں پر بنی ہوئی تھیں مٹا دیا۔ اس وقت آپؐ نے عثمان بن طلحہؓ کو جو کعبہ کے قدیم کلید بردار تھے بلایا اور کنجی طلب کی اور دروازہ کھول کر حضرت بلالؓ اور حضرت طلحہؓ کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔

ہر گوشے میں اللہ اکبر کے ترانے بلند کئے اور نہایت عجز و نیاز سے رب العزت کے سامنے پیشانی خاک پر رکھ کر سجدہ کیا۔

صحابہ کو وہ وقت یاد آگیا کہ ایام نبوت میں جب آپؐ نے اسی عثمان سے فرمایا تھا کہ بیت اللہ کھول دو تو اس نے قطعی انکار کیا تھا۔ آپؐ نے اس وقت فرمایا تھا خیر مگر تم دیکھ لینا کہ ایک روز یہ کنعید میرے ہاتھ میں ہوگی اور میں جسے چاہوں گا دوں گا۔ عثمان نے کہا تھا کہ کیا اس روز قریش کے تمام مردوزن تباہ اور ذلیل ہو جائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ وہ اور بھی زیادہ باعزت و اقبال مند ہوں گے۔

اسی غرض میں مکہ کے رہنے والے سردار جنہوں نے مدینہ پر بار بار حملے کئے تھے اور مسلمانوں کو فساد کرنے میں نال سے جان سے اپنا تمام زور لگا چکے تھے اور اسلام کو برباد کرنے کے لئے حبش، شام، نجد اور یمن تک سفر کئے تھے۔ اور جنہوں نے تین سو میل پرست ہی مسلمانوں کو یمن سے نہ بیٹھنے کی کوششیں کی تھیں اور جنہوں نے دو سو سے قیدیوں کو ہتھیار اور روپیہ دے کر اسلام کا مخالف بنایا تھا۔ اور اپنی خلیفہ تیس کوششوں میں پورے اکیس سال صرف کر دئے تھے۔

الناس من آدم و آدم خلق من تراب
 اے جماعت تشریف تمہاری جاہلانہ نخوت اور آبا و اجداد پر اترا نے کا غرور خدا نے مٹا دیا سب لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنایا گیا تھا۔

اس کے بعد قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ

عبارت کلام مجید

یا ایہا الناس انا خلقکم من ذکر و انثی و جعلکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرکم عند اللہ القکم ان اللہ علیم خبیر
 اے لوگو! میں نے تمکو عورت اور مرد سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلہ اور خاندان بنائے تاکہ آپس میں ایک دوسرے سے پہچان لے جاؤ لیکن خدا کے نزدیک وہی شریک ہے جو زیادہ پرہیزگار ہو خدا بڑا دانا اور واقف کار ہے۔
 خدا نے شراب کی خرید و فروخت حرام کر دی۔

یہ بیان کتاب کے شروع میں آچکا ہے کہ عرب خون کا بدلہ لینا اپنا خاندانی فرض اور اپنا قومی فرض سمجھتے تھے اور اگر اپنی زندگی میں موقع نہ ملتا تو وصیت کر جاتے تھے اور اس طرح یہ خون کا انتقام نسل بعد نسل چلا جاتا۔ اس طرح اور بہت سی لغو باتیں تھیں جو مفاخر قومی میں داخل ہو گئی تھیں۔ چونکہ اسلام ان سب لغویات کو مٹانے کے لئے آیا تھا۔ اس لئے رسول صلعم نے خطبہ میں فرمایا کہ میں نے

۱۲ طبری

۱۳ ابن ہشام

۱۴ صحیح بخاری

[illegible]

ہام کعبہ پر چڑھ کر آواز بلند اذان دی۔ کفار مکہ جو ابھی ابھی رسول صلعم کے سامنے نہ آتے
سے سر جھکائے اطاعت کا اقرار کر رہے تھے اللہ اکبر کا نعرہ سن کر آتش غیرت سے
پہر مشتعل ہو گئے عتاب بن اسید جو موجود تھا بولا کہ خدائے میرے باپ
کی خوب عزت رکھ لی جو یہ آواز بن سنے مر گیا۔ ایک اور سردار بولا کہ اب دنیا
میں رہنا ہی بیکار ہے۔

اسلام لانے والوں | اب رسول صلعم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور ایک بلند
مقام پر بیٹھ کر مسلمان ہونے والوں کی بیعت قبول فرمائی جو
شخص مسلمان ہونے آتا تھا حضرت عمرؓ ایک ایک کو پیش کرتے تھے۔
بیعت کرنے والوں کو مندرجہ ذیل باتوں کا اقرار کرنا پڑتا تھا۔

(۱) میں خدا کو واحد سمجھوں گا اور اس کی ذات۔ صفات اور استحقاق عبادت
میں کسی کو شریک نہ کروں گا۔

(۲) میں چوری۔ زنا اور خون ناحق نہ کروں گا۔ لڑکیوں کو جان سے نہ ماروں گا
اور کسی پر تہمت نہ لگاؤں گا۔

(۳) میں امور حق میں نبی محمد صلعم کی اطاعت۔ بہ قدر استطاعت کروں گا۔
عورتوں سے یہ مزید اقرار اور کرایا جاتا تھا کہ کسی کے سوگ میں منہ نہ نوچیں گی
منہ پر تہبہ نہ ماریں گی اور نہ بال کو سوٹیں گی نہ گریبان چاک کریں گی نہ سیاہ کپڑے
پہنیں گی نہ قبر پر مجاور ہو کر بیٹھیں گی۔

۱۵ ابن ہشام۔ ۱۲ ۱۵۲ اصابتہ۔ ۱۲

۱۵ طبری۔ ۱۲ ۱۵ طبری۔ ۱۲

نے کہا کیا فضالہ آ رہا ہے یہ بولا جی ہاں نبی صلعم نے فرمایا تم اپنے دل میں کیا ارادہ کر رہے تھے فضالہ بولا اللہ اللہ کر رہا تھا۔ رسول صلعم سن کر سنس پڑے اور فرمایا تم خدا سے معافی مانگو اور یہ کہہ کر اپنا ہاتھ اس کے سینہ پر رکھا۔ فضالہ کا بیان ہے کہ ہاتھ رکھتے ہی مجھے اطمینان قلبی حاصل ہوا اور پھر محبت اس قدر ہو گئی کہ حنفیہ کے سوا کوئی محبوب نہ رہا۔ فضالہ گھر واپس چلا تو راستہ میں اس کی معشوقہ ملی جس کے پاس یہ بیٹھا کرتا تھا اس نے کہا فضالہ ایک بات سُنئے جاؤ۔ جواب دیا ہنگر نہیں خدا اور اس کا رسول ایسی باتوں سے مجھے منع کرتا ہے۔

مجرمیں مکہ کا فیصلہ عام | مورخین کا بیان ہے کہ رسول صلعم نے اگرچہ اہل مکہ کو امن عیدیا تھا مگر پھر بھی دس آدمیوں کی نسبت یہ حکم تھا کہ جہاں ملیں قتل کر دئے جائیں۔ انہیں بعض تو خونی مجرم تھے اور بعض وہ تھے جو رسول صلعم کو مکہ میں تکلیفیں پہنچا یا کرتے یا ہجو بولیں کیا کرتے تھے۔ اگر غور کیا جائے تو ستائے اور ہجو بولنے والے کا مجرم تو قریب قریب تمام مکہ ہی تھا۔ صحاح ستہ میں حضرت عائشہ کی روایت موجود ہے کہ رسول صلعم نے کسی شخص سے ذاتی انتقام نہیں لیا۔

۱۲ زاد المعاد۔

عجب کتب احادیث دیکھی جاتی ہیں تو تعداد مجرمین کا فیصلہ حسب ذیل پایا جاتا ہے۔ حافظ مغلطائی پندرہ مجرموں کی تعداد پیش کرتے ہیں۔

عام مورخ دس کی تعداد لکھتے ہیں۔ ابن اسحاق آٹھ مجرم بتاتے ہیں۔ ابو داؤد اور دارقطنی صرف چہ نام گناتے ہیں۔ بخاری میں صرف ایک شخص ابن خطل کے قتل کا ذکر ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تحقیقات کا دائرہ جس قدر وسیع ہوتا گیا تعداد کم ہوتی گئی (دیکھو صفحہ ۸۸)

(۲) صفوان بن امیہ یہ عکرمہ کے شریک جنگ تھا یہ جدہ بہاگہ۔ عیسرین و سہب نے نبی صلعم سے کہا کہ رئیس مکہ حبلا وطن ہوا جاتا ہے آپ نے اماں کے طور پر اپنا حمامہ دیا یہ جدہ سے بلا لائے۔ اس نے ایمان لانے کے لئے مہلت مانگی جنگ حنین میں کثیر مال غنیمت دیکھ کر متعجب ہوا رسول صلعم نے ایک پہاڑی اس کو بھی عنایت کی یہ بخشش دیکھ کر سمجھا کہ سوائے نبی کے یہ دنیا دار کا کام نہیں اور مسلمان ہو گیا۔

(۳) عبداللہ بن زبیرؓ یہ بہت بڑا شاعر تھا۔ حضور صلعم کی سچو نویسی اور وحی پر نکتہ چینیاں کیا کرتا تھا اسلام کے خوف سے نجران بہاگ گیا مگر کچھ روز بعد اسلام قبول کر لیا۔

(۴) وحشی غلام اس کا یہ جرم تھا کہ اس نے حضرت امیر حمزہؓ کو قتل کیا تھا۔ یہ مسلمان ہو گیا اور معافی دی گئی۔

(۵) عبداللہ بن ابی مرثد اس کا یہ جرم تھا کہ یہ کہتا تھا کہ وحی میرے پاس آتی ہے اور محمدؐ مجھ سے سن کر لکھوا دیتے ہیں۔ اس کو معافی دی گئی۔

(۶) ہبار بن الاسود۔ اس نے سیدہ زینب بنت رسول صلعم کے جب وہ مکہ سے مدینہ جا رہی تھیں ہودج میں نیزہ مارا اور کجاوہ گرا دیا جس کے صدمہ سے اُن کا حمل ساقط ہو گیا اور

مسلمان ہو گیا اور بعد میں یہ بھی مدینہ آیا اور رسول صلعم سے معافی چاہی اور اسلام کی شوکت و عظمت دیکھ کر مسلمان ہو گیا اور ایک قصیدہ پیش کیا جو قصیدہ بردہ کے نام سے مشہور ہے۔ اور حضور نے ایک شعر کی اصلاح ہی کی یہ قصیدہ اس قدر پسند کیا کہ اپنا سادہ آثار کر بخش دیا۔ کعب کے مرنے کے بعد اس کے عزیزوں نے چالیس ہزار درہم پر معاویہ کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر خلفائے بنی عباسیہ کے ہاتھ آیا اور اس وقت ترکی میں سلطنت عثمانیہ کے قبضہ میں ہے۔ جو قومی جگڑوں کے وقت پر یہ داسلامی پر باندھا جاتا ہے۔

اسی عرصہ میں ایک اونچے گہرائی کی عورت چوری کے الزام میں گرفتار ہو کر آئی آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا لوگوں نے سفارش کی مگر آپ نے قبول نہ کیا۔ اور فرمایا کہ مجھے قسم ہے خدا کی اگر محمد کی لڑکی فاطمہ چوری کرتی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جاتا اللہ کی حدود سب امیر و غریب پر یکساں ہیں۔ مکہ معظمہ میں رسول صلعم کا قیام پندرہ دن تک رہا۔ ۶ ر شوال ۶ شہ ہجری کو آپ جنگ حنین کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت معاویہ بن جبل کو اس خدمت پر مقرر کرتے گئے کہ اہل مکہ کو اسلام کے مسائل اور احکام سکھائیں۔

خالد بن ولید، سعد بن زید، اور عمرو بن عاص گرد و نواح کے بت مسما کرنے کے واسطے مقرر ہوئے۔

چنانچہ (۱) خالد بن ولید نے غزائی کو جو قبیلہ کنانہ کا بت تھا جا کر مسما کر دیا۔

یہ سرائی انہیں صحابہ کے نام سے مشہور ہیں۔

(۲) عمرو بن عاص نے سواع کو جو قبیلہ بنو نہیل کا بت تھا

ایسے بیسیوں بڈھے موجود تھے جنہوں نے ابرہہ حبشی کی چالیس ہزار فوج کو مکہ پر چڑھائی کرتے دیکھا تھا عبد مناف اس وقت سردار مکہ تھے۔ یہ ابرہہ سے ملے اس نے نہایت عزت سے ان کو بٹھایا اور ملاقات کا سبب پوچھا۔ عبد مناف نے کہا کہ آپ کی فوج نے ہمارے سوا ونٹ گرفتار کر لئے ہیں چاہتا ہوں کہ آپ ان کو رہا کر دیں۔ ابرہہ بولا اس سے قبل آپ کی وقعت میری نگاہ میں بہت تھی مگر اس درخواست سے وہ جاتی رہی کیونکہ میرا خیال تھا کہ آپ کعبہ کی نسبت گفتگو کرنے آئے ہوں گے جس کے سمار کرنے کو میں آیا ہوں جس نے میری تعمیر کردہ کلیسا کی وقعت کو کم کر دیا ہے مگر اب معلوم ہوا کہ آپ کی نگاہ میں کعبہ کی عزت سوا ونٹ کی قیمت سے بھی کم ہے۔ عبد مناف نے جواب دیا کہ کعبہ کا مالک دو مہر ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا اور اونٹ کا مالک میں ہوں چنانچہ ابرہہ کی فوج تباہ ہو گئی اور کعبہ کے باہر ہزار ہا لعشیں چوڑ کر بھاگا۔ اس حالت میں جب کہ یہ آسانی اسلام کا قبضہ ہو گیا تو وہ سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر ہی کی شان ہو سکتی ہے۔

(۴) اب واعظین کو اسلام کی حقیقت سمجھانے اور اشاعت اسلام کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ واعظ آزادی سے احکام الہی کی منادی کرتے اور معین خوشی سے سنتے جس سے ان کے دل خود بخود کنج کرا اسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔

یہ دونوں بدومی قبیلے تہایت جنگجو اور فہین جنگ سے واقف تھے اور اس لئے قریش کو کہتے تھے کہ وہ شہر کے رہنے والے جنگ کیا جانیں۔

جب رسول صلعم نے مدینہ کا ارادہ کیا تو ان قبائل کو یہ خبر غلط لگی کہ اسلامی فوج کا ارادہ ہماری طرف ہے اس لئے اب ان کو انتظار کی بھی ضرورت نہ رہی اور انہوں نے بنی مضر اور بنی ہلال کے قبیلوں کو اپنی طرف ملا کر چار ہزار بہادر فوج تیار کر لی صرف کعب اور کلاب کے قبیلے شریک ہوئے جوش کی یہ حالت تھی کہ ہر قبیلہ مع اپنے بال بچوں اور مویشی کے شریک جنگ ہوا کہ اہل وعیال ساتھ ہوں گے تو ان کی حفاظت کی غرض سے تمام لوگ بے جگر ہی سے لڑ کر جانیں تک دے دیں گے۔

مالک بن عوف ہوازن کا رئیس اعظم تھا اس وقت فوج کا سپہ سالار تھا۔ درید بن الصمہ عرب کا ایک مشہور بہادر اور شاعر تھا۔ اس کی بہادری کے معرکے عرب میں اس وقت تک مشہور ہیں مگر اس کی عمر اس وقت ننوا سے زائد ہو چکی تھی اور ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رہ گیا تھا مالک بن عوف نے شرکت جنگ کے لئے اس کو مجبور کیا اور اس کا پلنگ ہمراہ لے لیا۔ یہ فوج بڑے زور و شور سے مکہ کی طرف بڑھی اور پہلا پڑاؤ وادی حنین پر کیا۔ درید نے پوچھا یہ کون مقام ہے کہا کہ اوٹاس بولا بیشک یہ جگہ جنگ کے لئے موزوں ہے کیونکہ زمین نہ زیادہ سخت ہے اور نہ زیادہ نرم جو پاؤں دہس جائیں۔ بہر دریافت کیا کہ یہ آوازیں کیسی آرہی ہیں لوگوں نے کہا بال بچے ہمراہ آئے ہیں۔ تاکہ کوئی شخص پیچھے نہ ہٹے۔

— ۱۰۰ —

१० वंश-॥

[illegible][illegible]

پسند نہ ہوئے اور ارشاد ہوا۔

ترجمہ کلام مجید سورہ قوبہ۔ اور خین کا دن یاد کرو جب تم کو اپنی کثرت پر تازہ مار
وہ کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود وسعت کے تم پر تنگی کرنے لگی بہر تم پیچھے ہیر کر ہباگ
نکلے۔ پھر اللہ نے اپنے رسول اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تم
سے نہیں دیکھیں اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی ہی سزا ہے۔

کفار نے پہلے پہنچ کر جنگ کے موزوں مقامات پر قبضہ کر لیا تھا اور تیر اندازوں
کے دستے پہاڑ کی گھاٹیوں اور دشوار گزار درروں میں جا بجا بٹھا دئے تھے۔
جب لشکر اسلام کا اگلا حصہ جس میں زیادہ تر مکہ کے نو مسلم اور لا ابالی نوجوان
تھے جو جوانی کے نشہ میں اسلحہ جنگ تک نہ لاتے تھے۔ حضرت خالد کی
ماتحتی میں آگے بڑھا تو اون کی زد میں بے خبر جا پہونچا۔ حملہ آوروں
کا بڑھنا تھا کہ چاروں طرف سے فوجیں ٹوٹ پڑیں اور ہر کس گاہوں سے تیر اندازوں
کے دستے نکل آئے اور اس قدر تیروں کا مینہ برسایا کہ مقدمہ الجیش ابتری کے
ساتھ بے قابو ہو کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوا کیونکہ ہنوز صبح کا اجالا ہی نہ ہوا تھا اور
میدان جنگ اس قدر نشیب میں تھا کہ پاؤں نہیں جم سکتے تھے۔ اس فوج کا
پیچھے ہٹنا تھا کہ سب کے پاؤں اکٹڑ گئے اور رسول صلعم قریب ایک سو صحابی کے ساتھ
میدان میں کھڑے رہ گئے۔

نبی صلعم نے جب چاروں طرف سے دشمن کو بڑھتے اور اپنے لشکر کو ہباگتے دیکھا تو بنیظیر
شجاعت اور استقامت کا نمونہ دکھایا رسول صلعم اپنے خیر سے اترے اور

مسلمانوں کی طرف ابو عامر اشعری مع کچھ فوج کے اس کے استیصال کے لئے بھیجے گئے۔ مگر حبيب مقابلہ ہوا تو ابو عامر ورید کے بیٹے کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور علم اوس کے پاس پہنچ گیا یہ حالت دیکھ کر حضرت ابو موسیٰ اشعری حملہ کر نیکو لپکے اور ایک ہی وار میں دشمن کو قتل کر کے علم اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

ابن ورید ایک اونٹ پر سوار تھا ربيعہ بن رفیع بھی اس کے قتل کرنے کو بڑھے تھے اور وار کیا مگر تلوار اچٹ گئی۔ ابن ورید بولا کہ تیری ماں نے تجھے ہتیار اچھا نہ دیا میری محفل میں تلوار ہے نکال لو اور حبيب اپنی ماں کے پاس جانا تو کہنا کہ میں نے ورید کو مار دیا ربيعہ نے جب یہ واقعہ اپنی ماں سے کہا تو وہ بولیں کہ یہ ورید وہ ہے جس نے تیری تین ماؤں کو آزار دیا تھا۔

اس کے بعد جنگ کا خاتمہ ہو گیا اور ہزاروں قیدی ہاتھ لگے۔ ان قیدیوں میں حضرت دانیٰ حلیمہ کی بیٹی شیماء بنت حارث بھی تھیں جب ان کو گرفتار کیا تو پولیس کہ میں تمہارے بنی کی بہن ہوں لوگ تصدیق کے لئے حضور کی خدمت میں لائے۔ شیماء بولی بھیا تم نے مجھے پہچانا نہیں تمہارے کاٹنے کا نشان اب تک میری پیٹھ پر موجود ہے اور پیٹھ دکھائی۔ فرط محبت سے آنکھوں میں آنسو بہا آئے ان کے بہٹنے کو اپنی چادر زین پر بچا دی محبت کی باتیں کیں اور چند شتر اور مکیریاں عنایت کر کے فرمایا کہ یہ بھی تمہارا گھر ہے۔

۱۵ سند ابن حنبل جلد ۴۔

۱۶ طبری۔

قلعہ شکن استعمال کئے گئے مگر دشمن نے قلعہ سے اس قدر تیر اور گرم سداخیں پھینکیں کہ حملہ آور دستہ کو زخمی ہو کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ بیس دن تک محاصرہ رہا مگر فتح نصیب نہ ہوئی۔ پھر رسول صلعم نے نوفل بن معاویہ سے مشورہ کیا انہوں نے جواب دیا کہ دشمن محفوظ مقام میں ہے اگر زیادہ کوشش کی گئی تو گرفتار ہو جائے گا اور اگر چوڑ دیا گیا جب بھی کچھ خون نہیں۔ رسول صلعم نے اوٹاس کے واقعہ پر نظر ڈال کر فرمایا کہ اس اہل قلعہ کے جب تمام اہل و عیال ہماری قید میں ہیں۔ تو یہ مصیبت ان کے لئے کیا کچھ کم ہے۔ لہذا رسول صلعم نے حکم دیا کہ محاصرہ اوٹھا لیا جائے۔

صحابہ کو طائف والوں کی زیادتی یاد آگئی جنہوں نے رسول صلعم پر پتھر پھینکے تھے اور آپ کو زخمی کر دیا تھا زیدؓ آپ کو بیہوشی کی حالت میں اٹھا کر لائے تھے اس لئے صحابہ نے عرض کیا کہ آپ ان کو بددعا دیں۔ رسول صلعم نے فرمایا۔
ترجمہ۔ اے خدا تعالیٰ کو ہدایت کر اور توفیق دے کہ میرے پاس حاضر ہو جائیں۔
نقصیم فنیست | محاصرہ اٹھا کر آپ صلعم مقام جعرا نہ میں تشریف لائے مال
اور نیامنی۔ غنیمت بیشمار تھا جو پیش کیا گیا جس کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) اسیران جنگ معزن و بچہ چہ ہزار (۲) اونٹ چونتیس ہزار (۳) بکریاں چالیس ہزار (۴) اوقیہ یعنی سکہ چاندی چار ہزار۔
اسیران جنگ کے عزیزوں کا انتظار کیا گیا مگر جب کئی دن گزر گئے اور کوئی

۱ ابن سعد - ۱۲

۲ طبقات ابن سعد - ۱۲

مجلس ۱۰۱

تو ہم کرس اور انعام قریش پائیں کسی نے کہا کہ مشکل وقت نہیں ہماری یاد ہوتی ہے اور غنیمت دوسروں کو ملتی ہے حالانکہ ہماری تلوار سے اس وقت تک قریش کے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔

شدہ شدہ یہ خبر رسول صلعم کے کانوں تک پہنچی۔ آپ نے انصار کو طلب کیا اور چرمی خیمہ میں جمع کیا اور فرمایا کیا تم نے ایسا کہا انصار نے کہا کہ ہمارے کسی بڑے آدمی نے تو کہا نہیں البتہ نوجوانوں نے ضرور کہا ہے۔ رسول صلعم نے فرمایا کیا یہ سچ نہیں کہ تم پہلے گمراہ تھے خدا نے میرے ذریعہ تم کو ہدایت کی۔ تم منتشر اور پراگندہ تھے خدا نے میرے ذریعہ تم میں اتفاق پیدا کیا تم مفلس تھے خدا نے تم کو دولت مند کیا۔

آپ کے اس فرمانے پر تمام انصار کہتے جاتے تھے کہ بیشک خدا اور اس کے رسول کا احسان ہم پر سب سے زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ تم یہ جواب دو کہ اے محمد جب لوگوں نے تجھے جھٹلایا تو ہم نے تصدیق کی۔ جب لوگوں نے تجھے چوڑ دیا تو ہم نے پناہ دی جب تو مفلس تھا ہم نے تیری امداد کی اور میں اس کے جواب میں یہ کہوں کہ تم سچ کہتے ہو۔

اور اے انصار کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ جب لوگ اونٹ بکریاں لیکر اپنے گھر جائیں اور تم ان کے مقابلہ میں محمد کو اپنے گھر لیجاؤ۔

۱۲ صحیح بخاری - ۱۲ صحیح بخاری - ۱۲

۱۲ صحیح بخاری - ۱۲ صحیح بخاری - ۱۲

دوسرے دن بعد نماز ظہر یہ سردار آئے اور انہوں نے مجمع عام میں اپنے قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی رسول صلعم نے فرمایا میں اپنے اور نبو عبد المطلب کے قیدیوں کو بلا کسی معاوضہ کے رہا کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھے ان پر اختیار ہے۔ اور میں تمام مسلمانوں سے سفارش کرتا ہوں۔ اس پر انصار اور مہاجر فوراً بول اٹھے کہ ہم نے بھی اپنا حصہ رکھ لیا اب بنو سلیم اور بنو قریظہ رہ گئے ان کے نزدیک یہ بڑی بات تھی کہ حملہ آور دشمن پر ایسی مہربانی اور کرم کیا جائے اس لئے انہوں نے انکار کیا۔ رسول صلعم نے ان کو بلایا اور ہر ایک قیدی کی قیمت چھ اونٹ قرار پائی یہ قیمت بنی صلعم نے ادا کر دی اور باقی قیدیوں کو بھی آزادی دلا دی اور ہر سب قیدیوں کو اپنے حضور سے کپڑے پہنا کر رخصت کیا۔

بنی صلعم نے مدینہ جاتے وقت مکہ میں عتاب بن اسید کو حاکم مقرر کیا اور ان کے نائب موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل ہوئے کہ احکام شرعی کی تعلیم مکہ والوں کو دیں اور عتاب بن اسید کے تیس درہم ماہانہ بیت المال سے مقرر کئے۔

فہرست شہدائے حنین

(۱) یزید بن زمعہ بن اسود۔ ام مومنین ام سلمہ کے بہانچہ ہیں۔ قریش کے معززین سے تھے۔

(۲) حویرث بن عبد اللہ بن جلف غفاری۔ انصاری ہیں۔ یہ تبوں کی قربانی کا گوشت نہیں کھاتے تھے اسی لئے ان کا لقب ابی لحم تھا

[illegible]

سید ساجد علی شاہ

تتميز هذه النسخة (4)

۱۲۱. التمهید به شرح آیه و تفسیر آن
۱۲۲. التمهید به شرح آیه و تفسیر آن

بسم الله الرحمن الرحيم

چہ اہل بیت علیہ السلام (۱۰)
 اہل بیت علیہ السلام (۱۱)
 اہل بیت علیہ السلام (۱۲)

နိဂုံးချုပ်အားဖြင့်

[illegible]

ایراہیم رکھا۔

رسول صلعم کی لڑکی زینب کا انتقال ہوا۔

اسی سال منذر بن ساری حاکم بحرین مسلمان ہوا اور اپنے یہود اور مجوسی رعایا

سے جزیہ وصول کیا۔

خطبہ سنائے کے لئے لکڑی کا میسر تیار ہوا۔

۹

۹؎ سفارتوں کا سال مشہور ہے کیونکہ اسی سنہ میں ہر چار طرف کے قبیلے آکر مسلمان ہونے لگے اور نبی صلعم کو شہنشاہ عرب کی پوری حیثیت حاصل تھی مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض تھی اس لئے ہر امیر مسلمان اپنے سرمایہ کا چالیسواں حصہ بیت المال میں داخل کرتا تھا اور جو مسلمان نہ تھے وہ خفیف رقم بطور جزیہ اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے ادا کرتے تھے اور یہی خراج تھا اب چونکہ ہر طرف ملک میں امن کا دور شروع ہو گیا تھا اور حصول دولت کے مواقع حاصل تھے اس لئے تحصیل زکوٰۃ کے لئے عمال مقرر ہوئے۔

سریٰ عیسیٰ محرم ۹؎ قبیلہ بنو کعب جو مسلمان ہو گیا تھا اس کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے ایک عامل روانہ کیا مگر یہ لوگ راہ حق سے پھر گئے اور عامل رسول کو مارنا چاہا۔ عامل یہ واقعہ دیکھ کر رسول صلعم کے پاس واپس آیا حضور صلعم نے بنو کعب کی گوشمالی کے لئے عیسیٰ بن حصین کو پچاس سواروں کے ساتھ روانہ کیا عیسیٰ نے جا کر حملہ کیا۔ دشمن کے ہاتھ آدمی زخمی ہوئے اور میدان چھوڑ کر ہباگ نکلے انکا

五

[illegible]

تہذیب و تمدن کے لیے سب سے پہلی کتاب ہے۔ جسے ہر مسلمان پڑھنا چاہیے۔

کتابخانه ملی ایران

چون که از این تہیہ کریمہ اجزاء

ਭਗਵਾਨ ਸ੍ਰੀ ਗੁਰੂ ਗ੍ਰੰਥ ਸਾਹਿਬ ਜੀ -

...♡

شک سار کی گئی۔ حضور صلعم نے اس کے جنازے کو حرمت کے ساتھ دفن کرایا اور ایسا بڑا ڈکيا گویا تو یہ کر کے گناہیوں سے پاک ہو چکی ہے۔

سر یہ بنو طے | طے کے باشندوں نے سراٹھایا تو رسول صلعم نے ڈیڑھ سو ربيع الثاني ۳۹ھ کی جماعت سے حضرت علی کو روانہ کیا۔ جب ان کو خبر لگی

تو اس قبیلہ کا سردار عادی بن حاتم شام کی طرف بھاگ گیا مگر اس کی بہن صفیہ بنت حاتم مع چیدہ چیدہ سرداروں کے گرفتار ہو گئے اور مدینہ حضور صلعم کی خدمت میں پیش کئے گئے صفیہ بنت حاتم نے عرض کیا کہ میرا باپ حاتم جو نہایت سخی تھا جس نے قیدیوں کا روپیہ دیکر چٹپایا غریبوں کی پرورش کی حاجتمندوں کی ضرورت پوری کی اور خواتین کی عزت کی میں اسی کی بیٹی ہوں میں رحم کی درخواست کرتی ہوں رسول صلعم نے بغیر حربہ اس کو چوڑ دیا اور کہا کہ تم جاسکتی ہو۔ صفیہ نے کہا کہ مجھے قوم کیا کہے گی کہ سب کو چوڑ آئی اور تنہا آگئی میں تنہا نہ جاؤں گی آپ نے اس کی خاطر سب کو رہا کر دیا اور حاتم کی بہت تعریف کی یہاں سے رہا ہو کر صفیہ اپنے بہائی کے پاس شام پہنچی اور رسول صلعم کی منصفانہ اور حیاۃ طبیعت کا حال ظاہر کیا اور کہا کہ تو جلد نبی صلعم کی خدمت میں جا اگر وہ نبی ہے تب تو سالبقین کی فضیلت حاصل ہوگی اور اگر وہ محض بادشاہ ہے جب بھی تو جا کر ذلیل نہ ہوگا۔ عہد ہی مدینہ آیا حضور مسجد میں تھے جا کر سلام کیا حضور صلعم گہرے گئے۔ راستہ میں ایک بڑھیا ملی جو حضور سے

۱۵ ابن ہشام - ۱۲

۱۶ طبری جلد ۲ - ابن اظہر جلد ۲ -

۶۶۰

1-0

واقع ہے۔ رومیوں کو حیب مقام موت پر شکست ہوئی تو انہوں نے اُسی روز سے عرب پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔ عیسائی غسانی خاندان جو رومیوں کے زیر اثر حکومت کرتا تھا اس مہم پر متعین کیا گیا۔

ایک قافلہ نبطی سوداگروں کا روغن زیتون فروخت کرنے مدینہ میں آیا انہوں نے خبر دی کہ رومیوں نے ایک لشکر عظیم شام میں جمع کیا ہے۔ اور فوج کو ایک سال کی تنخواہیں پیشگی دے دی ہیں اور اس فوج میں عربی نسل کے عیسائی اور قبیلہ عالمہ۔ غسان۔ نخم اور جذام کے شامل ہیں۔ اور فوج کا اگلا حصہ مقام بلقار تک آگیا ہے۔ عیسائی عربوں نے ہر قل کو لکھ بھیجا تھا کہ محمد صلعم کا انتقال ہو گیا اور عرب میں سخت قحط پڑ گیا۔ جنگ موتہ کا بدلا اگر اس وقت نہ لیا جائیگا تو پھر موقع ہاتھ نہ آئیگا اس بنا پر ہر قل نے چالیس ہزار فوج روانہ کر دی۔ یہ سب خبریں وقتاً فوقتاً مدینہ آتی تھیں۔ جب شامی قافلہ نے لشکر کی خبر دی تو وہ تمام گزشتہ افواہیں صحیح مانی گئیں اور قرآن اس قدر قومی تھے کہ غلطی کا قطعی برا احتمال نہ تھا۔

رسول صلعم نے خیال فرمایا کہ حملہ آور فوج کی مدافعت حدود عرب و مدینہ سے باہر کرنی چاہیے تاکہ اندرون ملک میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ یہ مقابلہ ایسی سلطنت سے تھا جو نصف دنیا پر حکومت کرتا تھا اور جس کی فوج حال ہی میں ایران کو شکست دیک چکی تھی۔

مگر یہاں یہ حالت تھی کہ مسلمان بے سرو سامان اور سفردور درواز کا ملک میں قحط سالی۔ گرمی کی شدت۔ مدینہ میں میوے پک گئے تھے اور سایہ میں بیٹھنے کے

جمع ہو گئے مگر مالی امداد صرف اس قدر تھی کہ فوج کے جوتے تیار ہو گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پاؤں میں جوتہ ہونے سے آدمی سوار کے حکم میں رہتا ہے۔ جو لوگ اس بنا پر جانے سے رہ گئے کہ سامان سفر ہیا نہیں کر سکتے تھے رسول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس درد سے روئے کہ آپ کو رحم آگیا پہر ہی ان کے چلنے کا کچھ انتظام نہ ہو سکا ایسے ہی لوگوں کی شان میں یہ آیتیں سورہ توبہ میں نازل ہوئیں۔

ترجمہ۔ ان لوگوں پر کچھ اعتراض نہیں کہ جب (وہ) تمہارے پاس آئے کہ ہم کو سواری دیجئے اور تم نے کہا کہ میرے پاس سواری کہاں جس پر تم کو سوار کر سکو تو وہ واپس چلے گئے اور انکی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

رسول صلعم تیس ہزار کی جمعیت سے تبوک کو روانہ ہوئے جس میں دس ہزار گھوڑے تھے۔ حضور صلعم کا معمول تھا کہ جب آپ مدینہ سے باہر تشریف لیجاتے تو کسی کو شہر کا حاکم مقرر فرما جاتے۔ مدینہ پر سیاح بن عرفط کو خلیفہ بنایا اور چونکہ ازواج مطہرات کو اس سفر میں ہمراہ نہیں لیا لہذا اہل حرم کی حفاظت کے لئے ایک عزیز خاص کا رہنا ضرور تھا۔ اس لئے یہ منصب حضرت علی کو دیا گیا۔ فوج مدینہ سے روانہ ہوئی و مدینہ ہونے سے راستہ میں اکثر جگہ درختوں کے پتے کھاتے پڑے جن سے ہونٹ سوچ گئے بعض جگہ پانی نہیں ملا تو اونٹوں کو ذبح کر کے اس کے امعاء کا پانی پینا پڑا۔ ابھی تبوک کے راستہ ہی میں تھے کہ حضرت علی بھی پہنچ گئے۔ معلوم ہوا کہ منافقین نے حضرت علی کو بہت چڑایا اور کہا کہ

اس کے بعد جرباؤ اور اذرح کے عیسائی بھی حاضر ہوئے اور جزیہ دینا منظور کیا۔

سریہ دومۃ الجندل | اس مقام سے حضرت خالد بن ولیدؓ مقام دومۃ الجندل جو دمشق سے پانچ منزل واقع ہے مدہ چار سو بیس اسلامی جمعیت کے روانہ کئے گئے کہ اسلام پیش کریں۔ اس مقام کا حاکم ایک عربی سردار اکید بن عبد الملک نامی قیصر کا ماتحت تھا۔ خالد حبیب پہنچے تو یہ نیل گائے کے شکار میں مصروف تھا جا کر گرفتار کر لیا اس کا بھائی حسان مارا گیا اور یہ اس شرط پر رہا کیا گیا کہ خود دربار نبوی میں حاضر ہو کر شرائط صلح پیش کرے۔ چنانچہ وہ مدینہ حاضر ہوا اور اس کو اماں دی گئی۔

ایک عاشق رسول کی وفات | دوران قیام تبوک میں ذوالبیجا وین کا انتقال ہوا اس کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول صلعم مفلس اور فخلص صحابہ پر کس قدر عنایت فرماتے تھے۔ ان کا نام عبداللہ تھا۔ بچپن میں باپ کا انتقال ہو گیا چچا نے پرورش کیا۔ جوان ہوئے تو اونٹ بکریاں اور غلام دیکر ان کی حالت درست کر دی۔ عبداللہ کے دل میں اسلام کی محبت تھی مگر چچا کا خوف غالب تھا۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو چچا سے کہا کہ میں برسوں سے اس انتظار میں ہوں کہ آپ کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو اور آپ سلمان ہو جائیں مگر آپ کا وہی طریق چلا جاتا رہے محکمو اپنی عمر پر اعتماد نہیں میں اسلام کو چہا نہیں سکتا آپ اجازت دیں تو مسلمان ہو جاؤں۔

چچا نے جواب دیا اگر تو مسلمان ہو گا تو میں کپڑے تک اٹاؤں گا۔ مگر عبداللہ

[illegible][illegible]

۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲

جب لوگ غزوہ تبوک میں جانے لگے تو عبداللہ نے رسول صلعم سے کہا کہ آپ دعا کیجئے کہ میں راہ خدا میں شہید ہو جاؤں۔ رسول صلعم نے فرمایا۔ جاؤ اور ایک درخت کا چمک لے آؤ۔ بنی صلعم نے وہ چمک ان کے بازو پر باندھ دیا اور فرمایا کہ الہی میں کفار پر اس کا خون حرام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ اے بنی اللہ میں تو شہادت کا طالب ہوں حضور صلعم نے فرمایا۔ جب جنگ کی نیت سے تم نکلو اور بخار آ جائے اور مر جاؤ جب ہی تم شہید ہو گے۔

تبوک پہنچ کر یہی ہوا عبداللہ کو بخار آیا اور انتقال کیا۔ رات کا وقت تھا حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں چراغ تھا حضرت عمرؓ اور ابو بکرؓ اس کی لاش قبر میں اتار رہے تھے کہ بنی صلعم قبر میں اترے اور فرمایا اپنے بھائی کا ادب ملحوظ رکھو حضورؐ نے ان کی قبر پر اپنے ہاتھ سے اینٹیں رکھیں اور پردے مغفرت فرمائی۔ کہ الہی میں اس سے آج شام تک خوش رہا ہوں تو یہی اس سے راضی ہو جائے جو دیکھنے لگے کہ کاشکے میں اس کی قبر میں دبایا جاتا۔

تبوک سے واپسی | رسول صلعم جب تبوک سے چکر مدینہ کے قریب پہنچے تو لوگ عالم شوق میں استقبال کو نکلے خواتین بھی گھروں سے نکل آئیں اور روتا کیاں عجب شوق سے یہ طرآنے گاتی تھیں۔

ترجمہ۔ دداع کی گھائیوں سے ہم پر چاند طلوع ہوا۔ خدا کا پکارنے والا جب تک دنیا میں باقی ہے ہمیں خدا کا شکر فرض ہے۔ ۱۲

وہ منافق جو یہ کہتے تھے کہ اب محمد صلعم واپس نہ آئیں گے اور کسی دور جگہ جلا وطن

و بال ہو گئی۔ ان دنوں وہ دونوں تو گھر سے باہر نہ نکلتے مگر میں مسجد میں جاتا اور بعد نماز ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا رسول صلعم نبی نظروں سے دیکھتے اور منہ پیر لیتے دوسرے مسلمان ہم تنیوں سے یہی نہ بولتے چنانچہ اب وقتا وہ میرا چچا زاد بھائی تھا جب اس کو سلام کیا تو جواب نہ دیا اس پر میں خوب رو دیا گھر آ رہا تھا کہ ایک عیسائی ملا اور اس نے بادشاہ غسان کا خط منجھو دیا لکھا تھا کہ ہم کو تمہارے درجہ و منزلت کا حال معلوم ہے مگر تم کو تمہارے آقا اور دیگر لوگوں نے نظر سے گرا دیا ہے جو تمہاری شان کے خلاف ہے لہذا یہ خط پڑھتے ہی تم میرے پاس چلے آؤ تمہارا اعزاز میں تمہارے مرتبہ کے لائق کروں گا۔ اس خط نے منجھو اور صدمہ پہنچا یا کہ آج ایک عیسائی مجبور اور میرے دین پر قابو کرنا چاہتا ہے اس مصیبت سے دل بہر آیا اور خط قاصد کے سامنے آگ میں ڈال دیا اور کہا کہ اپنے بادشاہ سے کہہ دینا کہ آپ کی عنایت سے اور مہربانی سے مجھے اپنے آقا کی ناراضگی ہزار درجہ بہتر ہے۔

گھر پہنچا تو دیکھا کہ رسول صلعم کا آدمی موجود ہے اس نے کہا کہ حضور صلعم کا حکم ہے کہ تم اپنی بیوی سے علیحدہ رہا کرو۔ میں نے پوچھا کیا طلاق کا حکم ہے جواب دیا نہیں۔ اور یہی حکم ہلال اور قرہ کے پاس بھی پہنچا۔ ہلال کی بیوی حضور کی خدمت میں پہنچی اور عرض کیا کہ ہلال کمزور اور ضعیف ہے اور گھر میں کوئی ملازم نہیں اگر حکم ہو تو خدمت کرتی رہوں۔ فرمایا۔ ہاں مگر بستر سے علیحدہ رہو۔ لوگوں نے مجھ سے بھی کہا کہ تم بھی اجازت لیں مگر مجھے ہمت نہ پڑی کیونکہ میں اپنا کام خود کر سکتا تھا۔ غرض کہ اسی مصیبت میں پچاس دن گزر گئے ایک رات میں چپت

جبل نور



چہارٹھی مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اور اس کا زمانہ قدیم سے احترام کیا جاتا ہے رسول صلعم اکثر یہاں ٹہرتے اور قیام فرمایا کرتے تھے اس وقت بھی حاجی یہاں جاتے اور دو کوست نماز ادا کرتے ہیں

میں یہ آستیں نازل ہوئیں۔ واللہین التخذ واستجدل ضراراً تا۔ یحب لمطهرین۔
 ترجمہ۔ وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد ضرار اور نا اتفاقی ڈالنے اور کفر کی غرض سے تیار
 کی ہے اور اس غرض سے کچھ لوگ پہلے سے خدا اور رسول سے لڑتے ہیں ان کو
 ایک کہیں گاہ ہاتھ آئے اور وہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے صرف بھلائی کی غرض سے
 ایسا کیا اور خدا کو اہی دیتا ہے کہ یہ جو نٹ کھتے ہیں۔ (اے محمد) تو کبھی اس مسجد
 میں آکر مت کھڑا ہو۔ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے پرہیز گاری پر رکھی
 گئی ہے وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تو اس میں نماز پڑھے۔ وہاں ایسے
 لوگ ہیں جن کو صفائی محبوب ہے اور خدا صفائی پسند کرنے والوں سے محبت
 رکھتا ہے۔

غزوہ تبوک آخری تھی اسکے بعد پہر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

اول حج اسلام اور اعلان

۹ ذی الحجہ ۹؎ مطابق ۱۹ مارچ ۶۳۱؎

اگرچہ کہ گذشتہ سال فتح ہو گیا تھا مگر ملک میں پورا تسلط مسلمانوں کا نہ تھا
 اس لئے اس سال مشرکین ہی کے زیر استہام ارکان حج انجام پائے۔ مسلمانوں
 نے عتاب بن اسید امیر مکہ کے ساتھ فریضہ حج ادا کیا۔ اس سال ملک
 میں پورا امن تھا لہذا بنی مسلم نے ایک قافلہ تین سو آدمیوں کا حج کے لئے مدینہ
 روانہ فرمایا۔ چونکہ اس سال ہر چار طرف سے لوگ اسلام قبول کرنے آرہے
 تھے اس لئے آپ نہ جاسکے۔ اور قربانی کے لئے بیس اونٹ ساتھ کر دئے۔

۱- یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوا اَمْرًا مِنْهُمْ حَتّٰى يَنْتَظِرُوْا اَمْرًا مِنْ رَّبِّكُمْ

سید احمد علی شاہ صاحب

۱۰۵

مجلس اول

(1) ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ॥ १ ॥

فقره: ۱۴۸ - هر کسی که در این باب مرتکب شود مجرم است و به حبس از ۱ تا ۳ ماه و جزای نقدی از ۱۰۰ تا ۲۰۰ ریال محکوم میگردد.

۱۱۱- حضرت عبداللہؑ، فرمایا کہ تم میری عمر میں نہ رہو گے۔

سید الشهدا علی بن ابی طالب علیه السلام

سید الشہداء علیہ السلام و آلہ و صحبہ و تابعین و غیرہ

...
...

سید محمد تقی میرزا - سید محمد علی میرزا - سید محمد علی میرزا - سید محمد علی میرزا

[illegible][illegible]

۱- در مورد اهمیت و ضرورت آموزش و پرورش در جامعه اسلامی
 ۲- در مورد اهداف و مأموریت‌های نظام آموزشی در اسلام

...
...

सुखं भवति, अत्रैव भवति, अत्रैव भवति-

مجلس بیستم از تاریخ ۱۳۰۲/۱۲/۲۵

مختلف واقعات ۹

شروع ۹^{۴۴} میں رسول صلعم حضرت حفصہؓ اور حضرت عائشہؓ سے کبیدہ خاطر رہے۔ ایک راز جو حضرت حفصہؓ سے کہا تھا وہ انہوں نے افشا کر دیا حضرت عائشہؓ ان کے شریک حال تھیں۔ ایک ماہ برابر آپؐ نے بالا خانہ پر تنہا نشینی اختیار کی۔ صحابہ میں مشہور ہو گیا کہ آپؐ نے طلاق دے دی ہر مسلمان پریشان ہو گیا۔ اگر قرآن میں آستیں ان کی برایت میں نازل نہ ہوتیں تو ایک فتنہ عظیم برپا ہونے کا احتمال تھا۔ کیونکہ مدینہ کے چار سو منافق اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح ازواج میں جھگڑا ہو اور جس کا اثر حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ پر پڑے اور وہ رسول صلعم کے خلاف ہو جائیں۔ مگر جب یہ آیت نازل ہوئی تو پھر کبھی ازواج سے کبیدگی نہ ہوئی۔ اور نہ آپس میں نا اتفاقی پیدا ہوئی۔ فیصلہ کن جو آیت آخر میں نازل ہوئی یہ ہے۔

ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم کو دنیا کی زندگی اور دنیا کا زینب نہایت مطلوب ہے تو آؤ میں تم کو رخصتی جوڑے دیکر بطریق حسن رخصت کر دوں اور اگر خدا اور خدا کا رسول مطلوب ہے تو خدا نے اپنے نیکو کار بندوں کے لئے بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے۔ سورہ احزاب۔

نوسال کے بعد حبیب ملک میں امن اور تسلط ہو گیا تو زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا اور تحصیل زکوٰۃ کے لئے عمال مقرر ہوئے۔

غیر قوموں سے جزیہ وصول کرنے کی آیت بھی اسی سال نازل ہوئی۔

ہر چار طرف اسن پیدا ہو گیا اور جو برکتیں اس پاک دین سے ہونی چاہئیں وہ پوری ہو گئیں یعنی وحشیوں کے دلوں میں اسلام اپنا جلوہ دکھانے لگا بت پرستی کا بیج مارا گیا خدا پرستی کا رواج ہو گیا اور ہر شخص اخلاص و محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگا تو آپ نے حج کا ارادہ کیا اور تمام اطراف میں اطلاع بھیج دی کہ بنی مسلم حج کے لئے تشریف لے جانے والے ہیں۔ اس اطلاع کے پہنچنے ہی ہر چار طرف سے سلمان مدینہ میں آئے لگے اور خلقت کا ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا۔ جن میں ہر طبقہ اور ہر درجہ کا آدمی موجود تھا۔

۲۵۔ ذی قعدۃؓ کو معہ جملہ مسلمانوں کے مقام ذی الحلیفہ پر بنی مسلم نے احرام باندھا اور یہیں سے لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملاک لا شریک لک۔ کا ترانہ بلند کیا اور مکہ منظرہ کو معہ احرام روانہ ہوئے۔

چونکہ ہر اطراف میں اطلاع کر دی گئی تھی اس لئے راستہ میں ہر جگہ سے فوج در فوج لوگ اس متبرک قافلہ میں شامل ہوتے جاتے تھے۔

بنی مسلم راستہ میں جس ٹیلہ یا پہاڑی سے گذرتے تھے تو تین تین بار کبیرہٴ آواز بلند فرماتے تھے۔ مکہ پہنچتے پہنچتے ایک لاکھ چوالیس کا مجمع ہو گیا بنی مسلم نے اول مکہ کے قریب مقام ذی طوئی میں کچھ دیر قیام فرمایا اور پہرہ بالائے مکہ سے تمام جماعت کو لیکر مکہ میں داخل ہوئے اور روز روشن میں کعبۃ اللہ کا طواف کیا طواف سے فارغ ہو کر کوہ صفا اور کوہ مروا پر تشریف لے گئے انکی چوٹیوں

[illegible]

۱- در این کتاب که به نام "تذکره" است،
 از جمله اشعار و کلامی که در این کتاب
 آمده است، به شرح و توضیح آن پرداخته
 شده است. این کتاب یکی از مهم‌ترین
 منابع برای شناختن ادبیات و تاریخ
 ایران است.

[illegible]

خطبہ نبی صلعم بروز حجۃ الوداع

ترجمہ

عبارت خطبہ

اے لوگو۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم ہر کبھی اس مجلس میں جمع نہ ہوں گے۔

(۱) یا ایہا الناس فی لا ارا فی دایا کم یجتمع فی ہذا المجلس ابداً

(۲) حاضرین۔ تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں یکدگر پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی۔ اس شہر کی اور اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو عنقریب تمہیں خدا کے سامنے پیش ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرے گا۔ بس خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا۔ کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

(۲) ان و ما عنکم و ما موا لکم و اعراضکم حرام علیکم کحرمتہ یومکم ہذا فی بلدکم ہذا فی شہرکم ہذا و ستلقون ربکم فی سکرکم عن اعمالکم الا فلا ترجعوا بعدی قتلاً لا یضرب بعضکم رقاب بعض

(۳) لوگو۔ میں جاہلیت کی ہر ایک بات کو اپنی قدموں کے نیچے پا مال کرتا ہوں۔

(۳) الاکل شیء من امر الجاہلیت تحت قدمی موصو ح

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۸۔ یہاں رسول صلعم کی ذات مراد ہے۔ اسی طرح سیہوں سے مقدس پہاڑ مراد ہے یہاں عرفات سے مراد ہے (جن کے باتوں پر باپ کا نام لکھا تھا) اس سے غرض وہ نشان ہیں جو سجدہ کرنے سے ماتھوں پر پڑ جاتے ہیں۔ جیسا کہ کلام مجید میں آیا ہے ۱۰۰ یسما ۱۰۰ فی وجہہم من اشرا السجد۔ اسی مکاشفات میں چند در چند پیشین گوئیاں موجود ہیں جو ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔

[illegible]

سید محمد بن علی بن ابی طالب
علیه السلام

(۶) ایہا الناس انہ لابی بجدی
ولا امتہ بعدکم۔ الا فاعبدوا ربکم
وصلوا تحسکم وصوموا شہرکم
وادوا زکاتہ امواکم طیبہ
بہا انفسکم و تحجون بیت ربکم
واطیعوا ولایۃ امرکم تہملوا جنتہ
ربکم۔

(۷) وانتم تسالون عنی
فما انتم قائلون
قالوا انشہد انک۔ قد بلغت
واذیت نصحت۔

(۸) فقال یا صبعہ السابۃ
برقعہا الی اسماء و
نیکتہا الی الناس

اللہم اشہد۔ اللہم اشہد
اللہم اشہد

(۹) الا لیبلغ الشاہد الغائب
فلعل بعض من یلیغہ ان

(۶) اے لوگو۔ نہ تو میرے بعد اور کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی
جدید امت پیدا ہو گی والی ہے خوب سن لو کہ اپنے پروردگار
کی عبادت کرو اور نیچکا نہ نماز ادا کرو اور سال بہر
میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو اپنے مالوں کی
زکوٰۃ نہایت خوشدلی کے ساتھ دیا کرو۔ خاں خدا کا حج
بجلاؤ اور اپنے اولیاء امور و حکام کی فرمانبرداری کرو جسکی
یہ ہے کہ تم پروردگار کے بہشت بریں میں داخل ہو گے۔

لوگو۔ قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی پوچھا جائیگا
مجھے بتادو کہ تم کیا جواب دو گے۔

میں نے کہا۔ ہم اسکی شہادت دیتے ہیں کہ آپنے خدا کے احکام ہم
کو پہنچا دیئے آپنے رسالت کا حق ادا کیا اور آپنے پیغمبر کی پہچان کرا دی
راکے بعد رسول صلعم نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا اور
انگلی کو اٹھاتے تھے اور ہر لوگوں کی طرف جھکاتے
فرماتے تھے۔

اے خدا گواہ رہنا۔ اے خدا گواہ رہنا اے خدا شہد
رہنا کہ یہ لوگ کیا گواہی دیتے ہیں)

(۹) (دیکھو) جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں
ہیں اس کی تبلیغ کرتے ہیں ممکن ہے کہ بعض سنتے



منشا۔ منشا وہ مقام ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے قربان گاہ چلا آتا تھا رسول صلعم نے بھی اسی جگہ قربانی کی اور پھر اس وقت سے اس وقت تک تمام حاجیوں کی یہی قربان گاہ ہے

(تخلیق صفحہ ۵۲۲)

حج سے نبی صلعم کا اصلی مقصد خداے واحد کی توحید خالص کا اعلان جعفر
ابراہیم واسمعیل علیہ السلام کی سنت۔ کفار کی مشرکانہ رسوم کا بطلان۔ تسلیم
اسلام کی اشاعت عامہ تھا اس لئے اس حج کو حجۃ البلاغ بھی کہتے ہیں اور
چونکہ اس حج کے بعد دوبار حج نبی صلعم نے نہیں کیا اس لئے حجۃ الوداع بھی
کہتے ہیں۔

رسول صلعم ایک لاکھ چوالیس ہزار برگزیدہ بندوں کے سامنے توحید کی تعلیم دیکر
نہایت خوش خوش مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔

راستہ میں بریدہ اسلمی نے حضرت علی کی شکایت بنی صلعم تک پہنچائی
یہ شکایت ان افعال سے تھی جو حکومت میں حضرت علی سے تقسیم غنیمت وغیرہ
کے متعلق صادر ہوئی تھی۔ رسول صلعم نے ایک فصیح خطبہ بمقام غدیر بیان کیا جس
میں آپ نے فرمایا کہ علی کا فعل نفسانیت سے نہ تھا بلکہ عین والوں کی عقل کا
قصور تھا۔ اور اس خطبہ میں اہل بیت کی شان و منزلت کا اظہار کیا اور حضرت
علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ من کنزت مولاه فعلی مولاه
ترجمہ۔ جسکایں مولاهوں علی ہی اسکا مولا ہے۔

اس خطبہ کے بعد حضرت عمرؓ نے اس شرف کی مبارک باد دی اور بریدہ نے
اپنی تمام عمر حضرت علی کی محبت اور اطاعت میں بسر کی اور پھر جنگ جمل میں
شہید ہوئے۔

١٥٩ (١٥٩)

مکتبہ اسلامیہ، لاہور، پاکستان

[illegible]

سید احمد علی شاہ

اکملت لکم دینکم تا زل ہوئی تو اس سورت کا مطلب بالکل ہی واضح ہو گیا کیونکہ نبی صلعم نے فرمایا تھا کہ میں صرف اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ دین حق کی تلقین کر کے اسلام کو مکمل کر جاؤں اور یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ وہ مقصد پورا ہو چکا پس اب اس کا نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ میں نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ جاؤں۔

آپ ہر سال دس یوم کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے مگر اس آخری رمضان میں تین یوم اعتکاف میں رہے اور اپنی پیاری بیٹی فاطمہؓ سے اس کی وجہ یہی بتلائی کہ میری موت قریب ہے۔ چنانچہ شروع ماہ صفر میں آپؐ نے آخرت کی تیاری شروع کر دی اور ایک ماہ پیشتر تمام انصار و مہاجرین کو جمع فرما کر خطبہ ذیل سنایا۔

ترجمہ۔ اے لوگو۔ خدا کی سلامتی۔ نصرت اور حفاظت تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تم کو اقبال مندی۔ ہدایت اور توفیق عطا فرمائے اور اپنی پناہ میں رکھے اور ہر آفت سے بچائے۔ میں تم کو پرہیزگاری۔ اور خدا تو سب کی وصیت کرتا ہوں اور خدا کے سپرد کرتا ہوں اور تم کو اپنا جانشین کرتا ہوں۔ تم کو خدا سے الہی سے ڈراتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو ڈراتے رہو گے۔ تم کو لازم ہے کہ سرکشی تکبر خدا کی بستیوں میں نہ پیسلے دو۔ آخرت کا گہرا اُس کے لئے ہے جو دنیا میں بڑھ کر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے۔

میں اُن فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو عنقریب تم کو حاصل ہونے والی ہیں لیکن یہ خوف نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے مگر ڈریہ ہے کہ دنیا کی

۱۱ - بقیہ پیر کے

[illegible]

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

میں نے

۱-۲-۳

کتابخانه عمومی آستان قدس
تهران

کتابخانه عمومی آستان قدس
تهران

چند روزی بعد از آنکه

خبر کے لئے اس وقت کی خبریں

۱- در مورد سبب و علت وقوع این حادثه؛

سید بن ابی طالب - و از آنکه در میان او و علی بن ابی طالب

4. 2. 1. 2. 3. 4. 5. 6. 7. 8. 9. 10. 11. 12. 13. 14. 15. 16. 17. 18. 19. 20. 21. 22. 23. 24. 25. 26. 27. 28. 29. 30. 31. 32. 33. 34. 35. 36. 37. 38. 39. 40. 41. 42. 43. 44. 45. 46. 47. 48. 49. 50. 51. 52. 53. 54. 55. 56. 57. 58. 59. 60. 61. 62. 63. 64. 65. 66. 67. 68. 69. 70. 71. 72. 73. 74. 75. 76. 77. 78. 79. 80. 81. 82. 83. 84. 85. 86. 87. 88. 89. 90. 91. 92. 93. 94. 95. 96. 97. 98. 99. 100. 101. 102. 103. 104. 105. 106. 107. 108. 109. 110. 111. 112. 113. 114. 115. 116. 117. 118. 119. 120. 121. 122. 123. 124. 125. 126. 127. 128. 129. 130. 131. 132. 133. 134. 135. 136. 137. 138. 139. 140. 141. 142. 143. 144. 145. 146. 147. 148. 149. 150. 151. 152. 153. 154. 155. 156. 157. 158. 159. 160. 161. 162. 163. 164. 165. 166. 167. 168. 169. 170. 171. 172. 173. 174. 175. 176. 177. 178. 179. 180. 181. 182. 183. 184. 185. 186. 187. 188. 189. 190. 191. 192. 193. 194. 195. 196. 197. 198. 199. 200. 201. 202. 203. 204. 205. 206. 207. 208. 209. 210. 211. 212. 213. 214. 215. 216. 217. 218. 219. 220. 221. 222. 223. 224. 225. 226. 227. 228. 229. 230. 231. 232. 233. 234. 235. 236. 237. 238. 239. 240. 241. 242. 243. 244. 245. 246. 247. 248. 249. 250. 251. 252. 253. 254. 255. 256. 257. 258. 259. 260. 261. 262. 263. 264. 265. 266. 267. 268. 269. 270. 271. 272. 273. 274. 275. 276. 277. 278. 279. 280. 281. 282. 283. 284. 285. 286. 287. 288. 289. 290. 291. 292. 293. 294. 295. 296. 297. 298. 299. 300. 301. 302. 303. 304. 305. 306. 307. 308. 309. 310. 311. 312. 313. 314. 315. 316. 317. 318. 319. 320. 321. 322. 323. 324. 325. 326. 327. 328. 329. 330. 331. 332. 333. 334. 335. 336. 337. 338. 339. 340. 341. 342. 343. 344. 345. 346. 347. 348. 349. 350. 351. 352. 353. 354. 355. 356. 357. 358. 359. 360. 361. 362. 363. 364. 365. 366. 367. 368. 369. 370. 371. 372. 373. 374. 375. 376. 377. 378. 379. 380. 381. 382. 383. 384. 385. 386. 387. 388. 389. 390. 391. 392. 393. 394. 395. 396. 397. 398. 399. 400. 401. 402. 403. 404. 405. 406. 407. 408. 409. 410. 411. 412. 413. 414. 415. 416. 417. 418. 419. 420. 421. 422. 423. 424. 425. 426. 427. 428. 429. 430. 431. 432. 433. 434. 435. 436. 437. 438. 439. 440. 441. 442. 443. 444. 445. 446. 447. 448. 449. 450. 451. 452. 453. 454. 455. 456. 457. 458. 459. 460. 461. 462. 463. 464. 465. 466. 467. 468. 469. 470. 471. 472. 473. 474. 475. 476. 477. 478. 479. 480. 481. 482. 483. 484. 485. 486. 487. 488. 489. 490. 491. 492. 493. 494. 495. 496. 497. 498. 499. 500. 501. 502. 503. 504. 505. 506. 507. 508. 509. 510. 511. 512. 513. 514. 515. 516. 517. 518. 519. 520. 521. 522. 523. 524. 525. 526. 527. 528. 529. 530. 531. 532. 533. 534. 535. 536. 537. 538. 539. 540. 541. 542. 543. 544. 545. 546. 547. 548. 549. 550. 551. 552. 553. 554. 555. 556. 557. 558. 559. 560. 561. 562. 563. 564. 565. 566. 567. 568. 569. 570. 571. 572. 573. 574. 575. 576. 577. 578. 579. 580. 581. 582. 583. 584. 585. 586. 587. 588. 589. 590. 591. 592. 593. 594. 595. 596. 597. 598. 599. 600. 601. 602. 603. 604. 605. 606. 607. 608. 609. 610. 611. 612. 613. 614. 615. 616. 617. 618. 619. 620. 621. 622. 623. 624. 625. 626. 627. 628. 629. 630. 631. 632. 633. 634. 635. 636. 637. 638. 639. 640. 641. 642. 643. 644. 645. 646. 647. 648. 649. 650. 651. 652. 653. 654. 655. 656. 657. 658. 659. 660. 661. 662. 663. 664. 665. 666. 667. 668. 669. 670. 671. 672. 673. 674. 675. 676. 677. 678. 679. 680. 681. 682. 683. 684. 685. 686. 687. 688. 689. 690. 691. 692. 693. 694. 695. 696. 697. 698. 699. 700. 701. 702. 703. 704. 705. 706. 707. 708. 709. 710. 711. 712. 713. 714. 715. 716. 717. 718. 719. 720. 721. 722. 723. 724. 725. 726. 727. 728. 729. 730. 731. 732. 733. 734. 735. 736. 737. 738. 739. 740. 741. 742. 743. 744. 745. 746. 747. 748. 749. 750. 751. 752. 753. 754. 755. 756. 757. 758. 759. 760. 761. 762. 763. 764. 765. 766. 767. 768. 769. 770. 771. 772. 773. 774. 775. 776. 777. 778. 779. 780. 781. 782. 783. 784. 785. 786. 787. 788. 789. 790. 791. 792. 793. 794. 795. 796. 797. 798. 799. 800. 801. 802. 803. 804. 805. 806. 807. 808. 809. 810. 811. 812. 813. 814. 815. 816. 817. 818. 819. 820. 821. 822. 823. 824. 825. 826. 827. 828. 829. 830. 831. 832. 833. 834. 835. 836. 837. 838. 839

سید الشہداء علیہ السلام و آلہ و صحبہ و تابعین و غیرہ

حاصل ہوگی۔ کاذب رسول کے نام یہ ہیں۔

مسلمہ بن سمامہ، طلحہ بن خویلد اسدی۔ اسود بن کعب۔ سہاج بنت حارث۔

مسلمہ کذاب | ان کاذبوں میں سب سے بڑا مسلمہ تھا۔ پیام میں اس نے خروج کیا قریب ایک لاکھ آدمی اس کے مقتصد تھے یہ نہایت چالاک اور شعبہ باز شخص تھا لوگوں کو بہکاتا اور کہتا کہ میں تو محمد صلعم کی رسالت میں شریک ہوں ایک مرتبہ اس نے رسول صلعم کو خط بھیجا تھا کہ نصف ملک مجھ کو دے دیجئے آپ نے یہ سن کر قاصد سے پوچھا کیا میں رسول نہیں ہوں اس نے کہا کہ آپ رسول ضرور ہیں مگر مسلمہ ہی رسول ہے اور آپ کائنات میں شریک ہے آنحضرت نے فرمایا کہ اگر قاصدوں کے مارے کا دستور ہوتا تو تو ہرگز یہاں سے زندہ نہ جاتا۔ رسول صلعم اس وقت علیل تھے اس لئے یہ معاملہ ملتوی رہا مگر آنحضرت کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے اسکی سرکوبی کے لئے حضرت خالد کو مع بیس ہزار فوج کے روانہ کیا۔ مسلمہ نے چالیس ہزار سے مقابلہ کیا۔ حق و باطل کی لڑائی ہوئی۔ ایک ہزار مسلمان مسلمہ کے دس ہزار آدمی مار کر شہید ہوئے۔ اس کے بعد فوج کے پاؤں اکٹڑ گئے اور مسلمہ ہباگا۔ اس کا تعاقب کیا گیا اور ایک مقام پر گھیر لیا۔

جستی قاتل امیر حمزہ نے ایسا نیزہ مارا کہ کام تمام ہو گیا۔ اسکا ذکر وفد کی فہرست نمبر ۵ میں بھی گند چکا ہے۔

طلحہ کذاب | قبیلہ بنی اسد سے اس نے خروج کیا۔ رسول صلعم کو مدینہ خبر پہنچی

اس عورت کی شعیبہ بازی کام کر گئی۔

مگر کسی حکمت علی سے مسیلمہ گذاب نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا تھا اور یہی وجہ اور یہی تھی کہ مسیلمہ کی قوت بڑھ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے مقابل ہوا جب مسیلمہ قتل ہوا تو سجاج کا پر کچھ پتہ نہ چلا اور عرصہ تک ایک گمنام حالت میں رہی اور پھر معاویہ کے زمانہ میں مسلمان ہو کر مری۔

علامت اور وفات نبی صلعم

جنگ روم کی تیاری | رسول صلعم کی طبیعت تو کم و بیش ناساز چلی ہی آرہی تھی مگر جب علامت سے کچھ افاقہ ہو تو مسلمانوں کو جنگ روم کی تیاری کا حکم دیا اور دوسرے دن اسامہ

۲۴ صفر مطابق ۲۲ مئی
۶۳۲ء روز جمعہ

بن زید بن حارثہ سے فرمایا کہ تم اپنے باپ کے مقتل پر اس قدر جلد جاؤ کہ وہاں کے لوگوں کو تیرے آنے کی خبر نہ ہو۔

۲۸ صفر کو آنحضرت صلعم پر بیماری کے آثار پر ظاہر ہوئے حالت مرض میں آپ نے اسامہ کا جھنڈا اپنے ہاتھ سے درست کر کے روانہ کیا اور تمام اصحاب ابو بکر صدیق - عمر فاروق - عثمان ذی النورین - سعد بن ابی وقاصی - ابو عبیدہ بن جراح - سعید بن زید - قتادہ بن نعمان وغیرہ کو اسامہ کے ہمراہ جانیکا حکم دیا۔ چونکہ اسامہ کا باپ زید بن حارثہ غلام تھا اس لئے غلام کا سردار ہونا لوگوں کو کچھ ناگوار ہوا آنحضرت کو اس کی خبر ملی آپ نے سب کو بلا کر سمجھایا کہ زید بن حارثہ برابر فوج کا سردار ہوتا تھا اس وقت کوئی معترض نہ ہوا یہ اسامہ ہی تو اسی

१-

۱- کتب و مستندات

[illegible]

۱-۲-۳-۴-۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳-۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱-۲۲-۲۳-۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۳۱-۳۲-۳۳-۳۴-۳۵-۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۲-۴۳-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-۴۸-۴۹-۵۰-۵۱-۵۲-۵۳-۵۴-۵۵-۵۶-۵۷-۵۸-۵۹-۶۰-۶۱-۶۲-۶۳-۶۴-۶۵-۶۶-۶۷-۶۸-۶۹-۷۰-۷۱-۷۲-۷۳-۷۴-۷۵-۷۶-۷۷-۷۸-۷۹-۸۰-۸۱-۸۲-۸۳-۸۴-۸۵-۸۶-۸۷-۸۸-۸۹-۹۰-۹۱-۹۲-۹۳-۹۴-۹۵-۹۶-۹۷-۹۸-۹۹-۱۰۰

کتابخانه عمومی مسجد جامع کربلا

۱۰۸

چنانچہ یہی دعا حضرت عائشہؓ نے بڑھی اور رسول صلعم کے ہاتھ پر دم کر کے چاہا کہ جسم اطہر پر پھیر دیں مگر رسول صلعم نے ہاتھ ہٹائے اور فرمایا۔ اللہم اغفر لی الحقتی بالرفیق الاعلیٰ۔

وفات سے پانچ یوم قبل فرمایا۔

تم سے قبل ایک قوم ہوئی ہے جو انبیاء اور صالحی کی قبروں کو مسجد گاہ بناتے تھے مگر تم ایسا نہ کرنا۔ خدا ان یودیوں اور نصاریٰ پر لعنت کرے جنہوں نے انبیاء کی قبروں کو مسجد گاہ بنایا۔ اے خدا میری قبر کو میرے بعد بت نہ بنا دیجو کہ اس کی پوجا ہو اگر ہے۔ اس قوم پر خدا کا غضب ہے جنہوں نے قبور انبیاء کو مساجد بنایا۔ دیکھو میں تم کو اس سے منع کرتا رہا ہوں دیکھو میں تبلیغ کر چکا۔ اے خدا تو اس کا گواہ رہ۔ اے خدا تو گواہ رہ۔

اسی حالت میں سر پر پٹی بندھی ہوئی دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور مہاجرین اور انصار کو جمع کیا اور ان کو مناسب نصیحتیں اور ہدایات فرمائیں پھر فرمایا کہ اگر کسی شخص کا کچھ حق مجھ پر رہ گیا ہو تو اس وقت طلب کرے۔ ایک شخص نے کہا کہ حضور نے تین درہم مجھ سے لیکر ایک سائل کو دئے تھے وہ اب تک مجھ کو واپس نہیں ہوئے یہ قرضہ اسی وقت ادا کیا گیا۔

پھر لوگوں نے اپنے اپنے حق میں دعا اور برکت حاصل کی۔ تیمار داری حضور صلعم کی حضرت عائشہؓ کے حجرے میں ہوئی اور تمام بنی ہاشم آپؐ کی

لے موطا امام مالک۔

ایک یہودی کے ہاں تیس صاع جو کے عیوض رہن تھی۔

آخری وقت | بیماری کے چودھویں روز رسول صلعم نے صبح کے وقت اپنے حجرے کا پردہ اٹھایا دیکھا کہ مسجد نبوی میں صفیں درست ہیں مسلمان نماز میں مشغول ہیں تہوڑی دیر تک اس پاک نظارہ کو ملاحظہ فرماتے رہے دیکھنے سے طبیعت بشاش ہوئی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی۔

صحابہ نے جب رسول صلعم کو دیکھا تو اضطراب سے یہ حال ہو گیا کہ جو جہاں بیٹھا تھا ٹٹکی باندھے وہیں رہ گیا رسول صلعم نے ہاتھ کے اشارہ سے سب کو تسکین دی اور اسی حالت میں اٹھے اور حضرت ابو بکر صدیق کے مقتدی ہو کر نماز ادا کی۔ اور بعد نماز تسکین کے کلمے کہے اور مسلمانوں کو بھی نیکی کی نصیحت کی۔

صحیحین میں مذکور ہے کہ حالت بیماری میں آپ صلعم نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بہائی کو بلاؤ کہ تمہارے باپ کے لئے خلافت نامہ لکھ دوں پھر فرمایا کہ کچھ اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ مومن لوگ سوائے ان کے دوسرے کو سردار مقرر نہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے اور یہ بھی دیچ ہے کہ ایک روز بیماری کی حالت میں کاغذ اور قلم طلب کیا چونکہ اس وقت عارضہ کی شدت تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس وقت لکھنے میں آپ کو تکلیف ہوگی ہمارے واسطے قرآن مجید ہی کافی ہے جیسا کہ آپؐ فرما چکے ہیں۔ بعضوں نے اس کے

۱۱ بخاری شریف - ۱۲

۱۳ رسائل ارکان اربعہ مولانا یحییٰ العلوم - ۱۲

[illegible][illegible]

احترام کے بارہ میں وصیت فرمائی۔ پہرا زواج مطہرات کو بلایا اور نصیحتیں فرمائی۔
 پھر حضرت علیؑ کو بلایا۔ مگر اس وقت حالت اور ذرا غیر ہو گئی تھی۔ حضرت
 علیؑ نے اپنا سر مبارک اپنی گود میں لے لیا حضور صلعم باتیں کرتے تھے اور لطف
 مبارک حضرت علیؑ کے چہرہ پر پڑتا تھا۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ ایک وصیت کرتا
 ہوں سنو۔ لوٹدی غلام کے بارہ میں خداوند تعالیٰ کو یاد رکھو ان کو خوب کہلاؤ
 اور پہناؤ اور ہمیشہ نرمی کا برتاؤ کرو اور علیؑ خوب صبر سے رہو۔
 جب حضرت علیؑ باہر تشریف لے گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سر مبارک
 اپنے زانو پر رکھ لیا۔ اتنے میں عبدالرحمن بن ابی بکر ایک تازہ مسواک ہاتھ
 میں لے ہوئے تشریف لائے چونکہ آپ کو صفائی کا بہت خیال تھا وہ مسواک
 بھی کی اس کے بعد زبان مبارک سے نکلا الصلوٰۃ الصلوٰۃ و مالکیت ایما نکم
 یعنی نماز نماز اور لوٹدی غلام کے حقوق۔

آخر اسی بخار کی حالتیں دم و الیس پر فرمایا۔ اللہم الرفیق الاعلیٰ۔ اسے
 خدا سب بڑا رفیق۔ پھر آنکھ کی پتلی بدل گئی اور ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ روز
 دوشنبہ وقت چاشت مطابق ۶ مئی ۶۳۲ء بعمر تریسٹھ سال پانچ دن چھ
 گھنٹہ جسم اطہر سے روح منور نے بسوئے معبود حقیقی پرواز کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ
 اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۱۱ تاریخ وفات جو ۱۲ ربیع الاول مشہور ہے قطعی غلط ہے ہم نے ہر معتبر ذریعہ سے (دیکھو صفحہ ۵۳۶)

عرصہ دراز تک سکوت میں رہے سب سے بات چیت بند کر دی۔
 حضرت ابو بکر صدیقؓ اس وقت باہر تھے۔ خبر وفات سن کر دوڑتے ہوئے گھر میں
 آئے اور حضرت عائشہ کے حجرے میں چلے گئے۔ جسم مبارک کو دیکھا۔ منہ سے منہ لگا یا
 اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پہر آنسو بہائے اور کہا کہ اے نبی اللہ میری ماں اور باپ
 آپ پر شاہرموں اللہ تعالیٰ دو موتیں آپ پر وارد پڑے گا یہی ایک موت جو مقدر
 تھی میں نے دیکھی پہر مسجد میں آئے اور وفات رسول صلعم پر مندرجہ ذیل اعلان
 کا خطبہ پڑھا۔ ترجمہ خطبہ۔

جو شخص محمد صلعم کی عبادت کرتا تھا وہ سن لے کہ وہ انتقال کر گئے اور جو شخص
 اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ محمدؐ ہی تو ایک رسول ہیں جس طرح ان سے پہلے
 بہت سے رسول اور پیغمبر ہو چکے ہیں۔ اگر محمدؐ نے وفات پائی یا شہید ہوئے
 تو کیا تم لوگ اٹے پاؤں پہر جاؤ گے۔ اگر بغرض کوئی شخص پہر بھی جائے تو وہ
 اللہ تعالیٰ کو کیا نقصان پہنچا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ تو شکر گزار لوگوں کو ان
 کی جزا عطا فرمائے گا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ نبی صلعم کو غسل دیتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔
 ترجمہ۔ میری ماں اور باپ آپ پر قربان آپ کے انتقال سے وہ بات
 جاتی رہی جو کسی کی موت سے نہ گئی تھی۔

یعنی نبوت۔ غیب کی خبریں۔ اور وحی آسمانی کا خاتمہ ہو گیا۔ آپ کی موت

الْعَالَمِينَ عَلَى مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
وَأَمَامِ الْمُتَّقِينَ وَرَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لِشَهِادَةِ الْبَشَائِرِ
الذَّاعِي بِأَذْنَانِكَ السَّارِجِ الْمُنِيرِ وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت صلعم کی قبر کے بارے میں کچھ اختلاف سا ہوا مگر چند اصحاب نے
اس مضمون کی حدیث سنائی کہ پیغمبر کو وہیں دفن ہونا چاہیے جہاں اوس کی
روح قبض ہوئی ہو۔ اس لئے آپ صلعم حضرت عائشہ کے حجرے میں مدفون
ہوئے۔ حضور صلعم نے دنیا میں تبلیغ رسالت آٹھ ہزار ایک سو پچپن دن کی اور
اور کل عمر بائیس ہزار تین سو تیس دن اور چھ گھنٹے ہوئی۔ یعنی آٹھ سال اکیس نوم

اسلام بزور شمشیر

خالفین جن کا یہ قول ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا گیا اور جس کے ثابت کرنے
کے لئے انہوں نے بہتان اور افتراء کے دفتر کے دفتر مرتب کر دیئے ہیں تعصب اور
تنگ خیالی کی محدود فضا سے باہر آکر اس مستند تاریخ کا مطالعہ کریں جس کا ہر
واقعہ بتا رہا ہے کہ عرب کے جنگجو صحرائی کسی مادی سلاح سے مغلوب ہونے والے
انسان نہ تھے بلکہ وہ ایک روحانی شمشیر تھی جس نے ان سرکشوں کے سر نیچے
کئے جس نے صنم خانے خدا خانے بنائے اور جس نے کفر و انحراف کی سالہا سال کی
سلگائی ہوئی آگ کو ہمیشہ کے لئے ٹھنڈا کر دیا۔ اس روحانیت کا دوسرا نام
اخلاق محمدی ہے جس کے ادنیٰ سے ادنیٰ معجزات تالیف قلوب کا اثر

فہرست اتلاف جان از ۱۹۱۴ء لغایت ۱۹۱۹ء

علاوہ نقصان مالی

| | | |
|------------------------------|---------|------------------|
| ایکے مقابلہ میں گیارہ سال | ۱۷ لاکھ | روس کے مقتول |
| اسلام پیلانے کی کوشش میں | ۱۶ لاکھ | جرمن |
| اتلاف جان کی فہرست ملاحظہ ہو | ۱۳ لاکھ | فرانس |
| مسلمان زخمی ۱۲۷ - شہید | ۴ لاکھ | اطلی |
| ۲۵۹ کل ۳۸۶ | ۸ لاکھ | آسٹریا |
| مخالف مقتول ۷۵۹ | ۷ لاکھ | برطانیہ |
| میزان کل معہ زخمیان ۱۱۳۶ | ۲ لاکھ | ترکی |
| اور | ۱ لاکھ | بلجیئم |
| میزان کل اتلاف جان | ۱ لاکھ | رومانیہ |
| ۱۰۱۸ | ۱ لاکھ | بلغاریہ |
| | ۱ لاکھ | سرویہ مانٹی نگرو |
| | ۵۰ ہزار | امریکہ |

میزان کل نقصان جان ۷۲ لاکھ ۳۸ ہزار

(۱۲) ریحانہ بنت زید۔

(۱۴) اسماء بنت ثعلبان۔ آپ کی زوجیت میں تھیں جن کا ذکر کتاب ہذا میں موجود ہے۔

ازواج النبی صلعم کے مختصر حالات و اولاد

(۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد الغریٰ بن قصی قریشی کا اول نکاح عتیق بن عائد مخزومی سے ہوا اس سے کچھ اولاد نہ ہوئی دوسرا نکاح ابوہالہ ہند بن نباش تمیمی سے ہوا ان سے تین لڑکے تھے۔ طاہر۔ ہند پیدا ہوئے تیسرا نکاح حضور صلعم سے ہوا حضور صلعم سے دو لڑکے۔ (۱) قاسم (۲) طیب طاہر۔ اور چار لڑکیاں (۱) زینب (۲) رقیہ (۳) ام کلثوم (۴) فاطمہ زہرا پیدا ہوئیں۔

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس۔ ان کا پہلا نکاح سکران بن عمرو بن عبد ود سے ہوا یہ اول ایمان لائیں اور ان کی ترغیب سے ان کے خاوند بھی مسلمان ہو گئے پھر انہوں نے ہجرت حبشہ کی سکران کا حبش میں انتقال ہو گیا حضرت صلعم نے ان کا غم دور کرنے کے لئے بعد وفات خدیجہؓ انے نکاح کر لیا۔

(۳) حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیقؓ رسول صلعم کو آپ سے بہت محبت تھی اور اسی لئے حضرت سودہؓ نے کچھ عرصہ بعد اپنا وقت حضرت عائشہ کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ آپ بہت بڑی قابل اور عالمہ تھیں۔ آپ

[illegible]

حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں نے تم سے
 جو کچھ لیا ہے اس میں سے تم کو کچھ دے دو
 کہ تم اس سے اپنی ضرورت پوری کر سکو
 حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے تم سے
 جو کچھ لیا ہے اس میں سے تم کو کچھ دے دو
 کہ تم اس سے اپنی ضرورت پوری کر سکو

وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے اور ان کے پاس سے

جنگ بدر میں شریک ہوئے اور پہر جنگ احد میں زخمی ہو کر شہادت پائی رسول صلعم نے پہر ان سے نکاح کر لیا اور ان کے لڑکوں - عمرو - سلمہ اور لڑکیوں زینب - درہ - کی پرورش کی۔

(۷) حضرت زینب بنت جحش - ان کا پہلا نکاح زید بن حارثہ سے ہوا۔ زید نجیب المطرفین تھے مگر بچپن میں ایک ڈاکو ان کو لے بھاگا اور سوق حیا شہ کے بازار میں جو مکہ کے قریب ہے فروخت کر دیا۔ حکیم بن حزام ان کو حضرت خدیجہ کے لئے خرید لائے۔ حضرت خدیجہ نے اپنے نکاح کے بعد رسول صلعم کو ہیہ کر دیا۔ زید کے والدین پتہ لگا کر آئے مگر زید نے رسول صلعم کی رفاقت کو نہ چھوڑا اور والدین کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ رسول صلعم نے اسلام میں مساوات قائم رکھنے کیلئے زید کا نکاح اپنی بیوی زاد بن زینب سے کر دیا مگر ان کی آپس میں نہ بنی جب مخالفت باہمی زیادہ بڑھی تو طلاق نے ایک دوسرے کو علیحدہ کر دیا اب رسول صلعم نے ان سے نکاح کر لیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ بتنی اصلی بیٹیا نہیں ہوتا کیونکہ اہل عرب میں بتنی حقیقی بیٹیا سمجھا جاتا تھا اور اصلی اولاد کے سامنے جائداد کا بھی مالک قرار پاتا تھا اور اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح حرام سمجھتے تھے۔ اس نکاح نے جو حکم الہی کے موافق تھا اس رسم کو اسلام سے اٹھا دیا۔

(۸) حضرت جویریہ - بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب شہ میں اسیر ہو کر آئیں حضور صلعم نے زفر دیداد کیا اور اپنے عقد میں لے لیا۔ ان کی پہلی شادی مسافح بن صفوان سے ہوئی تھی یہ بڑی عابدہ اور زاہدہ تھیں۔

(۹) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بنت ابو صفیان بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف

کرمی انی اسے اور اسے ایسی کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔

نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔

نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔
نہیں کہ اسے نہ دیکھتا ہے۔

بن عبد العزیز ہو چکے تھے شہ میں یہ بیوہ تھیں جب حضور صلعم عمرہ کو تشریف لگے تو حضرت عباس نے تذکرہ کیا۔ آپؐ نے نکاح کر لیا۔ انکی چار بہنیں اور تھیں۔

(۱) ام الفضل لبایۃ الکبریٰ۔ حضرت ابن عباس مفسر قرآن کی والدہ ہیں۔

(۲) لبایۃ الصغریٰ۔ یہ حضرت خالد سیف اللہ کی والدہ ہیں۔

(۳) عصفار۔ ابی بن خلف کی زوجہ ہیں۔

(۴) عترہ۔ زیاد بن عبد اللہ مالک الملک کی زوجہ ہیں۔

(۱۲) مار قیسیہ۔ یہ وہی خاتون ہیں جسکو شاہ مصر نے بطور نذر حضور صلعم کنیت میں پیش کیا تھا۔ یہ شریف زادی تھیں انکی بطن سے شہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا حضور نے جسکا نام ابراہیم رکھا تھا۔ اور سترہ سالین وفات پائی۔ نبی صلعم کو اس بچہ کے انتقال سے بہت رنج ہوا اور فرمایا اے ابراہیم حکم الہی کے سامنے ہم ترے کس کام آسکتے ہیں۔

(۱۳) ریحانہؓ۔ کا ذکر کتاب کے صفحات میں موجود ہے۔

(۱۴) اسماءؓ۔ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

یہ سوانح عمری

حضور صلعم کے حالات زندگی پر لکھی گئی ہے اگر حضور کے فضائل و خصائل کا حال لکھا جائے تو ایک طول طویل رسالہ الگ بنجائے۔ یہ حالات اکثر کتب معتبرہ میں موجود ہیں ناظرین دیکھ سکتے ہیں۔

حلیہ آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپ صلعم کا قدمیانہ تھا مگر آدمیوں میں بالاتر معلوم ہوتا تھا۔ رنگ گندمی اور پر ملاحظہ۔

[illegible]

بزرگوار است شایسته است، و اینست که در این کتاب در این باب بحث شده است
 و اینست که در این کتاب در این باب بحث شده است
 و اینست که در این کتاب در این باب بحث شده است

[illegible][illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

کتاب ہذا کی مطبوعہ اغلاط کا صحت نامہ

نوٹ۔ جہاں مضمون کی سرغی علی قلم سے لکھی ہے اس کو رد سطر شمار کیا جاوے۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|------|-----|-------------|-------------|------|-----|--------------------|--------------------|------|-----|---------------|---------------|
| ۱ | ۵ | پردار | پرداز | ۲۲ | ۱۲ | مغشول | مشغول | ۱۳۶ | ۱۲ | اول الغزم | الو الغزم |
| ۲ | ۹ | کینان | کیساں | ۵۲ | ۱۰ | تلقیسی | تلقین | ۱۳۷ | ۱۲ | پوچھا کہ مان | پوچھا کہ سنان |
| ۵ | ۲ | ابتدائی | ابتدائی | ۵۵ | ۱۰ | ہم اُن ہم | ہم اُن | ۱۳۸ | ۴ | دسیوں | فاریوں |
| ۵ | ۸ | پریوے | پریوے | ۶۰ | ۱۴ | موجود ہو رہا تھا | موجود ہو رہا تھا | ۱۳۹ | ۱۵ | وقف | توقف |
| ۶ | ۱ | سمن الدین | سمن الدین | ۸۰ | ۱۲ | اس لئے | کھا لئے | ۱۴۰ | ۷ | تویشی | قریشی |
| ۷ | ۱ | بحر احمر لے | بحر احمر کے | ۸۵ | ۱۰ | بخوبی | بخوشی | ۱۵۴ | ۱۲ | اور نکلے | آنکھ لے |
| ۸ | ۱۵ | یخنے | بچنے | ۹۲ | ۱۲ | ثابت قدری | ثابت قدری | ۱۶۰ | ۶ | گرقام | گہرقام |
| ۱۵ | ۵ | وہ | جو | ۹۵ | ۱۰ | کس قدر | کس قدر | ۱۶۱ | ۱۱ | عصہ | غصہ |
| ۱۶ | ۱ | الی سینا | ابی سینا | ۹۶ | ۳ | دنوں پر | دلوں پر | ۱۶۳ | ۹ | بہخود | بیخود |
| ۱۸ | ۱۲ | بازروں | بازاروں | ۹۹ | ۱۵ | تہیب | تہیب | ۱۶۸ | ۸ | فرزد | فرزند |
| ۲۲ | ۱۱ | سکتا تھا | ہو سکتا تھا | ۱۱۷ | ۱۲ | کر لے | کرتے | ۱۷۱ | ۱ | پیر | پیرو |
| ۲۴ | ۵ | یہرا | یہرا | ۱۲۱ | ۷ | نگاہ بہر کر دیکھئے | نگاہ بہر کر دیکھئے | ۱۷۵ | ۸ | پڑا دیکھا کیا | پڑا دیکھا کیا |
| ۳۶ | ۸ | جو ہم کہ | جو کہ | ۱۲۵ | ۱۷ | بند گاہ | بند گاہ | ۱۷۷ | ۲ | اکرام | اکرم |
| ۳۶ | ۱۲ | گر | گرد | ۱۳۰ | ۱۸ | الانہو | والانہو | ۱۹۹ | ۱۶ | محفی | محفی |
| ۳۶ | ۱۳ | واس | وہ اس | ۱۳۱ | ۴ | کام | کام تھا | ۲۰۳ | ۱۵ | پونچتیں | پونچتیں |
| ۳۷ | ۱۲ | وہاں پنے | وہاں اپنے | ۱۳۶ | ۱ | شام نہرین | شام نہرین | ۲۰۴ | ۴ | پر | پر |
| ۴۰ | ۳ | بیٹی | بیٹے | ۱۳۲ | ۱۵ | مضحکہ | مضحکہ | ۲۰۶ | ۶ | کو اس | تو اس |

